

رزقِ اولیاء کے پوشیدہ اسباب

مستی بہ

تَعْلِيمُ الرِّفْقِ

ف

طَلَبِ الرِّزْقِ

محدثِ اعظم، مفتی کبیر، مصنفِ اخصم، ترمذی وقت

حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی باری

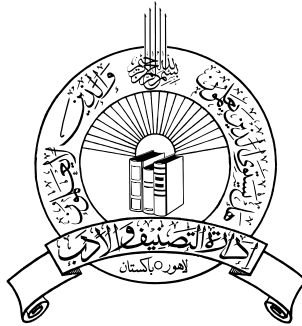
طیب اللہ آثارہ و اعلیٰ درجاتہ فی دار السلام

رِزْقِ اَوْلِيَاءِ كَيْ پُوشِيَهٗ اَسْبَابِ
مَسْتَهٗ بِهٖ
تَعْلِيْمِ الرِّفْقِ
فِي
طَلْبِ الرِّزْقِ

اسم کتاب : رزق اولیاء کے پوشیدہ اسباب مستی بہ تعلیم الرفق فی طلب الرزق
اسم مؤلف : محمد موسیٰ روحانی بازی رحمۃ اللہ علیہ
طبع دہم : ۱۴۴۲ھ - ۲۰۲۲ء
جملہ حقوق محفوظ ہیں

إدارة تصنیف و أدب
مرکزی دفتر : القلم فاؤنڈیشن - ۱۳ ڈی ، بلاک بی
سمن آباد ، لاہور ، پاکستان
فون : ۰۰۹۲ ۴۲ ۳۷۶۸۴۳۰
موبائل : ۰۰۹۲ ۳۰۰ ۴۱۰۱۸۸۲
ای میل : alqalam777@gmail.com
ویب : www.jamiaruhanibazi.org

All rights reserved
Idara Tasneef wal Adab
(Institute of Research and Literature)
Alqalam Foundation
Address: Head Office: 13-D, Block B,
Samanabad, Lahore, Pakistan.
Phone: +92-42-37568430
Cell: +92-300-4101882
Email: alqalam777@gmail.com
Web: www.jamiaruhanibazi.org



الناشر

إدارة التصنیف والأدب

رِزْقِ اَوْلِيَاءِ كَيْ يُوْشِيْدَهُ اَسْبَابُ

مُسْمِيْ بِهٖ

تَعْلِيْمِ الرِّفْقِ

فِي

طَلْبِ الرِّزْقِ

مُحَدَّثِ اعْظَمِ مُفَسِّرِ كَبِيْرٍ مُّصَنِّفِ اَخْتِمِ، تَرْمِذِيْ وَقْتِ

حَضْرَتِ مَوْلَانَا مُحَمَّدِ مُوسَى رُوْحَانِيْ بَايِ

طَيِّبِ النَّسْبِ اَثَرُهُ وَاَعْلَى دَرَجَاتِهِ فِي دَارِ اِسْلَامِ

اِدَارَةُ تَصْنِيْفِ وَاَدَبِ

جملہ حقوق محفوظ ہیں



ناشر

إدارة تصنیف و ادب
جامعہ محمد موسیٰ روحانی بازی

برہان پورہ، نزد اجتماع گاہ، عقب گورنمنٹ ہائی سکول، رائیونڈ، لاہور

منگوانے کا پتہ: « مرکزی دفتر: القلم ٹرسٹ، 13 ڈی، بلاک بی، سمن آباد، لاہور۔

موبائل: 0300-4101882 فون: 042-37568430

www.jamiaruhanibazi.org

Email: alqalam777@gmail.com

مصنّف کتابِ ہذا
محدّثِ اعظم، مفتی کبیر مصنیفِ اہم، ترمذی وقت
حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی باری
طیب اللہ آثارہ و اعلیٰ درجاتہ فی دارالسلام
کے بارے میں چند مختصر کلمات
اور ان کی زندگی کے مختصر حالات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّيْكَ عَلَى رَسُوْلِكَ الْكَرِیْمِ -
أَقْبَعُدًا!

هَيِّئَاتِ لَا يَأْتِي الرَّفَاقُ بِمِثْلِهَا
إِنَّ الرَّفَاقَ بِمِثْلِهَا لَبَخِيْلٌ

ترجمہ ”یہ بات بڑی بعید ہے، زمانہ ان جیسی شخصیت نہیں لائے گا۔ بیشک ایسی شخصیات کے لانے میں زمانہ بڑا بخیل ہے۔“

محدث اعظم، مفسر کبیر، فقیہ افہم، مصنفِ فخر، جامع المعقول والمنقول، شیخ المشائخ مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی طیب اللہ آثارہ وعلیٰ درجاتہ فی دارالسلام کی شخصیت علمی دنیا میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ اپنے عہد میں دنیا بھر کے ذہین لوگوں میں سے ایک تھے۔ آپ کی علمی مصروفیات قدرت نے آپ کی تسکین کیلئے پیدا کر رکھی تھیں۔

لاریب! ان کی شخصیت سدا یادگار رہے گی۔ اس وقت ان کی موت سے چمنستانِ اسلام اجرٹ گیا ہے، علماء یتیم ہو گئے ہیں اور اہل اسلام ان

کے علم و فقہ سے محروم ہو گئے ہیں۔ ان کی باتیں بے شمار ہیں، ان کے سنانے والے بھی بے شمار ہیں۔ ان کی زندگی کے مختلف گوشے لوگوں کے سامنے ہیں اور زندگی ایک کھلی ہوئی کتاب کی مانند ہے۔

کچھ قسریوں کو یاد ہے کچھ بلبلوں کو حفظ
عالم میں ٹکڑے ٹکڑے میری داستاں کے ہیں

اللہ تعالیٰ کے دربارِ جلال و جمال میں حضرت محدثِ اعظمؒ کا مقام

حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ کو عند اللہ جو مقام و مرتبہ حاصل تھا اور اس سلسلے میں آپ کو جن کرامتوں اور خصائص سے اللہ تعالیٰ نے نوازا اس پر ایک ضخیم کتاب لکھی جاسکتی ہے۔ ذیل میں اختصاراً ایک دو واقعات ذکر کئے جا رہے ہیں۔

(۱) حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ کی قبر مبارک سے جنت کی خوشبو

کا پھوٹنا

تدفین کے بعد شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازیؒ کی قبر اطہر کی مٹی سے خوشبو آنا شروع ہو گئی جس نے پورے میانی قبرستان کو معطر کر دیا۔ دُور دُور تک فضا انتہائی تیز خوشبو سے مہکنے لگی اور یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح ہر طرف پھیل گئی۔ لوگوں کا ایک ہجوم تھا جو اس ولی اللہ کی قبر پر حاضری دینے کیلئے اڈ پڑا، ملک کے کونے کونے سے لوگ پہنچنے لگے اور تبرگامٹی اٹھا اٹھا کر لے جانے لگے۔ قبر مبارک پر مٹی کم ہونے لگتی تو اور مٹی ڈال دی جاتی۔ چند ہی منٹوں میں وہ مٹی بھی اسی طرح خوشبو سے مہکنے لگتی۔ قبر کے پاس چند منٹ گزارنے والے شخص کا لباس بھی جلتی خوشبو سے معطر ہو جاتا اور کئی کئی دن تک

اس لباس سے خوشبو آتی۔

یہ کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے۔ عالم اسلام کی چودہ صدیوں میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور کے بعد حضرت شیخ تیسری شخصیت ہیں جن کی مرقد اطہر سے جنت کی خوشبو جاری ہوئی جو الحمد للہ سات ماہ سے زائد عرصہ گزرنے کے باوجود ابھی تک جاری ہے۔ حضرت شیخ اللہ تعالیٰ کے کتنے برگزیدہ اور محبوب بندے تھے ان کی اس عظیم کرامت نے اس بات کی تصدیق کر دی۔ یہ عظیم الشان کرامت جہاں حضرت محدث اعظم کی ولایتِ کاملہ کی واضح دلیل ہے وہاں مسلکِ دیوبند کیلئے بھی قابلِ صد فخر بات ہے۔

(۲) رسول اللہ ﷺ کی حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ سے محبت

اس زمین پر عرشِ بریں کے آخری نمائندہ رحمۃ للعالمین ﷺ سے حضرت محدث اعظم کی محبت و عقیدت عشق کی آخری دہلیز پر تھی۔ درسِ حدیث میں یا گھر میں نبی کریم ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر فرماتے تو رقت طاری ہو جاتی، آنکھیں پر نم ہو جاتیں اور آواز حلق میں اٹک جاتی۔

ایک مرتبہ حضرت شیخ بمبے اہل و عیال حج کیلئے حرمین شریفین تشریف لے گئے۔ حج کے بعد چند روز مدینہ منورہ میں قیام فرمایا۔ مولانا سعید احمد خان (جو کہ تبلیغی جماعت کے بڑے بزرگوں میں سے تھے) کو جب آپ کی آمد کی اطلاع ہوئی تو آپ کی بمبے اہل خانہ اپنی مدینہ منورہ والی رہائشگاہ پر دعوت کی۔ دعوت کے دوران والد محترم، مولانا سعید احمد خان کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ ایک شخص (جو کہ مدینہ منورہ ہی کا رہائشی تھا) آیا، اس نے جب محدث اعظم شیخ الشیوخ مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی کو اس مجلس میں تشریف فرما دیکھا تو

انہیں سلام کر کے مؤدبانہ انداز میں ان کے قریب بیٹھ گیا اور عرض کیا کہ حضرت میں آپ سے معافی مانگنے کیلئے حاضر ہوا ہوں، آپ مجھے معاف فرمادیں۔ والد ماجدؒ نے فرمایا بھائی کیا ہوا؟ میں تو آپ کو جانتا ہی نہیں، نہ کبھی آپ سے ملاقات ہوئی ہے۔ تو کس بات پر معاف کروں؟ وہ شخص پھر کہنے لگا کہ بس حضرت آپ مجھے معاف کر دیں۔

حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کوئی وجہ بتلاؤ تو سہی؟ وہ شخص کہنے لگا کہ جب تک آپ معاف نہیں فرمائیں گے میں بتلا نہیں سکتا۔ تو اپنے مخصوص لب و لہجہ میں والد صاحبؒ نے فرمایا اچھا بھئی معاف کیا، اب بتلاؤ کیا بات ہے؟ وہ کہنے لگا حضرت میری رہائش مدینہ منورہ میں ہی ہے۔ میں اپنے رفقاء اور ساتھیوں سے اکثر آپ کا نام اور آپ کے علم و فضل کے واقعات سنتا رہتا تھا چنانچہ میرے دل میں آپ کی زیارت و ملاقات کا شوق پیدا ہوا اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ تمنا بڑھتی گئی مگر کبھی زیارت کا شرف حاصل نہ ہو سکا۔

اتفاق سے چند دن قبل آپ مسجد نبوی میں نوافل میں مشغول تھے کہ میرے ایک ساتھی نے مجھے اشارے سے بتلایا کہ یہ ہیں مولانا محمد موسیٰ صاحب جن کے بارے میں تم اکثر پوچھتے رہتے ہو۔ میں نے چونکہ اس سے پہلے آپ کو دیکھا نہیں تھا اس لئے میرے ذہن میں آپ کے بارے میں ایک تصور قائم تھا کہ پھٹا پرانا لباس ہوگا، دنیا کا کچھ پتہ نہیں ہوگا تو جب میں نے نوافل پڑھتے ہوئے آپ کا حلیہ اور وجاہت دیکھی (حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ کا لباس سادہ سا ہوتا، سفید لمبا جبہ نما کرتا پہنتے، شلووار ٹخنوں سے بالشت بھر اونچی ہوتی، سر پر سفید پگڑی باندھتے اور پگڑی کے اوپر عربی انداز میں سفید رومال ڈال لیتے

مگر آپ کو اللہ تعالیٰ نے علمی جلال کے ساتھ ساتھ ظاہری جمال اور رعب بھی بے انتہاء بخشا تھا، نیز نسبتاً دراز قامت بھی تھے اس لئے اس سادہ سے لباس میں بھی آپ کی وجاہت و شان کسی بادشاہِ وقت سے کم معلوم نہ ہوتی اور آپ کو نہ جاننے والے بھی آپ کی شخصیت سے انتہائی مرعوب ہو کر ادب سے ایک طرف ہو جاتے۔) تو میرے ذہن میں جو پھٹے پرانے لباس کا تصور تھا وہ ٹوٹ گیا اور میرے دل میں آپ کے بارے میں کچھ بدگمانی پیدا ہو گئی چنانچہ میں آپ سے ملے بغیر ہی واپس لوٹ گیا۔

اسی رات کو خواب میں مجھے نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی کیا دیکھتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ انتہائی غصے میں ہیں۔ میں نے ڈرتے ڈرتے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! مجھ سے ایسی کیا غلطی ہو گئی کہ آپ ناراض دکھائی دے رہے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

”تم میرے موسیٰ کے بارے میں بدگمانی کرتے ہو،
فوراً میرے مدینے سے نکل جاؤ۔“

میں خوف سے کانپ گیا، فوراً معافی چاہی، تو نبی کریم ﷺ فرمانے لگے۔

”جب تک ہمارا موسیٰ معاف نہیں کرے گا میں
بھی معاف نہیں کروں گا۔“

یہ خواب دیکھنے کے بعد میں بیدار ہو گیا اور اس دن سے میں مسلسل آپ کو تلاش کر رہا ہوں مگر آپ کی جائے قیام کا پتہ نہیں لگا سکا۔ آج آپ سے یہاں

اتفاقاً ملاقات ہوگئی تو معافی مانگنے کیلئے حاضر ہو گیا ہوں۔ حضرت شیخؒ نے جب یہ واقعہ سنا تو آپ پر رقت طاری ہوگئی اور آپ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑے۔ ان واقعات سے بخوبی علم ہوتا ہے کہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ کو اللہ جل جلالہ اور رسول اللہ ﷺ کے نزدیک نہایت بلند مقام و درجہ حاصل تھا۔ خاص طور پر مدینہ منورہ میں پیش آنے والا مذکورہ بالا واقعہ تو اس قدر عجیب و غریب ہے کہ قرونِ اولیٰ کے علماء و مشائخ کے تذکروں میں بھی اس جیسی مثال خال خال ہی ملتی ہے۔

آپ تصور تو کیجئے کہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ کا کیا مقام و مرتبہ ہوگا اور رسول اللہ ﷺ کو آپ سے کس قدر محبت ہوگی کہ آپ کے بارے میں مدینہ منورہ کے اس شخص کی معمولی سی بدگمانی پر رسول اللہ ﷺ نے انتہائی ناراضگی کا اظہار فرمایا بلکہ سخت غضب کی وجہ سے اسے مدینہ سے ہی نکل جانے کا حکم فرمایا۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ یقیناً اللہ تعالیٰ کے ان برگزیدہ بندوں اور ان عالی مرتبت اولیاء میں سے تھے جن کے بارے میں اللہ جل شانہ فرماتے ہیں۔

مَنْ عَادَى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُنِيْ بِالْحَرْبِ -

ترجمہ ”جس شخص نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی،

میں اس شخص سے اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔“

ذرا اس حدیثِ قدسی کو دیکھئے اور پھر مذکورہ واقعہ پر غور کیجئے بلکہ یہاں تو رنگ ہی نرالا ہے کہ اس شخص نے حضرت شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ کو نہ تو ہاتھ سے کوئی

تکلیف پہنچائی، نہ استہزاء کیا، نہ اہانت و تحقیر کی، نہ زبان سے کوئی برے الفاظ و کلمات ادا کئے بلکہ صرف دل ہی دل میں آپ کے بارے میں بدگمانی کی مگر دشمنی کے معمولی اثرات والی اس حالت و کیفیت پر بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا غضب حرکت میں آگیا اور اسے اپنے شہر کو چھوڑنے اور اس سے نکل جانے کا حکم دے دیا۔

مختصر حالاتِ زندگی

محدث اعظم، مصنف انجم، شیخ الحدیث و التفسیر مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی ڈیرہ اسماعیل خان کے مضافات میں واقع ایک گاؤں کٹہ خیل میں مولوی شیر محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم عالم و عارف اور زاہد و سخی انسان تھے، انکی سخاوت کے قصے گاؤں کے لوگوں میں زبان زد عام ہیں۔ آپ کے والد محترم مولوی شیر محمد کی وفات ایک طویل مرض، پیٹ اور معدہ میں پانی جمع ہونے، کی وجہ سے ہوئی۔ حضرت شیخ کی عمر اس وقت پانچ سال یا اس سے بھی کم تھی۔

والد محترم کے انتقال کے بعد آپ کی پرورش آپ کی والدہ محترمہ نے کی جو کہ بہت ہی صالحہ، صائمہ اور قائمہ للہ تعالیٰ خاتون تھیں۔ آپ نے والدہ محترمہ کی نگرانی ہی میں دینی تعلیم حاصل کی، یہی آپ کے والد محترم کی وصیت بھی تھی۔

والد محترم مولوی شیر محمد کی وفات کے بعد آپ ان کی قبر پر زیارت کیلئے حاضر ہوتے تو قبر میں سے قرآن حکیم کی تلاوت کی آواز سنائی دیتی خصوصاً ”سورۃ الملک“ کی تلاوت کی آواز آتی۔ حدیث شریف میں سورہ ملک کے بارے

میں آیا ہے کہ یہ سورت اپنے پڑھنے والے کیلئے شفاعت کا باعث بنتی ہے۔
یہ ان کی عجیب و غریب کرامت تھی جسے والد ماجد محدثِ اعظم مولانا محمد
موسیٰ روحانی بازیؒ نے اپنی تصنیف کردہ کتاب ”آئناۃ التکمیل“ (یہ حضرت
شیخؒ کی تصنیف کردہ بیضاوی شریف کی شرح ”آزہار التسهیل“ کا دو جلدوں
پر مشتمل مقدمہ ہے، اصل کتاب تقریباً پچاس جلدوں پر مشتمل ہے) میں بھی
تفصیلاً ذکر فرمایا ہے۔ حضرت شیخؒ کے جد امجد ”احمد روحانی رحمہ اللہ تعالیٰ“
بھی بہت بڑے عالم اور صاحبِ فضل و کمال انسان تھے۔ افغانستان میں غزنی کے
مضافات میں پہاڑوں کے اندر اُن کا مزار اب بھی مرجع عوام و خواص ہے۔

حضرت شیخِ محدثِ اعظم مولانا محمد موسیٰ روحانی بازیؒ نے ابتدائی کتبِ
فقہ اور فارسی کی تمام کتابیں مثلاً بیخ گنج، گلستان، بوستان وغیرہ گاؤں کے علماء سے
پڑھیں، اس دوران گھر کے کاموں میں والدہ محترمہ کا ہاتھ بھی بٹاتے۔ گاؤں میں
بارش کے علاوہ پانی کے حصول کا اور کوئی ذریعہ نہ تھا، آپ بعض اوقات پانی لانے
کیلئے تین تین میل کا سفر کرتے۔

گاؤں میں کتابیں پڑھنے کے بعد آپ بعض علماء کے حکم پر تحصیلِ علم
کیلئے تقریباً گیارہ سال کی کم عمری میں عیسیٰ خیل چلے گئے۔ تحصیلِ علم کیلئے یہ
آپ کا پہلا سفر تھا۔ یہاں پر چند ماہ میں ہی آپ نے علمِ اِصْرَف کی کئی کتابیں
زبانی یاد کر لیں۔

بعد ازاں خیلِ ضلع بنوں تشریف لے گئے اور دو سال میں علمِ اِصْرَف کی
تمام کتبِ فصولِ اکبری تک اور نحو کی کتابیں کافیہ تک اور منطق کی ابتدائی کتب
مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ تعالیٰ اور خلیفہ جان محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیر نگرانی ازبر کیں۔

اس کے بعد مفتی محمودؒ کے ہمراہ عبد الخلیل آگئے اور یہاں پر دو سال میں ان سے شرح جامی، مختصر المعانی، سلم العلوم تک منطق کی کتابیں، مقالات حریری، اصول الشاشی، میدزی شرح ہدایۃ الحکمۃ، شرح وقایہ اور تجوید و قراءت کی بعض کتب پڑھیں۔

مزید علمی پیاس، بھانے کیلئے آپ اکوڑہ خٹک دارالعلوم حقانیہ تشریف لے گئے۔ یہاں آپ نے تقریباً دو سال قیام کیا جس دوران آپ نے منطق کی تمام کتابیں ماسوائے قاضی مبارک اور فلسفہ کی تمام کتب، علم میراث، اصول فقہ اور ادب عربی کی کتب پڑھیں۔

سالانہ چھٹیوں کے دوران مولانا غلام اللہ خان رحمانیؒ کے دورہ تفسیر میں شرکت کیلئے راولپنڈی آگئے۔ اس کے بعد مدرسہ قاسم العلوم ملتان میں داخلے کیلئے تشریف لے گئے۔ قاسم العلوم میں داخلے کا امتحان صدر، حمد اللہ اور خیالی جیسی مشکل کتابوں میں زبانی دیا۔ امتحان نے حیران ہو کر قاسم العلوم کے صدر مدرس مولانا عبد الخالق رحمانیؒ کو بتلایا کہ ایک پٹھان لڑکا آیا ہے جسے سب کتابیں زبانی یاد ہیں۔ یہاں آپ تقریباً تین سال تک حصول علم میں مشغول رہے اور فقہ، حدیث، تفسیر، منطق، فلسفہ، اصول اور علم تجوید و قراءت سب کی تعلیم حاصل کی۔

حضرت شیخؒ کو اللہ جل شانہ نے بے انتہاء قوتِ حافظہ اور سریع الفہم ذہن عطا کیا تھا۔ زمانہ طالب علمی میں ہی آپ اپنے تمام ہم جماعتوں پر فائق رہے۔ آپ کے اساتذہ آپ کی شدتِ ذکاوت، قوتِ حافظہ اور وسعتِ مطالعہ پر حیرت و استعجاب کا اظہار کرتے۔ آپ مشکل سے مشکل عبارت اور فنی پیچیدگی کو،

جس کے حل سے اساتذہ بھی عاجز آجاتے، ایسے انداز میں حل فرماتے اور فی البدیہہ ایسی تقریر فرماتے کہ یوں محسوس ہوتا جیسے اس مقام پر کوئی اشکال تھا ہی نہیں۔

تدریس سے وابستہ ہونے کے بعد تمام کتب فنونِ عقلیہ و نقلیہ کے دروس میں آپ طلباء و علماء کے سامنے اس فن کے ایسے مخفی نکات اور علومِ مستورہ بیان فرماتے کہ سننے والے یہ گمان کرنے لگتے کہ شاید آپ کی ساری عمر اسی ایک فن کے حصول و تدریس اور استحکام میں گزری ہے۔ تمام فنون میں آپ کے اسباق کی یہی کیفیت ہوتی اور آپ اس فن کی انتہائی گہرائی میں جا کر لطائف و بدائع کو ظاہر فرماتے۔

حضرت محدثِ اعظم مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی رحمۃ اللہ تعالیٰ کو جن علوم و فنون میں مکمل دسترس و مہارت حاصل تھی اس کا ذکر وہ خود بطور تحدیثِ نعمت اپنی بعض تصانیف میں ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

”وَمَا مِنْ شَيْءٍ إِلَّا اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ التَّبَحُّرُ فِي الْعُلُومِ كُلِّهَا النُّقْلِيَّةِ وَالْعَقْلِيَّةِ مِنْ عِلْمِ الْحَدِيثِ وَعِلْمِ التَّفْسِيرِ وَعِلْمِ الْفِقْهِ وَعِلْمِ الْأَصُولِ التَّفْسِيرِ وَعِلْمِ الْأَصُولِ الْحَدِيثِ وَعِلْمِ الْأَصُولِ الْفِقْهِ وَعِلْمِ الْعَقَائِدِ وَعِلْمِ التَّارِيخِ وَعِلْمِ الْفِرْقِ الْمُخْتَلِفَةِ وَعِلْمِ اللُّغَةِ الْعَرَبِيَّةِ وَعِلْمِ الْأَدَبِ الْعَرَبِيِّ الْمَشْتَمَلِ عَلَى اثْنَيْ عَشَرَ فَنًّا وَعِلْمًا كَمَا صَرَّحَ بِهِ الْأَدْبَاءُ وَعِلْمِ الصَّرْفِ وَعِلْمِ الْأَشْتِقَاقِ وَعِلْمِ النُّحُوِّ وَعِلْمِ الْمَعَانِي وَعِلْمِ الْبَيَانِ وَعِلْمِ الْبَدِيعِ وَعِلْمِ قُرْضِ الشُّعْرِ وَعِلْمِ الْمَنْطِقِ وَعِلْمِ الْفَلَسَفَةِ الْأَرِسْطَوِيَّةِ الْيُونَانِيَّةِ وَالْإِلَهِيَّاتِ مِنْ الْفَلَسَفَةِ الْيُونَانِيَّةِ وَعِلْمِ الطَّبِيعِيَّاتِ مِنْ الْفَلَسَفَةِ الْيُونَانِيَّةِ وَعِلْمِ

السماء والعالم وعلم الرياضيات من الفلسفة اليونانية وعلم تهذيب الأخلاق وعلم السياسة المدائنية من الفلسفة وعلم الهندسة أى علم أقليدس اليونانى وعلم الأبعاد وعلم الأُكُرو وعلم اللُّغة الفارسيّة و الأدب الفارسى وعلم العروض وعلم القوافى وعلم الهيئة أى علم الفلك البطليموسى اليونانى وعلم التجويد للقرآن وعلم ترتيل القرآن وعلم القراءات“ .

آپ دورانِ درسِ خارجی قصے سنانا پسند نہیں فرماتے تھے مگر اس کے باوجود مشکل سے مشکل کتاب کا درس بھی جب شروع فرماتے تو مغلق سے مغلق عبارات و مقامات حل ہوتے چلے جاتے اور سننے والوں پر ایسی کیفیت طاری ہوتی کہ جی چاہتا کہ درس جاری رہے کبھی ختم نہ ہو۔ یوں معلوم ہوتا جیسے حضرت شیخؒ کے علم نے طلباء پر سحر کر کے انہیں مدہوش کر دیا ہے اور انہیں وقت گزرنے کا احساس ہی نہیں۔ درس جس قدر بھی طویل ہوتا چلا جاتا طلباء پہلے سے زیادہ ہشاش بشاش و تازہ دم نظر آتے اور ایسا لگتا جیسے آپ نے ان میں ایک علمی قوت بھردی ہو۔

سب سے زیادہ شہرت آپ کے درسِ ترمذی اور درسِ تفسیر بیضاوی کو حاصل ہوئی۔ دُور دراز سے طلباء و علماء آپ کے درس میں شرکت کی سعادت حاصل کرنے کیلئے کچھ چلے آتے۔ آپ کا درسِ حدیث بعض اوقات پانچ چھ گھنٹوں تک مسلسل جاری رہتا۔ شدید سے شدید بیماری میں بھی، جبکہ حضرت شیخؒ کیلئے بیٹھنا بھی مشکل ہوتا، یہی صورتِ حال رہتی اور بیماری کے باوجود کئی کئی گھنٹوں کی تقریر کے بعد بھی آپ پر تھکن کے آثار دکھائی نہ دیتے۔ طلبہ سے

فرماتے ”بھئی یہ سب علم حدیث کی برکات ہیں۔“

خاص طور پر آپ کا درسِ ترمذی پورے پاکستان بلکہ پوری دنیا میں اپنی مثال آپ تھا جس میں آپ جامع ترمذی کی ابتداء سے لیکر انتہاء تک ہر ہر حدیث کا ترجمہ کرتے، مشکل الفاظ کی صرفی و نحوی تحقیق کرتے، ماخذ بتلاتے، محاوراتِ عرب کی تفصیل سے مطلع فرماتے اور تمام مسائل پر انتہائی مفصل و سیر حاصل بحث بھی فرماتے۔ مسائل میں عام طریقہ کار کے مطابق دو یا چار مشہور مذاہب بیان نہ فرماتے بلکہ اکثر مسائل میں آپ سات سات یا آٹھ آٹھ مذاہب بیان فرماتے، ہر فریق کی تمام اڈلہ ذکر کرتے اور پھر ہر دلیل کے کئی کئی جوابات احناف کی طرف سے دیتے۔ بعض اوقات فریقِ مخالف کی ایک ہی دلیل کے جوابات کی تعداد پندرہ بیس سے بھی بڑھ جاتی۔

آپ کے درس کی سب سے خاص بات ”قَالَ“ کیساتھ ”أَقُولُ“ کا ذکر تھا یعنی ”میں اس مسئلے میں یوں کہتا ہوں۔“ حضرت شیخؒ کو اللہ تعالیٰ نے استخراجِ جوابِ جدید کا بڑا ملکہ عطا فرمایا تھا۔ آپ اکثر مسائل و مباحث میں اپنی جانب سے دلائلِ جدیدہ و توجیہاتِ جدیدہ ذکر فرماتے اور وہی جوابات و توجیہات سب سے زیادہ تسلی بخش ہوتیں۔ بعض اوقات ایک ہی مسئلے میں صرف آپ کی اپنی توجیہات و جوابات کی تعداد اس مسئلے میں اسلاف سے مروی مجموعی توجیہات سے بڑھ جاتی اور ساتھ ساتھ یہ فرماتے۔

”مولانا یہ میری اپنی توجیہات و اڈلہ ہیں اس مسئلہ میں،
روئے زمین کی کسی کتاب میں آپ کو نہیں ملیں گی۔ بڑی

دعاؤں و آہ و زاری اور بہت راتیں جاگنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے میرے ذہن میں ان کا القاء و الہام کیا ہے۔“

اس جلالتِ علمی کے باوجود عاجزی کا یہ عالم تھا کہ اپنے جوابات و توجیہات کی نسبت اپنی طرف کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی جانب فرماتے تھے کہ بندہ کچھ بھی نہیں، وہی ذات سب کچھ ہے۔ یہ عاجزی و انکساری ان کی سینکڑوں تصنیف شدہ کتابوں میں بھی نظر آتی ہے۔ مصنف حضرات عام طور پر اپنی تصنیفات پر اپنے نام کے ساتھ مختلف القاب بھی لگاتے ہیں مگر حضرت شیخؒ نے اپنی ہر تصنیف پر عاجزی و انکساری کی راہ اپناتے ہوئے اپنے نام کے ساتھ ہمیشہ عبد فقیر یا عبد ضعیف (کمزور بندہ) لکھا جو ان کی انکساری کی واضح مثال ہے۔ عجز و انکساری کا ساتھ حالتِ نزع میں بھی نہ چھوڑا اور ایسی حالت میں بھی زبان ادب کا دامن پکڑے انکساری و عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے اس ذات وحدہ لا شریک لہ کو اس انداز میں پکارتی رہی۔

”إِلٰهِي أَنَا عَبْدُكَ الضَّعِيفُ“

یعنی ”یا اللہ! میں تیرا کمزور بندہ ہوں۔“

حضرت محدثِ اعظمؒ کے اوقات میں اللہ جلّ جلالہ نے بہت زیادہ برکت رکھی تھی۔ آپ قلیل سے وقت میں کئی گنا زیادہ کام کر لیتے جس کا اندازہ آپ حضرت شیخؒ کے درسِ ترمذی سے لگا سکتے ہیں کہ ترمذی کی ہر حدیث کا ترجمہ بھی ہو، تمام مشکل الفاظ کی صرفی و نحوی تحقیقات و ماخذ کی توضیح بھی ہو، پھر تمام

مسائل پر اتنی مفصل بحث ہو جیسا کہ ابھی بیان ہوا اور ان سب پر مستزاد یہ کہ آپ سب طلباء سے کاپیاں بھی لکھواتے، چنانچہ مسلسل تقریر کرنے کی بجائے ٹھہر ٹھہر کر املاء کے انداز میں طلباء کو مسائل لکھواتے جس دوران آپ ہر جملے کو کم از کم دو یا تین مرتبہ ضرور دہراتے مگر ان سب باتوں کے باوجود وقت میں اتنی برکت ہوتی کہ جامع ترمذی سالانہ امتحانات سے قبل ہی اطمینان و تسلی سے ختم ہو جاتی اور اس کے ساتھ ساتھ ہر طالب علم کے پاس آپ کی مکمل درسی تقریر بھی مستقبل کیلئے محفوظ ہو جاتی۔

آپ کی زندگی میں ہی آپ کے علمی تفوق کا اقرار بڑے بڑے علماء کرتے تھے۔ امام کعبہ شیخ معظم محمد بن عبد اللہ السبیل مدظلہ ایک مرتبہ علماء کرام کی مجلس میں فرمانے لگے۔

”میں اس وقت دنیا کے مرکز (مکہ مکرمہ) میں بیٹھا ہوں۔ دنیا بھر کے علماء میرے پاس تشریف لاتے ہیں مگر میں نے آج تک شیخ روحانی بازی جیسا محقق و مدقق عالم نہیں دیکھا۔“

تصنیف و تالیف کیساتھ ساتھ وعظ و تبلیغ و ارشاد کے میدان میں بھی اللہ جل شانہ نے آپ سے بہت کام لیا۔ اس سلسلے میں آپ خود اپنی تصانیف میں لکھتے ہیں۔

”واللہ تعالیٰ بفضله ومنه وفقنی للعمل بجميع أنواع الدعوة والإرشاد والحمد لله والمنته۔“

فقد أسلم بإرشادى وجهدى المسلسل فى ذلك أكثر من ألفى نفر من الكفار وبايعوا على يدى وأمنوا بأن الإسلام حق وشهدوا أنّ الله تعالى واحد لا شريك له ودخلوا فى دين الله فرادى وفوجاً.

حتى رأيت فى بعض الأحيان أسرة كافرة مشتملة على عشرة أشخاص فصاعداً أسلموا وبايعوا للإسلام على يدى بإرشادى فى وقت واحد وساعة واحدة والحمد لله ثم الحمد لله.

وفى الحديث لأن يهدى الله بك رجلاً واحداً خير لك مما تطلع عليه الشمس وتغرب.

خصوصاً أسلم بإرشادى وتبليغى نحو خمسين نفرًا من الفرقة الكافرة الملحدة القاديانية أصحاب المتنبي الكتاب الدجال مرزا غلام أحمد.

وأسلم غير واحد من الفرقة الكافرة طائفة الذكريين بإرشادى ونصحى وبما بذلت مجهودى وقاسيت المشقة الكبيرة فى الإرشاد والتبليغ.

والفرقة الذكورية فرقة فى بلاد لا يؤمنون بكون القرآن كتاب الله تعالى ولا يحجّون إلى كعبة الله المباركة بل بنوا بيتاً فى ديار مكران من ديار باكستان يحجّون إليه ولهم عقائد زائغة.

وأما إرشادى المسلمين العصاة التاركين لأداء الزكاة والصلوات والصوم وغيرها فله نتائج طيبة وأحسن. والله الحمد والفضل ومنه التوفيق. فقد تاب آلاف من المجرمين المجاهرين

بالفسق من الرجال والنساء وأصبحوا من مقبى الصلوات وتوجهوا
إلى أداء الزكاة والصوم والأعمال الصالحة.

وتبدلت حياتهم وانقلبت أحوالهم. ولا أحصى عدد دهلؤلاء
التائبين لكثرتهم“.

دین اسلام کی سر بلندی کیلئے آپ نے منکرین حدیث، اہل بدعت،
روافض، قادیانیوں اور یہود و نصاریٰ سے کئی عظیم الشان مناظرے بھی کیے اور
عالم اسلام کا سر فخر سے بلند کیا۔

ابتدائی حالات کا مشاہدہ کیجئے تو بظاہر اسباب کوئی شخص نہیں کہہ سکتا تھا کہ
اس نونہال کا سایہ ایک عالم پر محیط ہوگا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ مشیتِ الہی،
حفظِ دین اور پاسپانی ملت کا انتظام، ظاہری اسباب سے بالاتر کرتی ہے اور لطفِ الہی
خود ایسے افراد کا انتخاب کرتا ہے جن سے دین حنیف کی خدمت کا کام لیا
جائے۔

وفات

بروز سوموار ۲۷ جمادی الثانیہ ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۹ اکتوبر ۱۹۹۸ء
عصر کی جماعت میں حضرت محدثِ اعظم کو دل کا شدید دورہ پڑا اور علم و عمل کے
اس جبلِ عظیم کو اللہ تعالیٰ نے اس پر فتن دینا سے نجات دیتے ہوئے دارِ قرار کی
طرف بلا لیا اور اس دنیاوی آزمائش میں آپ کی کامیابی اور اپنی رضا کا اعلان آپ
کی قبر سے پھوٹنے والی جنت کی خوشبو کے ذریعہ دنیا میں ہی کر دیا۔

تو خدا ہی کے ہوئے پھر تو چمن تیرا ہے

یہ چمن چیز ہے کیا سارا وطن تیرا ہے

حضرت شیخؒ نے تریسٹھ ۶۳ برس عمر پائی۔ آپ ایک عالم باعمل، عارف باللہ، باضمیر اور باکمال انسان تھے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ ”مؤمن وہ ہے جس کو دیکھ کر خدا یاد آجائے“۔ آپ کی نگاہ پُر تاثیر سے دلوں کی کائنات بدل جایا کرتی تھی، آپ کی صحبت میں چند لمحے گزارنے سے اسلام کے عہد زریں کے بزرگوں کی صحبتوں کا گمان ہوتا تھا۔ حضرت شیخؒ میں قرونِ اولیٰ والی سادگی تھی۔ ان کو دیکھ کر قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ آنکھوں میں تدبر کی گہرائیاں، آواز میں سنجیدگی و متانت کا آہنگ، درمی پر گاؤتکیے کا سہارا لئے حضرت شیخؒ کو معتقدین کے سامنے میں نے اکثر قرآن و حدیث کے اسرار و رموز کھولتے دیکھا۔

یوں تو موت سنتِ بنی آدم ہے اور اس سے کسی کو مفر نہیں، یہاں جو بھی آیا جانے ہی کیلئے آیا۔ مگر کچھ شخصیات ایسی بھی ہوتی ہیں جن کی موت صرف فرد واحد کی موت ہی نہیں بلکہ پوری ملت کی موت ہوتی ہے۔

”مَوْتُ الْعَالِمِ مَوْتُ الْعَالَمِ“

خصوصاً اگر رخصت ہونے والے کا وجود دنیا کیلئے باعثِ رحمت ہو، ان کی ذات سے عالمِ اسلام کی خدمات وابستہ ہوں تو ان کی جدائی کا صدمہ ایک عالم کی بے بسی، بے کسی و محرومی اور یتیمی کا موجب بن جاتا ہے۔

فروغِ شمع تو باقی رہے گا صبحِ محشر تک
مگر محفل تو پروانوں سے خالی ہوتی جاتی ہے

حضرت شیخؒ کی رحلت سے ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ محفل اجر گئی، ایک باب بند ہو گیا، ایک بزم ویران ہو گئی، ایک عہد ختم ہو گیا، ایک روایت نے دم توڑ دیا، زندگی کو حرکت و عمل دینے والا خود ہی اس دنیا میں جا بسا جہاں سے کوئی واپس نہیں آیا اور جو دارالعمل نہیں دارالجزاء کی تمہید ہے۔

باغ باقی ہے باغباں نہ رہا اپنے پھولوں کا پاسباں نہ رہا
کارواں تو رواں رہے گا مگر ہائے وہ مسیرِ کارواں نہ رہا

ایسے وقت میں جبکہ اسلام ہر طرف سے طرح طرح کے فتنوں میں گھرا ہوا ہے اور ایسی حالت میں جبکہ اہل اسلام کو انکی رہبری کی مزید ضرورت تھی، وہ اپنے بے شمار چاہنے والوں کو روتا دھوتا چھوڑ کر اس ظالم دنیا سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے روٹھ گئے۔

داغِ فراقِ صحبتِ شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے

سعید بن جبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ حجاج بن یوسف کے ”دستِ جفا“ سے شہید ہوئے تھے۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ”البدایہ والنہایہ“ میں ان کے بارے میں حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ تعالیٰ کا قول نقل کیا ہے۔

”سعید بن جبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ کا انتقال اس وقت ہوا جب
روئے زمین پر کوئی شخص ایسا نہیں تھا جو ان کے علم کا
محتاج نہ ہو۔“

نیز امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

”سعید بن جبیر رحمہ اللہ تعالیٰ اس وقت شہید ہوئے جب
روئے زمین کا کوئی شخص ایسا نہیں تھا جو اُن کے علم کا
مخائن نہ ہو۔“

آج صدیوں بعد یہ فقرہ محدثِ اعظم شیخ المشائخ مولانا محمد موسیٰ روحانی
بازی رحمہ اللہ تعالیٰ پر حرف بحرف صادق آرہا ہے۔ وہ دنیا سے اس وقت رخصت
ہوئے جب اہل اسلام ان کے علم و فقہ کے محتاج تھے، اہل دانش کو اُن کے فہم و
تدبیر کی احتیاج تھی اور علماء ان کی قیادت و زعامت کے حاجتمند تھے۔ اُن کی
تنہا ذات سے دین و خیر کے اتنے شعبے چل رہے تھے کہ ایک جماعت بھی اس
خلا کو پُر کرنے سے قاصر رہے گی۔

آپ نے جس طور کُل عالم کی فضاؤں کو علمی و روحانی روشنی سے
منور کیا اس کی بدولت اہل حق کے قافلے ہمیشہ منزلوں کا سراغ پاتے رہیں گے۔

زندگانی تھی تری مہتاب سے تابندہ تر
خوب تر تھا صبح کے تارے سے بھی تیرا سفر

عبد ضعیف محمد زہیب روحانی بازی عفا اللہ عنہ و عافاہ
ابن شیخ الحدیث و التفسیر حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازیؒ

ربیع الاول ۱۴۲۰ھ مطابق جون ۱۹۹۹ء

رِزْقِ أَوْلِيَاءِ كَيْ يُوَشِّدَهُ أَسْبَابُ

مُسْتَهْبِئَةٌ

تَعْلِيمِ الرَّافِقِ

فِي

طَلْبِ الرِّزْقِ

مُحَدَّثِ عَظِيمِ مُفَسِّرِ كَبِيرِ مُصَنِّفِ الْخَمْسَمِ، تَرْمِذِي وَقْتِ

حَضْرَتِ مَوْلَانَا مُحَمَّدِ مُوسَى رُوحَانِي بَارِي

طَيْبِ النَّسَبِ أَتَارَهُ وَأَعْلَى دَرَجَاتِهِ فِي دَارِ السَّلَامِ

إِدَارَةُ تَصْنِيفِ وَأَدَبِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

أما بعد .

فأعوذ بالله من الشیطن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحيم

و مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا

يَحْتَسِبُ وَ مَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ

أَمْرِهِ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا .

(سورة طلاق ، آیت ۲-۳ ، پ ۲۸)

” اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے مضرتوں

سے نجات کی شکل نکال دیتے ہیں اور اس کو ایسی جگہ سے رزق پہنچاتے

ہیں جہاں اس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کریگا تو

اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح مہمات کے لئے کافی ہیں۔ اللہ پاک جس طرح

کرنا چاہیں پورا کر کے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم میں ہر شے کا

ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔“

درج ہونگے تو وہ حیران و پریشان ہو کر کہے گا (حیرت ہے اس اعمالنامہ سے کہ اس سے میرا کوئی چھوٹا یا بڑا گناہ رہا نہیں ، سب اس میں درج ہیں “ -

حضرات ! اس جہان رنگ و بو میں انسان کا سب سے بڑا مقصد خدا کا قرب و رضا حاصل کرنا ہے مگر قربِ خدا کا جو مدار ہے وہ کسی کو نظر نہیں آتا۔ خدا کا قرب ایمانِ کامل سے ملتا ہے اور ایمانِ دل میں ہوتا ہے، کسی کو نظر نہیں آتا۔

ایمانی قذیل کی حفاظت

ایمان وہ قذیل ہے جس کی روشنی میں انسان جاوہِ مستقیم پر چل کر منزلِ مقصود تک جا پہنچتا ہے۔ ایمانی قذیل کی حفاظت اعمال سے ہوتی ہے اور گناہوں سے اس کے بچھنے کا زبردست خطرہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ چراغ کی روشنی کی بقاء کے لئے وقتاً فوقتاً تیل کی ضرورت ہوتی ہے اور اس پر پانی ڈالنے سے وہ بجھ جاتا ہے ، اسی طرح ہمیں پتہ چلتا ہے کہ نیک عمل اس قذیلِ ایمانی کی روشنی تیز کرنے میں مُمد ہے اور گناہ اس کی روشنی کم کرتا ہے۔ مگر ہمیں تفصیلی طور پر کسی نیکی اور بدی کی مقدارِ تاثیر کا علم نہیں۔ ایمان کی طرح ان کی تاثیر بھی آنکھوں سے اوجھل ہے۔

چھوٹے گناہوں کے تباہ کن اثرات

قرآن و احادیث سے اگرچہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ فلاں گناہ بڑا ہے

اور فلاں چھوٹا، فلاں نیکی بڑی ہے اور فلاں چھوٹی ہے مگر تفصیلی طور پر ان کی تاثیر کا علم نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ایک بڑے گناہ کا انجام اتنا خطرناک نہ ہو جتنا اس سے چھوٹے گناہ کا انجام خطرناک ہوتا ہے۔ بالفاظِ دیگر گاہے چھوٹا گناہ بڑے گناہ کے مقابلہ میں زیادہ تباہ کن ہوتا ہے۔

دیکھئے۔ کبھی انسان ایک خرمن لکڑیوں کو آگ لگا دیتا ہے مگر اس سے شہر نہیں جلتا اور کبھی ایک دیا سلائی سے سارا شہر راکھ بن جاتا ہے۔ خالی میدان پر آگ کا کچھ اثر نہیں ہوتا اور تنکوں اور مکان کے شہتیروں میں تھوڑی سی آگ لگ جانے سے سارا مکان جل جاتا ہے۔ اسی طرح بعض مقامات اور بعض اوقات میں چھوٹے گناہ سے اللہ تعالیٰ بہت ناراض ہوتے ہیں۔ خدا پناہ دے۔

دیکھئے۔ جمعہ کی رات، شبِ قدر، یومِ عرفہ، یومِ عیدین، رمضان شریف اور حریم شریفین میں چھوٹے گناہ پر بھی سخت گرفت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ حریم شریفین میں اقامت کو افضل قرار نہیں دیتے کیونکہ وہاں اگرچہ عبادت کا بہت ثواب ملتا ہے مگر گناہ کی سزا بھی بڑی سخت ہے۔ البتہ جو حضرات حریم شریفین کا پورا اکرام کرتے ہیں ان کیلئے وہاں اقامت بڑی سعادت ہے۔ بہر حال نیکی سے شعلہ ایمان بھڑکتا ہے اور گناہ سے معاملہ الٹا ہوتا ہے۔

الغرض ایک طرف تو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے کہ نیک اعمال کے ذریعے ایمان کی حفاظت کرو تا کہ اس کا شجر بار آور ہو اور

تین ہیں لباس ، مکان اور خوراک۔ اگرچہ ان کے علاوہ بھی انسان کی بیشتر ضروریات ہیں لیکن یہ تین ضرورتیں سب سے اہم اور بنیادی ہیں۔ ان تینوں کے حصول کیلئے انسان سرگرم رہتا ہے۔

ان میں سے بعض کی ضرورت کچھ کم اور محدود ہوتی ہے اور بعض کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے۔ لباس اور مکان کی ضرورت محدود ہے۔ البتہ مکان کی ضرورت اور حاجت پوری کرنے کیلئے زیادہ وسائل اور زیادہ مال چاہئے۔ اور لباس کی ضرورت محدود وسائل اور محدود مال سے بھی پوری ہو سکتی ہے۔ اور خوراک کی ضرورت ان دونوں ضرورتوں سے زیادہ ہوتی ہے۔ خوراک کی ضرورت سب سے وسیع تر بھی ہے اور اس کیلئے زیادہ وسائل اور زیادہ مال بھی چاہئے۔

پس خوراک کے دائرے کا معاملہ وسیع تر ہے اور زیادہ اہم سمجھا جاتا ہے، لباس کی فکر ہر وقت نہیں ہوتی، کپڑے کا ایک جوڑا کئی ماہ تک کام دے سکتا ہے۔ اسی طرح مکان بھی ایک بار بنا لیا جائے تو سالہا سال بلکہ عمر بھر وہی مکان کافی ہو سکتا ہے۔ مگر خوراک کی حاجت اور ضرورت چوبیس گھنٹوں میں کم از کم دو تین مرتبہ پیش آتی ہے یعنی صبح ، دوپہر ، رات۔ یہ تو تقریباً واجبی حد ہے ورنہ کئی لوگ دن میں بیسیوں مرتبہ اللہ تعالیٰ کی مختلف نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

اس بنا پر انسان کو خوراک کی زیادہ ضرورت اور زیادہ فکر رہتی ہے۔ یعنی خوراک کے حصول کی فکر، اس کے تنوع کا خیال، اس کے مزیدار ہونے کا تصور اور اس کے ہضم ہونے کی فکر۔ غرض اس ایک

ضرورت یعنی خوراک و طعام سے متعلق سینکڑوں بلکہ ہزاروں ایسی انواع اور ایسے شعبے ہیں جن کی فکر میں انسان مستغرق رہتا ہے۔

اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انسان کو ان پریشانیوں اور افکار سے نجات دلانے اور بے فکر کرنے کیلئے ارشاد فرمایا کہ ہر دابۃ یعنی ہر ذی روح چیز کا رزق میرے ذمہ ہے۔ وما من دابة فی الارض الا علی اللہ رزقها .

لہذا انسان کو چاہیے کہ وہ رزق کے معاملہ میں زیادہ پریشان اور فکرمند نہ ہو۔ اور نہ ہی اسے رزق کے حصول کیلئے اپنے تمام اوقات صرف کر کے اپنی زندگی تباہ کرنی چاہئے۔ کیونکہ وہ جتنی بھی سعی اور کوشش کر لے ملے گا اس کو اتنا ہی رزق جتنا اس کے مقدر میں لکھا جا چکا ہے۔ اس سے زیادہ وہ حاصل نہیں کر سکتا۔ بلکہ اس سے زیادہ کا حصول ممکن بھی نہیں ہے۔ تعلیمات اسلامیہ میں سے ایک اہم شعبہ یہ ہے کہ روزی اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ اور انسان کے ذمہ اللہ جل جلالہ کی عبادت ہے۔ پس انسان کو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور آخرت کی فکر کرنی چاہئے۔ ایک حدیث شریف ہے۔

مَنْ جَعَلَ هُمُومَهُ هُمًّا وَاحِدًا هُمْ الْآخِرَةُ كَفَاهُ اللَّهُ هُمُومَهُ .

یعنی ” جو شخص (دنیا کے) تمام غموں کو چھوڑ کر صرف ایک آخرت کے غم میں لگ جائے تو اللہ جل جلالہ اس کے تمام غموں کے متکفل ہو جائیں گے “ ۔

تبلیغی جماعت کے بانی حضرت مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے افسوس..... جو کام انسان کے کرنے کا تھا یعنی عبادت وہ تو اس نے چھوڑ دیا اور جو کام انسان کے ذمے نہیں تھا بلکہ اللہ تعالیٰ کے ذمے تھا یعنی روزی دینا وہ اس نے اپنے ذمے لے لیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ نہ آخرت سنور سکی نہ دنیا۔ کیونکہ دنیا تو فانی ہے یہ باقی رہنے والی شے نہیں۔ اور آخرت کی فکر نہیں کی تاکہ وہ سنور جاتی۔ فکرِ آخرت سے غافل زمانہ حال کے مسلمانوں کے بارے میں کسی شاعر نے کہا ہے۔

نگاہ لہجھی ہوئی ہے رنگ و بو میں خرد کھوئی گئی ہے چار سُو میں
نہ چھوڑاے دل فغانِ صبح گاہی اماں شاید ملے اللہ ہو میں
اس دور میں مسلمانوں کی حالت وہی ہے جو ایک شاعر نے بیان کی ہے۔

گئے دونوں جہاں کے کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے
نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے
انسان اگر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور توکل کر لے تو اللہ تعالیٰ اُسے کبھی بھوکا نہیں رکھتے اور نہ ہی اسے مایوس کرتے ہیں۔

اس سلسلے میں چند واقعات و حکایات پیش خدمت ہیں جو نہایت ایمان افروز و نصیحت آموز ہیں۔

حضرت ابراہیم خواص رحمہ اللہ تعالیٰ صاحبِ کرامت صوفی و مشہور بزرگ ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مسجد میں تھا وہاں میں نے تین دن تک ایک فقیر کو دیکھا جو بالکل خاموش رہ رہا تھا۔ ان تین دنوں میں اس نے نہ

کچھ کھایا اور نہ پیا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تیرا دل کھانے کیلئے کس چیز کی تمنا کرتا ہے؟ کہنے لگا گرم روٹی اور کباب کی تمنا کرتا ہے۔

ابراہیم خواصؒ فرماتے ہیں کہ میں وہاں سے نکلا تاکہ اس فقیر کیلئے گرم روٹی اور کباب خرید کر لاؤں۔ مگر سارا دن کوشش کے باوجود مجھے یہ چیزیں کہیں سے نہ ملیں۔ چنانچہ میں مایوس ہو کر واپس آ گیا اور آ کر مسجد کا دروازہ بند کر دیا۔

فرماتے ہیں کہ رات کو کسی نے دروازے پر دستک دی۔ میں نے دروازہ کھول کر دیکھا تو ایک شخص گرم روٹی اور کباب ہاتھ میں لئے کھڑا ہے۔ اس نے مجھ سے کہا کہ یہ لو کباب اور روٹی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ بھائی یہ چیزیں کیوں لائے ہو؟

اس نے کہا کہ آج ہم نے گھر میں یہ چیزیں پکائی تھیں۔ گھر میں بعض امور کی وجہ سے جھگڑا اور نزاع ہوا۔ جھگڑے اور آپس میں تکرار کی وجہ سے ہم اہل خانہ نے قسم کھائی کہ اب یہ سارا کھانا مسجد ہی میں دیں گے۔ ابراہیم خواصؒ کہتے ہیں کہ میں نے کہا۔

إِلهی إِذَا كُنْتَ تَرِيدُ أَنْ تَطْعَمَهُ فَلِمَ أَتَعَبْتَنِي طَوْلَ

النهار .

یعنی ”اے اللہ! جب آپ نے اس فقیر کو کھانا کھلانا ہی تھا تو پھر سارا دن مجھے کیوں تھکایا“۔

اس قول سے ابراہیم خواصؒ کا مقصد یہ ہے کہ اگر مجھے پہلے سے یہ معلوم ہوتا کہ اللہ تعالیٰ اس طرح آسانی سے کھانا عنایت فرمائیں گے تو

میں سارا دن کھانے کی تلاش میں اپنے آپ کو نہ تھکاتا۔
 ایک عابد یعنی عبادت گزار بزرگ کسی مسجد میں مقیم و معتکف تھے۔
 ان کے کھانے کا بظاہر کوئی انتظام نہ تھا۔ امام مسجد نے ان سے کہا کہ اگر آپ
 کسبِ معاش بھی کرتے تو اچھا ہوتا، تاکہ آپ کو کھانے کے معاملہ میں
 پریشانی نہ ہوتی۔ اُس عابد نے امام کی اس بات کا کوئی جواب نہ دیا۔
 امام نے تین دفعہ یہ بات دہرائی۔ تو اس عابد نے امام کو توکل کے
 راز سے خبردار کرنے کیلئے بالآخر یہ جواب دیا کہ مسجد کے پڑوس میں ایک
 یہودی رہتا ہے وہ مجھے ہر روز دو روٹیاں دیتا ہے۔ امام نے کہا کہ اگر ایسی
 بات ہے تو پھر آپ کا ترکِ معاش درست ہے۔ اس عابد نے کہا۔

یا هذا ! لو لم تكن إمامًا تقف بين يدي الله و بين
 عباده مع هذا النقص في التوحيد لكان خيراً لك . تفضل
 ضمان يهودي على ضمان الله .

یعنی ”عقیدہ توحید میں اس نقص کی وجہ سے اگر آپ امام بن کر
 لوگوں کے آگے کھڑے نہ ہوتے تو بہتر تھا۔ آپ ایک یہودی کی ذمہ داری
 کو اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری پر ترجیح دیتے ہیں“۔
 کسی شاعر نے کہا ہے۔

نگاہِ فقر میں شانِ سکندری کیا ہے
 خراج کی جو گدا ہو وہ قیصری کیا ہے
 بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نومیدی
 مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

أَتَطْلُبُ رِزْقَ اللَّهِ مِنْ عِنْدِ غَيْرِهِ

وَتُصْبِحُ مِنْ خَوْفِ الْعَوَاقِبِ آمِنًا

وَتَرْضَى بِصَرَافٍ وَإِنْ كَانَ مُشْرِكًا

ضَمِينًا وَلَا تَرْضَى بِرَبِّكَ ضَامِنًا

(۱) ” (اے انسان) تو اللہ تعالیٰ کا رزق غیر اللہ سے طلب کرتا ہے

اور انجام کے خوف سے بے فکر ہے۔

(۲) تو ایک صراف یعنی دنیا دار، اگرچہ وہ مشرک ہو، کی ضمانت پر

راضی ہے اور اللہ تعالیٰ کو ضامن ماننے پر راضی نہیں ہے۔“

بزرگوں سے ایک بات منقول ہے جو کہ متعدد کتابوں میں درج

ہے کہ عالم ازل میں جب انسانی ارواح پیدا کی گئیں تو ہر ایک روح نے اپنی

پسند کی صنعت اختیار کی۔ پھر عالم دنیا میں آنے کے بعد ہر انسان نے

وہی صنعت اختیار کی جسے اس نے عالم ازل میں پسند کیا تھا۔ مگر ایک

گروہ نے عالم ازل میں کوئی بھی صنعت پسند نہ کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے

اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے عرض کیا۔ یا اللہ! ہمیں کوئی دنیوی

صنعت اور فانی حرفت پسند ہی نہیں آئی۔

پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں مقامات طاعت و عبادت دکھائے تو اس

گروہ نے کہا اے اللہ! ہم آپ کی طاعت و عبادت ہی پسند کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وِعِزَّتِي وَجَلَالِي لِأَسْخَرَنَّاهُمْ لَكُمْ وَلَا جَعَلْنَاهُمْ لَكُمْ

خَدَامًا و عَزَّتِي و جَلَالِي لِأَشْفَعَنَّكُمْ غَدًا فِيمَنْ عَرَفَكُمْ و خَدَمَكُمْ .

یعنی ”مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم۔ میں ان سب لوگوں کو تمہارے لئے مسخر کر کے تمہارے خادم بنا دوں گا اور بروزِ حشر تمہاری سفارش ان سب لوگوں کے حق میں قبول کروں گا جو تمہاری خدمت کریں گے اور تمہاری قدر پہچانیں گے۔“

حضرت جنید ابوالقاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ان کے مریدوں کی ایک جماعت حاضر ہوئی اور عرض کیا۔

أَنْطَلِبُ أَرْزَاقَنَا ؟ فَقَالَ : إِنْ عَلِمْتُمْ أَيْنَ هِيَ فَاطْلُبُوهَا . فَقَالُوا : أَنْسَأَلُ اللَّهَ ذَلِكَ ؟ فَقَالَ : إِنْ عَلِمْتُمْ أَنَّهُ يَنْسَاكُمْ فَذَكِّرُوهُ . فَقَالُوا : أَدْخُلُ بَيْوتَنَا وَ نَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ ؟ فَقَالَ : التَّجْرِيدُ مَعَ اللَّهِ شَكٌّ . قَالُوا : مَا الْحِيلَةُ ؟ قَالَ : تَرْكُ الْحِيلَةِ .

یعنی ”(انہوں نے عرض کیا کہ حضرت) ہم رزق طلب کرنا شروع کریں؟ آپ نے فرمایا کہ اگر تمہیں رزق کی جگہ کا علم ہو تو طلب کرو (مگر اس بات کا علم تو صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے)۔ مریدوں نے عرض کیا کہ پھر خدا سے طلب کریں؟ حضرت جنید نے فرمایا کہ اگر تم سمجھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بھلا دیتے ہیں تو پھر تم انہیں یاد دلا دو (مگر اللہ تعالیٰ تو ہر وقت اپنے بندوں کے حالات سے باخبر ہیں)۔ مریدوں نے عرض کیا کہ پھر ہم توکل کر کے گھروں میں بیٹھ جائیں؟ آپ نے فرمایا کہ یہ بھی شک

کی زندگی ہے (یعنی سب کچھ چھوڑ کر گھروں میں بیٹھ جانا شک کی طرح نامناسب کام ہے)۔ مریدوں نے عرض کیا کہ پھر ہم کونسا حیلہ اور ذریعہ اختیار کریں؟ حضرت جنیدؒ نے فرمایا کہ تمام حیلے اور ذرائع ترک کر دو۔

جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ قصہ زہد و توکل علی اللہ کے سلسلے میں ان کے نہایت بلند مرتبے پر مبنی ہے۔ اس قسم کے بلند و بالا مرتبے والے بزرگ کے یہی شایان شان ہے۔ البتہ عام مسلمانوں کے لئے رزق کے بارے میں اسبابِ ظاہری و ذرائعِ ظاہری پر عمل کرنا اور ان کے مطابق کوشش کرنا مناسب ہے بلکہ بہتر ہے۔ تفاوتِ مراتب کی وجہ سے گاہے گاہے احکامِ شرعیہ بھی قدرے مختلف ہو جاتے ہیں۔ اس قسم کی ایک اور حکایت بھی سن لیں۔

بعض کتابوں میں ہے کہ ایک نیک آدمی طلبِ رزق کیلئے گھر سے نکلا۔ رزق کی طلب میں سعی کرتے کرتے تھک کر ایک جگہ بیٹھ گیا۔ اچانک سامنے ایک دیوار پر اس کی نظر پڑی جس پر کچھ اشعار لکھے ہوئے تھے۔ جن میں سے چند اشعار یہ ہیں۔

يَسْعَى الْحَرِيصُ فَلَإِنَالٍ بِحَرْصِهِ

حِظًا وَ يَحْظِي عَاجِزٌ وَ مَهِينٌ

هُوَ عَلَىٰ عَيْكَ وَ كُنْ بِرَبِّكَ وَ اتَّقَا

فَأَخُو التَّوَكُّلِ شَانُهُ التَّهْوِينُ

طَرَحَ الْأَذَىٰ عَنِ نَفْسِهِ فِي رِزْقِهِ

لَمَّا تَيَقَّنَ أَنَّهُ مَضْمُونٌ

(۱) ” حریص آدمی بڑی محنت کرتا ہے۔ مگر صرف لالچ سے کچھ ہاتھ

نہیں آتا جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور نہ ہو۔ اور (اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہو تو) ایک عاجز اور کمزور انسان رزق کے حصول میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

(۲) (اے انسان) صبر کر اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر۔ کیونکہ متوکل انسان کا کام صبر ہے۔

(۳) اس شخص نے رزق کے معاملہ میں اپنے نفس سے بہت بڑا بوجھ ہلکا کر دیا جس کو یہ یقین ہو گیا کہ رزق کی ضمانت دیدی گئی ہے (یعنی رزق کے ضامن اللہ تعالیٰ ہیں)۔“

وہ نیک اور صالح شخص یہ اشعار پڑھ کر واپس گھر آ گیا۔ اور پھر زندگی بھر کبھی بھی طلب رزق کے لئے اس نے زیادہ کوشش اور زیادہ سعی نہ کی۔

چنانچہ علماء دین نے لکھا ہے کہ عام مسلمانوں کیلئے حصول رزق کیلئے سعی و کوشش کرنا جائز بلکہ مسنون ہے۔ البتہ فکرِ آخرت فکرِ دنیا و فکرِ رزق پر غالب رہنی چاہئے۔ کیونکہ اصل مقصود تو آخرت کی کامیابی اور اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی ہے۔ حصولِ رضا و خداتعالیٰ کی فکر اور آخرت کی فکر دیگر تمام افکار سے مقدم اور اہم تر ہیں۔

حضرت سلطان باہو رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

یقین دانم دریں عالم کہ لا معبود الاّ ہو

ولا موجود فی الکلونین لا مقصود الاّ ہو

چوتیج لا بدست آری بیاتہنا چہ غم داری

مجو از غیر حق یاری کہ لا فتاح الاّ ہو

(۱) ”مجھے یقین ہے کہ اس عالم میں خدا تعالیٰ کے سوا کوئی اور معبود نہیں۔ نیز حقیقی موجود اور اصلی مقصود صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

(۲) کلمہ طیبہ یعنی لا الہ الا اللہ جیسی روحانی تلوار کے ہوتے ہوئے تم کوئی غم نہ کرو۔ صرف اللہ تعالیٰ کی دوستی اور مدد کے طالب رہو۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور فتح (کامیابی دینے والا) نہیں۔“

اولیاء اللہ کی نظر ہر مقام پر، ہر حال میں اور ہر معاملہ میں صرف ذاتِ خدا تعالیٰ پر ہوتی ہے۔ ان کا مقام و مرتبہ نہایت بلند ہوتا ہے۔

مشہور بزرگ، زاہد زمانہ ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک امام مسجد کے پیچھے نماز ادا کی۔ سلام کے بعد امام مسجد اور ان کے درمیان گفتگو ہوئی۔ امام نے ابو یزید بسطامی سے پوچھا۔

من این تأکل ؟ فقال أبو یزید : اصبر حتی أعیذ بالصلاة التي صلیتها خلفک حيث شککت فی رازق المخلوقین . فانه لا تجوز الصلاة خلف من لا یعرف الملك الرازق تعالی .

یعنی ” (اے ابو یزید) آپ کھانا کہاں سے کھاتے ہیں؟ ابو یزید نے فرمایا۔ ذرا ٹھہر، تاکہ میں وہ نماز لوٹا لوں جو میں نے تیرے پیچھے ادا کی۔ کیونکہ تو نے مخلوق کے رازق کے بارے میں شک کیا اور ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز نہیں جو رزاق کو نہ جانتا ہو۔“

دوستو! اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگا کریں کہ وہ ہمیں حصولِ رزقِ حلال ہی کی توفیق بخشیں اور حرام رزق و مشتبهات سے بچائیں۔ آمین۔

کتنے خوش نصیب ہیں وہ مسلمان جو حلال ہی کھا رہے ہیں ،
حلال ہی پہن رہے ہیں اور حلال مکان ہی میں رہائش رکھتے ہیں۔ اس
دور میں حرام کا چرچا ہے اور رزقِ حلال کا حصول بہت مشکل ہے۔ بہت
سے لوگ حرصِ دنیا میں عشق کی حد تک مبتلا ہیں۔ حلال و حرام کی تمیز نہیں
کرتے۔ حبِ دنیا و حبِ مال سے ان کے دل مخمور ہیں۔

مشہور صاحبِ کرامات بزرگ حضرت شبلی صوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے
ہیں کہ ایک دفعہ میں نے عزمِ مصمم کیا کہ جب تک کسی کھانے کی چیز کے
متعلق حلال ہونے کی مکمل تشریح نہ ہوگی اسے نہیں کھاؤں گا۔

چنانچہ میں جنگل میں نکل گیا۔ وہاں پھر رہا تھا کہ ایک انجیر کے
درخت پر میری نظر پڑی۔ میں نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تاکہ اس کا
پھل توڑ کر کھاؤں۔ فنادتنی الشجرة : احفظ عليك عقدك
لا تأکل منی فانی لیهودی۔

یعنی ”درخت سے آواز آئی کہ (اے شبلی!) اپنے عہد کا خیال
رکھ۔ میرا پھل استعمال نہ کر کیونکہ میں ایک یہودی کی ملک میں ہوں۔“
حرام مال کے مقابلے میں حلال چیز تھوڑی ہی مل جائے تو بہت
بڑی غنیمت اور سعادت ہے۔ افسوس..... اس زمانہ میں مسلمانوں کو
صرف حصولِ دنیا کی فکر ہے، آخرت کی کچھ فکر نہیں۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ دنیا اپنی زیب و زینت اور تزخرف و
شہوات سمیت میرے پاس آئی۔ میں نے اس سے اعراض کیا۔ پھر آخرت
حور و قصور سمیت مجھ پر پیش کی گئی۔ میں نے ان نعمتوں سے بھی منہ

موڑ لیا۔ اس کے بعد مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے غائبانہ آواز آئی۔

لو أقبلتَ علی الدنیا حجبناک عن الآخرة . و لو
أقبلتَ علی الآخرة حجبناک عنا . فہا نحن لک وقسمتک
من الدارین تأتیک .

یعنی ”اگر تو دنیا کی طرف متوجہ ہوتا تو آخرت سے ہم تجھے روک
دیتے (یعنی آخرت میں تیرا کوئی حصہ نہ ہوتا) اور اگر آخرت (یعنی جنت
کی راحتوں اور مسرتوں) کی طرف متوجہ ہوتا تو ہمارے اور تیرے درمیان
حجاب آجاتا۔ پس ہم تیرے ہیں۔ اور تیری خوشی اور راحت کا حصہ دونوں
جہاں میں تجھے ملتا رہیگا۔“

اس حکایت میں صرف خواص عارفین کی عبادت اور مخصوص کیفیت
کا ذکر ہے کہ وہ صرف حصولِ رضاءِ خدا تعالیٰ کیلئے عبادت کرتے ہیں۔
یعنی اس حکایت میں عبادت کے درجہ اعلیٰ کا ذکر ہے۔ عام مسلمان اس
قسم کی عبادت سے قاصر ہوتے ہیں۔ لہذا عام مسلمانوں کیلئے یہ بھی بڑی
غنیمت اور سعادت ہے کہ آخرت کی نعمتوں اور جنت کے حصول کی
خاطر عبادت کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دیں۔ آمین۔

لیکن بزرگوں اور اولیاء اللہ کے نزدیک بوقت عبادت جنتِ مطہر
نظر نہیں ہوتی بلکہ صرف ذاتِ باری تعالیٰ اور اس کی رضا ان کا مقصود و
مطلوب ہوتی ہے۔

عارف باللہ کا اصل مقام یہ ہے کہ اس کی نظر نہ دنیا کی زینت پر
ہو اور نہ آخرت کی نعمتوں پر۔ بلکہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کو اپنا مطلوب بنالے۔

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ مل جائیں تو دونوں جہان کی نعمتیں اور مسرتیں بھی حاصل ہو جائیں گی۔

عارف باللہ حضرت جامی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک رباعی ہے جو اُن کی کتاب ”لوائح جامی“ میں نظر سے گزری۔ وہ فرماتے ہیں۔

با یار بہ گلزار شدم رگھذری
بر گل نظرے فگندم از بے خبری

دلدار بطعنہ گفت شرمت بادا

رُخسارِ من ایں جا است تو در گل نگری

(۱) یعنی ”میں اپنے محبوب کے ساتھ باغ پر گزرا۔ بے خبری سے وہاں ایک پھول پر میری نظر پڑی۔

(۲) محبوب نے بطورِ طعنہ کہا کہ شرم و حیا کر۔ میرا چہرا اور رُخسار سامنے ہیں اور تو پھول کو دیکھ رہا ہے۔“

حضرت جامی کی ایک اور مفید و نصیحت آموز رباعی ہے۔

آمد سحر آں دلبر خونین جگراں

گفت اے ز تو بر خاطر من بارگراں

شرمت بادا کہ من بسویت نگراں

باشم ، تو نہی چشم بسوئے دگراں

(۱) ”ایک مرتبہ سحر کے وقت میرا محبوب میرے پاس آیا اور کہا اے

عاشق! تو اپنے بُرے رویہ کی وجہ سے میرے دل پر سخت بوجھ ہے۔

(۲) کیا تجھے اس بات سے شرم نہیں آتی کہ میں تو تیری طرف دیکھ

رہا ہوں اور تو دوسری چیزوں کی طرف محبت کی نگاہ سے دیکھ رہا ہے۔“
 جب بندہ اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہو جاتے
 ہیں۔ اگر کسی آدمی کا کوئی دوست بھوکا ہو تو وہ ضرور اسے کھانا دے گا۔
 اپنے دوست کا بھوکا ہونا اسے برداشت نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ جو رزاق
 ہیں وہ کیسے اپنے دوست اور محبت کا بھوکا رہنا گوارا کر سکتے ہیں۔ وہ ضرور
 کھلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کریم و جواد ہیں، سخی اور وسیع خزانوں والے ہیں۔
 اللہ تعالیٰ کے عظیم خزانوں سے کفار بھی پوری طرح متمتع ہوتے ہیں تو
 مسلمان کس طرح محروم رہ سکتے ہیں۔

شیخ شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اے کریمے کہ از خزانہ غیب گبر و ترسا و نطفہ خورداری
 دوستان را کجا کنی محروم تو کہ با دشمنان نظر داری
 (۱) ”اے اللہ کریم و سخی! آپ کے خزانہ غیب سے کفار پوری طرح
 رزق کھا رہے ہیں۔“

(۲) اپنے دوستوں یعنی مسلمانوں کو (اور خصوصاً اولیاء اللہ کو) آپ
 کس طرح رزق اور مسرتوں سے محروم کر سکتے ہیں جبکہ آپ اپنے دشمنوں
 یعنی کفار پر بھی نظرِ کرم فرماتے ہیں۔“

ابویزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں اللہ
 جل جلالہ کی زیارت کی۔ فقلت: کیف اجدک؟ قال: فارق
 نفسك و تعال.

یعنی ”(ابویزید بسطامی فرماتے ہیں کہ) میں نے عرض کیا

(اے اللہ) میں آپ کو کیسے پاسکوں گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (اے ابویزید!) نفس کا اتباع چھوڑ کر آئیے (یعنی پھر مجھے پالو گے)۔“
حضرات! اللہ تعالیٰ کی رضا مندی ہی میں دنیا و آخرت کی کامیابیاں و مسرتیں پوشیدہ ہیں۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اپنے اعمال پر نگاہ رکھتے ہوئے آخرت کی کامیابی کے حصول کی کوشش کرتے ہیں۔
بغیر محنت کے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

تجھے کیوں فکر ہے اے گلِ دلِ صد چاکِ بلبلی کی
تو اپنے پیرہن کے چاک تو پہلے رفو کر لے
تمنا آبرو کی ہے اگر گلزارِ ہستی میں
تو کانٹوں میں الجھ کر زندگی کرنے کی خو کر لے
صنوبر باغ میں آزاد بھی ہے پابہ گل بھی ہے
انہیں پابندیوں میں حاصل آزادی کو تو کر لے
اگر منظور ہے تجھ کو خزاں نا آشنا رہنا
جہانِ رنگ و بو سے پہلے قطعِ آرزو کر لے
احمد بن خضرویہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں اللہ
تعالیٰ کی زیارت کی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

یا أحمد! کلُّ الناسِ یطلبون منیّ إلاّ أبایزید . فانہ
یطلبنی .

یعنی ”اے احمد! سارے لوگ مجھ سے اپنی ضرورت کی چیزیں

طلب کرتے ہیں مگر ابو یزید بسطامی خود مجھے طلب کرتے ہیں۔“
 حضرت ابوالفتح بن بشر رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ
 حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا۔ آپ ایک باغ میں ہیں اور
 سامنے دسترخوان بچھ رہا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ اے ابو نصر (یہ کنیت
 ہے بشر حافی کی) اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ کہنے لگے
 کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر رحم کیا اور بخش دیا اور ساری جنت میرے لئے مباح
 کرتے ہوئے فرمایا۔

كُلِّ مِنْ جَمِيعِ ثَمَارِهَا وَ اشْرَبْ مِنْ اَنْهَارِهَا وَ تَمَتَّعْ
 بِجَمِيعِ مَا فِيهَا كَمَا كُنْتَ تَحْرِمُ نَفْسَكَ الشَّهَوَاتِ فِي دَارِ
 الدُّنْيَا .

یعنی ” (اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ) ہر قسم کے جنتی پھل
 کھا۔ اس کی نہروں سے (دودھ و شہد وغیرہ) پی اور جنت کی ہر شے
 (یعنی ہر نعمت) سے لطف اندوز ہوتا رہ، کیونکہ تو نے دنیا میں اپنے
 نفس کو خواہشات سے محروم رکھا تھا۔“

ابوالفتح فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں بشر حافی سے یہ بھی
 پوچھا کہ آپ کے دوست امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ کہاں ہیں؟ فرمانے
 لگے ہوقائم علی باب الجنة یشفع لأهل السنة ممن یقول:
 القرآن کلام اللہ غیر مخلوق .

یعنی ” احمد بن حنبل جنت کے دروازے پر کھڑے ہیں اور ہر
 اس شخص کی سفارش کر رہے ہیں جو اہل سنت میں سے ہو اور اس کا یہ

عقیدہ ہو کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے مخلوق نہیں ہے بلکہ قدیم ہے۔
ابو الفتح فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ معروف کرخی رحمہ اللہ تعالیٰ
سے اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ فرمایا۔ بشر نے سر ہلایا اور فرمایا۔

هیہات بیننا و بینہ الحُجُب . إنَّ معروفًا لم یعبُدِ
اللہ شوقًا الی جنّتیہ و لا خوفًا من نارہ . و انما عبد شوقًا
الیہ . فرفعہ اللہ الی الرفیق الأعلى و رفع الحجب بینہ و
بینہ . فمن كانت له الی اللہ حاجة فلیأت قبرہ و لیدعُ .
فانہ یتستجاب له إن شاء اللہ تعالیٰ .

یعنی ” (بشر نے فرمایا کہ) معروف کرخی کے درجے بہت
بلند ہیں۔ ہمارے اور ان کے درمیان پردے ہیں۔ معروف نے جنت
کے شوق یا دوزخ کے ڈر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کی تھی بلکہ
صرف ذات باری تعالیٰ کی محبت اور شوق کی وجہ سے انہوں نے عبادت
کی تھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے (انہیں اس کا صلہ یہ عطا فرمایا کہ) انہیں رفیق
اعلیٰ تک بلند کر کے اپنی ذات اور ان کے درمیان سے پردے ہٹا دیئے۔
پس جس شخص نے اللہ تعالیٰ سے اپنی کسی حاجت کیلئے دعا مانگنی ہو تو وہ
معروف کرخی کی قبر کے پاس جا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرے۔ ان شاء
اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول ہوگی۔“

برادران اسلام! عبادت سے انسان کا اصل مقصود و مطلوب
اللہ تعالیٰ کی رضا ہونی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جائے تو سب
کچھ مل جاتا ہے۔ مَنْ كَانَ لِلَّهِ كَانَ لِلَّهِ لَه. ” جو شخص خدا تعالیٰ کا

ہو جائے اللہ تعالیٰ اس کے ہو جاتے ہیں۔“

تو خدا ہی کے ہوئے پر تو چمن تیرا ہے

یہ چمن چیز ہے کیا سارا وطن تیرا ہے

یہ دنیا فانی ہے۔ اس میں آدمی کو کھانے پینے کیلئے اتنا مل جائے کہ انسان زندہ رہ کر اطمینان سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کر سکے تو بس کافی ہے۔ یہی ہمارے بزرگوں کی سوچ تھی اور یہی ان کا طریقہ تھا۔

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ مشہور و معروف محدث و عابد گزرے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن مشہور عابد و زاہد محمد بن واسع رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کہا کہ آئیے آج ایک بزرگ کی زیارت کیلئے چلتے ہیں۔ چنانچہ ہم دونوں بصرہ سے نکلے۔ محمد بن واسع کے ہاتھ میں روٹی کا ایک سوکھا ٹکڑا بھی تھا۔ اس بزرگ کا مکان آبادی سے دور جنگل میں تھا۔ ہم وہاں جا کر ان کے دروازے پر بیٹھ گئے۔

اندر سے ہمیں گفتگو کی آواز سنائی دی۔ شاید اس بزرگ کی لڑکیاں ان سے کھانے پینے کے معاملے پر بحث کر رہی تھیں اور اپنے بُرے حال یعنی فقر و فاقہ کی شکایت کر رہی تھیں۔ وہ بزرگ انہیں تسلی دے رہے تھے اور سمجھا رہے تھے کہ جس ذاتِ قدوس نے تمہیں پیدا کر کے منہ، دانت اور پیٹ دیا ہے وہ تم پر تم سے زیادہ شفیق اور مہربان ہے۔ اتنے میں ہم نے اندر داخل ہونے کی اجازت چاہی۔ انہوں نے ہمیں داخل ہونے کی اجازت دی۔ ہم اندر داخل ہوئے۔ وہ بزرگ ہم سے ملے اور پوچھا کہ تم کون ہو؟ یعنی تمہارا کیا نام ہے؟ ہم نے عرض

کیا کہ محمد اور سفیان۔ فرمایا کیسے آنا ہوا؟ محمد بن واسع نے کہا۔

كسرةُ خبزٍ أتیْتُ بها لتلك البنات . فقال : هاتها

جئت بها فی وقتها .

یعنی ” روٹی کا ایک ٹکڑا ان بچیوں کیلئے لایا ہوں۔ بزرگ نے

فرمایا دیجئے۔ آپ اچھے وقت پر لیکر آئے ہیں۔ “

سفیان رحمہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ پھر ہم ان کے ساتھ بیٹھ گئے۔

اتنے میں ایک شخص نے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ بزرگ نے پوچھا۔

کون؟ اس شخص نے جواب دیا۔ مالک بن دینار (یہ بہت بڑے ولی اللہ

گزرے ہیں)۔ بزرگ نے فرمایا آجائیں۔ پھر ان سے پوچھا کہ کیسے آنا

ہوا؟ مالک نے کہا کہ ان بچیوں کے لئے دو درہم لایا ہوں۔ بزرگ نے

فرمایا۔

سَبَقك بها محمدُ بن واسع . جاءهنّ بما يكفيهنّ

اليوم .

یعنی ” محمد بن واسع آپ سے سبقت کر گئے ہیں۔ وہ اتنی چیز

کھانے کی لے آئے ہیں جو آج ان بچیوں کیلئے کافی ہے۔ “

مالک بن دینار نے کہا کہ حضرت یہ دو درہم کل کیلئے رکھ لیں۔

فقال : أتخوفني يا مالك ! والله لا تدخل إلي .

یعنی ” اس بزرگ نے کہا۔ اے مالک! آپ مجھے بھوک سے

ڈرارہے ہیں۔ آئندہ آپ میرے پاس نہ آیا کریں۔ “

سفیان فرماتے ہیں کہ مجھے محمد بن واسع نے کہا کہ آپ اس

شخص کے مقام توکل کو بھی دیکھیں اور اس کے گھر کی بری حالت یعنی حالت فقر و فاقہ کو بھی دیکھیں کہ گھر میں کھانے کو کچھ بھی نہیں ہے مگر توکل کا یہ مقام ہے کہ ایک دن کیلئے بھی اپنے پاس کوئی چیز رکھنا گوارا نہیں ہے۔

سفیان فرماتے ہیں کہ میں نے کہا یہ بزرگ بڑے فضلاء میں سے ہیں؟ محمد بن واسع فرمانے لگے ہاں۔ میں نے کہا کہ یہ زہاد میں سے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ میں نے کہا کہ عباد میں سے ہیں؟ فرمایا ہاں۔

سفیان فرماتے ہیں فلم أزل أذكر له المقامات وهو يقول : أجل أجل حتى قال : هذا من الفقراء الصابرين .

یعنی ”میں محمد بن واسع کے سامنے ولایت کے مختلف مقامات گنتا رہا اور وہ کہتے رہے ہاں، ہاں۔ تا آنکہ انہوں نے فرمایا کہ یہ بزرگ فقراء صابرين میں سے ہیں۔“

حکایت ہے کہ چند نیک لوگ ایک سیاہ رنگ والے باغبان شخص کی زیارت کیلئے گئے۔ وہ شخص بہت بڑے بزرگ تھے اور باغبان تھے۔ ان کا نام مُقبل تھا۔ راوی کہتا ہے کہ ہم ایک باغ میں داخل ہوئے۔ ہم نے دیکھا کہ اس باغ میں سیاہ رنگ کے ایک شخص نماز میں مصروف تھے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو ان سے ہماری علیک سلیک ہوئی۔ انہوں نے ایک تھیلا نکالا جس میں روٹی کے چند سوکھے ٹکڑے اور نمک تھا۔ وہ ٹکڑے انہوں نے ہمارے سامنے رکھے اور کہا کھائیں۔ ہم کھانے لگے۔

پھر بزرگوں کی کرامات کا ذکر چھڑا۔ وہ شخص خاموش تھے۔ ہم میں سے ایک آدمی نے کہا۔ اے مقبل! ہم آپ کی زیارت اور آپ سے مستفید ہونے کی غرض سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ آپ ہمیں کوئی بات سنا دیں۔ انہوں نے فرمایا۔

أى شىء أنا وأى شىء عندى أخبركم به؟ أنا أعرف رجلاً لو سأل الله أن يجعل هذا الباذنجان ذهباً لفعل یعنی ” (مقبل نے فرمایا کہ) میں کیا چیز ہوں اور میرے پاس کیا ہے کہ تمہیں بتاؤں؟ (یعنی نہ میرے پاس کوئی ایسی چیز ہے اور نہ ہی میری کوئی حیثیت ہے۔) البتہ میں ایک ایسے شخص کو جانتا ہوں کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرے کہ یہ باذنجان (بینگن کا پودا) سونا بن جائے تو واقعی یہ پودا سونا بن جائیگا۔“

راوی کہتا ہے کہ بس یہ کہنا ہی تھا کہ وہ سارا پودا چمکدار سونے میں تبدیل ہو گیا۔ ہم میں سے کسی آدمی نے کہا کہ اے مقبل! کوئی آدمی یہ پودا حاصل کر سکتا ہے؟ حضرت مقبل نے اس پودے کو جڑ سے نکال کر فرمایا کہ یہ لو یعنی اسے اکھاڑ کر ہمارے سامنے رکھ دیا۔ وہ پودا سارا سونا بن چکا تھا۔ اس سے باذنجان (بینگن) کا ایک دانہ اور چند پتے گرے جو میں نے اٹھائے۔ آج بھی میرے پاس ان میں سے کچھ باقی ہیں جو میں وقتاً فوقتاً ضرورت کے تحت خرچ کرتا رہتا ہوں۔

پھر حضرت مقبل نے دو رکعت نماز پڑھ کر دعا کی کہ دوبارہ اسی طرح باذنجان پیدا ہو جائے۔ چنانچہ اس اکھڑے ہوئے باذنجان کی جگہ نیا

بازنجان نمودار ہو گیا۔

مذکورہ صدر حکایت سے معلوم ہوا کہ دنیوی زندگی کا اصل مقصود و مطلوب حصولِ رضاءِ خدا تعالیٰ ہے۔ بزرگانِ دین صرف اسی مقصد کے پیش نظر اپنی زندگی فقیروں جیسی گزارتے ہیں نہ کہ اس وجہ سے کہ انہیں دنیا ملتی نہیں اور وہ حصولِ مال و دولت پر قادر نہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ ان کے ہاں غیبی دولت کی کمی نہیں ہوتی۔ وہ صرف ارادہ کریں تو بطورِ کرامت دنیا ان کے قدموں میں پہنچ جاتی ہے۔ جیسا کہ مندرجہ بالا حکایت میں یہ بات مذکور ہے کہ حضرت مقبلؒ کے ارادہ اور دعا سے بازنجان (بینگن) کا پودا سونا بن گیا۔ ایسے بزرگوں کے بارے میں کسی شاعر نے کہا ہے۔

دنیا میں ہوں دنیا کا طلبگار نہیں ہوں

بازار سے گزرا ہوں خریدار نہیں ہوں

اس قسم کی کرامت والی ایک اور حکایت سن لیں۔

حضرت ابوالقاسم جنید رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں ایک مسجد میں گیا۔ وہاں پر میں نے فقراء و اولیاء اللہ کی ایک جماعت دیکھی جو بزرگوں کی کرامات کے بارے میں گفتگو کر رہی تھی۔

ان میں سے ایک فقیر نے کہا کہ میں ایک ایسے شخص کو جانتا ہوں کہ اگر وہ اس ستون کو حکم دے کہ آدھا سونے کا اور آدھا چاندی کا بن جائے تو یہ ستون اسی طرح بن جائیگا۔ حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں کہ میں ستون کو دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اسی وقت اس کا آدھا حصہ سونے کا اور

آدھا چاندی کا بن گیا (یعنی وہ فقیر خود صاحبِ کرامت بزرگ تھے)۔

اسی قسم کی ایک تیسری حکایت بھی سن لیں۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ ایک دفعہ مٹی کے ایک پہاڑ پر تھے۔ آپ نے اپنے رفیق سے کہا۔

لو أن ولیاً من أولیاء الله أمر هذا الجبل أن یمید
لما . فتحرك الجبل . فقال : أسکن . فلم أردك بها .
إنما ضربت مثلاً فسکن .

یعنی ”اللہ تعالیٰ کا ولی اگر اس پہاڑ کو ہلنے کا حکم دے تو یہ پہاڑ ہل جائیگا۔ (بس یہ کہنا ہی تھا کہ) پہاڑ ہلنے لگا۔ حضرت فضیل نے پہاڑ کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ ساکن ہو جا۔ میرا ارادہ تجھے ہلانے کا نہیں تھا بلکہ میں صرف مثال بیان کر رہا تھا۔ چنانچہ پہاڑ فوراً ساکن ہو گیا۔“

بہر حال میں بیان یہ کر رہا تھا کہ ہمارے اسلاف کے نزدیک دنیا کی کوئی حقیقت نہیں تھی۔ نیز جب بندہ اپنی کوشش و محنت کا رخ آخرت کی طرف کر دے اور اسی کو اپنا مطلوب و مدعا بنالے تو اللہ تعالیٰ کس طرح غیبی طاقت سے اپنا وعدہ رزاقیت پورا فرماتے ہیں۔

اس سلسلے میں بزرگوں کی مزید چند حکایات پیش کرتا ہوں۔ تاکہ ہم ان سے سبق و عبرت حاصل کریں۔ جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے۔

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

گا ہے گا ہے باز میخوال قصہ پارینہ را

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ دریائے فرات کے کنارے جا رہا تھا۔ اچانک میرے دل میں تازہ مچھلی کھانے کی خواہش پیدا ہوئی تو فوراً پانی کی موج نے ایک مچھلی دریا سے باہر میرے پاس پھینک دی۔

و إذا رجل یعدو و یقول : أشوبها لك ؟ فقلت : نعم . فشواها فقعدت و أكلتها .

یعنی ” اتنے میں ایک آدمی دوڑتا ہوا میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں آپ کیلئے یہ مچھلی پکا دوں؟ میں نے کہا پکا دو۔ چنانچہ اس نے پکا کر مجھے دی اور میں نے کھائی۔“

آپ اندازہ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح اپنے نیک بندے کو رزق پہنچایا اور کس طرح عجلت سے اس کی دلی خواہش پوری فرمائی۔ اگر بندہ پوری طرح اللہ تعالیٰ کی رزاقیت پر توکل کرے اور مکمل طور پر خدا تعالیٰ کا ہو جائے تو اللہ عز و جل غیب سے اس پر رزق کے اور راحتوں کے دروازے کھول دیتے ہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ سے بوقت وفات کسی نے کہا کہ آپ اپنی اولاد کو مفلس چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ آپ کی وفات کے بعد ان کے پاس کچھ بھی نہیں ہوگا۔ آپ نے فرمایا۔

أولادی أحد رجلین . إِمَّا رجل یتقی الله فسیجعل الله له مخرجاً . وهو یتولی الصالحین . و إِمَّا رجل مکبٌ علی المعاصی . فلا أقویہ علی معاصی الله .

یعنی ” میری اولاد یا تو متقی ہوگی (یا گناہوں پر گر پڑنے والی ہوگی۔ اگر وہ متقی ہوگی) سو (اس صورت میں) اللہ تعالیٰ اس کے رزق کا ذریعہ خود پیدا فرمادیں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کے متولی اور نگران ہیں۔ اور اگر وہ گناہوں پر گر پڑنے والی ہوگی تو میں (اس صورت میں) اپنی اولاد کیلئے مال چھوڑ کر اس کو گناہوں کیلئے مزید طاقتور نہیں بنانا چاہتا۔“

حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ خلافت ملنے سے قبل ان کیلئے ایک ہزار درہم سے کپڑوں کا جوڑا خرید کر لایا جاتا تو آپ فرماتے۔ ما أحسنها لولا خشونة فیها . یعنی ” (باوجود کپڑا اچھا اور قیمتی ہونے کے فرماتے کہ) کیا ہی اچھا ہوتا اگر اس میں کھردرا پن بھی نہ ہوتا۔“

لیکن خلیفہ بننے کے بعد صرف چار یا چھ درہم سے معمولی کپڑا خرید کر جب ان کیلئے لایا جاتا تو آپ فرماتے۔ ما أحسنها لولا نعومة فیها . یعنی ” کپڑا اچھا ہے لیکن اس کی یہ نرمی (کپڑے کا ملائم ہونا) نہ ہوتی تو بہت اچھا ہوتا۔“

آپ (عمر بن عبدالعزیزؓ) سے کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میرا نفس تواق اور ذواق ہے یعنی بڑے شوق و ذوق والا ہے۔ جب اسے کوئی خواہش ہو اور وہ پوری ہو جائے تو پھر اس سے اوپر والی چیز کی تمنا کرتا ہے تا آنکہ اس کا مزہ بھی حاصل کر لے۔ اور اس وقت دنیا کی سب سے بلند اور اہم ترین چیز یعنی خلافت اسے حاصل ہو گئی ہے۔

فتاقت الی ما فوقها . فلم تجد شیئاً فوقها إلا ما عند الله فی الدار الآخرة فتاقت إلیه . ولا يمكن الوصول إلیه إلا بترك الدنيا .

یعنی ” خلافت حاصل ہونے کے بعد (میرا نفس) خلافت سے بھی بلند چیز کا مشتاق ہوا۔ اور خلافت سے بلند درجہ تو آخرت میں اللہ تعالیٰ کے ہاں ملتا ہے۔ سو میرے نفس کو (آخرت میں ملنے والے) اس بلند درجے کی خواہش ہوئی۔ اور اس کا حصول ترک دنیا سے ہوتا ہے (اس لئے میرا نفس ترک دنیا اختیار کرنے لگا)۔“

بہر حال ان واقعات و حکایات سے ہمیں یہ ترغیب ملتی ہے کہ رزق کا ضامن اللہ تعالیٰ ہے۔

حضرت حاتم اصم رحمہ اللہ تعالیٰ ایک مشہور بزرگ گزرے ہیں ان سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے کن امور کو ملحوظ رکھ کر اپنی زندگی گزاری؟ انہوں نے فرمایا کہ وہ چار امور ہیں۔

اول یہ کہ مجھے یہ یقین ہوا کہ میں ایک لمحہ بھی اللہ تعالیٰ سے اوجھل نہیں ہو سکتا فاستحییتُ الله ان أعصیہ . ” سو مجھے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے سے حیا آئی۔“

دوم یہ کہ مجھے یہ یقین ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے لئے رزق مقرر ہے جو مجھے ہر صورت میں ملے گا اور اللہ تعالیٰ ہی میرے رزق کے ضامن ہیں۔ فوثقتُ به و قعدتُ عن طلبه . ” سو میں نے اس پر (یعنی اللہ تعالیٰ پر) اعتماد کیا اور طلب چھوڑ دی۔“

سوم یہ کہ مجھے یہ یقین ہوا کہ مجھ پر کچھ فرائض ہیں جنہیں میں نے ہی پورا کرنا ہے۔ میری جگہ کوئی اور آدمی وہ فرائض پورے نہیں کریگا۔ فاشتغلتُ بہ۔ ”پس میں ان میں مشغول ہو گیا“۔

چہارم یہ کہ مجھے یہ یقین ہوا کہ میری موت میری طرف دوڑتی ہوئی آرہی ہے۔ تو میں بھی موت کی طرف دوڑنے لگا۔ یعنی موت کی تیاری شروع کر دی۔ واستعدیتُ لِلآخرةِ فأنا مشغول بما ألقاه من كرم الله و ثوابه و عقابه . یعنی ”میں نے آخرت کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی۔ پس میں مشغول ہوں ان امور میں جن سے میں ہمکنار ہوں یعنی اللہ جل جلالہ کا فضل و کرم اور ثواب و خوفِ عقاب“۔ دوستو اور بزرگو! یہ دنیا امتحان گاہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے افعال و اخبار اور اعتقاد و ایمان کا امتحان لے رہے ہیں۔

حضرت ابراہیم بن اشعث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ ایک رات سورتِ حمد کی تلاوت کر رہے تھے اور روتے ہوئے اس آیت کو بار بار پڑھ رہے تھے۔

و لنبلونکم حتی نعلم المجہدین منکم و الصبرین و نبلو أخبارکم .

یعنی ”(اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ) ہم ضرور تمہیں آزمائیں گے۔ تاکہ ہم جان لیں تم میں سے مجاہدین و صابرین کو۔ اور ہم تمہاری خبروں کا امتحان لیں گے“۔

حضرت فضیلؒ اس آیت کی تلاوت کے ساتھ یہ کہتے جا رہے

تھے و تَبْلُوْا اٰخْبَارَنَا ، و تَبْلُوْا اٰخْبَارَنَا . یعنی ” (اے اللہ) آپ ہمارا امتحان لیں گے۔ ہماری خبروں کو آزمائیں گے۔ “

و یقول : اِن بَلُوْتَ اٰخْبَارَنَا فَضَحْتَنَا و هَتَكَ اَسْتَارَنَا . اِن بَلُوْتَ اٰخْبَارَنَا فَضَحْتَنَا و هَتَكَ اَسْتَارَنَا . اِن بَلُوْتَ اٰخْبَارَنَا فَضَحْتَنَا و هَتَكَ اَسْتَارَنَا .

یعنی ” اگر آپ نے ہماری خبروں کا امتحان لیا تو آپ ہمیں زسوا کر دیں گے اور ہمارے عیوب کے پردے کھول دیں گے (بار بار یہ الفاظ دہراتے رہے)۔ “

ناظرین کرام ! حضرت فضیل بن عیاضؒ بہت بڑے بزرگ اور ولی اللہ تھے، بڑے عابد تھے، شب و روز اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ اس کے باوجود دوزخ کا خوف اور آخرت کی فکر ان پر سوار رہتی تھی۔

مگر افسوس آجکل مسلمان کس قدر غافل ہیں، گناہوں میں غرق ہیں، حلال و حرام کی تمیز نہیں کرتے۔ نماز نہیں پڑھتے۔ عبادت اور ذکر اللہ سے غافل ہیں۔ آخرت اور روزِ جزاء کی فکر نہیں کرتے۔ دنیا کی فکر میں مستغرق ہیں۔ دوزخ کا خوف دلوں میں نہیں ہے۔ اس غفلت کے باوجود جنت کی امید رکھتے ہیں۔ یہ نہایت افسوس کا معاملہ ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

اتنی غفلت تو نہ کر اے دل خدا کے واسطے

فکر کر کچھ تو بھلا روزِ جزا کے واسطے

حق کی نافرمانیوں سے باز آ تو باز آ
 آگ دوزخ کی بھڑکتی ہے سزا کے واسطے
 کام دوزخ کے ہیں اور جنت کا ہے امیدوار
 قصر جنت بس بنا ہے پارسا کے واسطے
 دست و پا کام و زبان و چشم و گوش اور نقدِ مال
 چاہیے سمجھو کہ ہیں شکرِ خدا کے واسطے
 شکر کے معنی ہیں یہ ہو اُن سے محتاجوں کو نفع
 مت سمجھنا اپنی ہی حاجت روا کے واسطے
 شمعِ اعمالِ نیکو روشن تو کر ہمراہ لے

کنجِ قبر تنگ تیرہ کی ضیا کے واسطے
 برادرانِ اسلام ! اکثر مسلمان صبح سے شام تک نہ معلوم کتنی
 چیزیں کھاتے رہتے ہیں اور گاہے کھانے کو کچھ نہ ملے یا کم ملے تو اللہ
 تعالیٰ سے شکوے کرتے رہتے ہیں۔ لیکن ہمارے اسلاف ایک معمولی
 سی چیز کھانے کیلئے ساہا سال ترستے رہتے تھے اور نہ ملنے پر صبر کرتے
 تھے۔ ان کی نظر صبر کے ثواب اور اس قسم کی آیات پر ہوتی تھی اِنَّ اللہ
 مع الصّبرین . ” بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ
 ہوتے ہیں “

ذیل میں چند واقعات ذکر کئے جا رہے ہیں جن سے آپ بخوبی
 اندازہ لگالیں گے کہ ہمارے اسلاف نے کتنے فقر و غربت کی زندگی
 گزاری۔

حضرت محمد بن واسع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ چالیس سال تک مجھے بٹھنے ہوئے جگر اور کلیجی کی خواہش رہی۔ مگر میں غربت اور تنگدستی کی وجہ سے اس نعمت سے محروم رہا۔ ایک دفعہ جہاد پر اس ارادے سے جانے کیلئے تیار ہوا کہ ثواب کے ساتھ ساتھ شاید مالِ غنیمت میں سے کوئی بکرا وغیرہ میرے حصے میں آجائے اور اس طرح ثوابِ جہاد کے ساتھ ساتھ جگر اور کلیجی کھانے کی خواہش پوری ہو جائے۔

چنانچہ ہم لوگ جہاد پر گئے اور مشرکین سے لڑے۔ لڑائی کے بعد ہمیں غنیمت کا مال مل گیا۔ میں نے اپنے حصے کا ایک بکرا لیا۔ پھر میں نے اپنے ایک دوست سے کہا کہ ذبح کر کے اس کی کلیجی پکاؤ اور میں خود سو گیا۔

میں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے فرشتے نازل ہوئے اور انہوں نے یہ لکھنا شروع کیا کہ فلاں آدمی جہاد میں اس لئے شریک ہوا تاکہ لوگ اسے شجاع (بہادر) کہیں اور فلاں آدمی مالِ غنیمت حاصل کرنے کیلئے جہاد میں شریک ہوا اور فلاں آدمی تکبر اور فخر کیلئے جہاد میں شریک ہوا۔ پھر وہ فرشتے میرے پاس کھڑے ہو کر کہنے لگے۔

شہوانیُّ مسکین اشتہی کبدًا مشویًا فقلتُ : باللہ لا تفعلوا . فأنا تائب الی اللہ . ثم قلتُ : یا ربّ ! لا أعود .
یا ربّ ! لا أعود . یا ربّ ! لا أعود . أنا تائب الیک من سائر الشهوات .

یعنی ” (فرشتوں نے کہا کہ) یہ بیچارہ نفس پرست ہے۔ بٹھنے

ہوئے جگر اور کلیجی کا خواہشمند ہے۔ (محمد بن واسع فرماتے ہیں کہ) میں نے درخواست کی کہ خدا کے واسطے ایسا نہ کرو (یعنی مجھے ثواب سے محروم لوگوں میں شمار نہ کرو) میں سچے دل سے توبہ کرتا ہوں (کہ آئندہ ایسا ارادہ بالکل نہیں کروں گا) پھر میں نے (خواب ہی میں) کہا۔ اے رب! میں پھر ایسی نیت کبھی نہیں کروں گا۔ میں پھر ایسا نہیں کروں گا۔ میں پھر ایسا نہیں کروں گا۔ میں تمام خواہشات چھوڑ کر آپ کی طرف رجوع کرتا ہوں۔“

ابو تراب نخشی رحمہ اللہ تعالیٰ بڑے عارف باللہ گزرے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ عمر بھر صرف ایک بار میرے دل میں ایک ذنبوی خواہش پیدا ہوئی۔ وہ یہ کہ ایک سفر کے دوران میرے دل میں انڈے اور تازہ روٹی کھانے کا شوق پیدا ہوا۔ چنانچہ میں اس شوق کو پورا کرنے کیلئے قریب واقع ایک بستی میں گیا کہ شاید اس بستی میں میری خواہش پوری ہو جائے۔ اس بستی میں ایک شخص کی چوری ہو گئی تھی۔ اس شخص نے مجھے پکڑ کر چیخنا شروع کر دیا اور کہنے لگا کہ یہ شخص بھی چوروں کے ساتھ تھا۔ لوگوں نے مجھے سزا کے طور پر ستر کوڑے مارے۔ پھر ایک شخص نے مجھے پہچان لیا اور ان لوگوں سے کہا۔ بد بختو! یہ تو ابو تراب نخشی ہیں جو کہ بڑے بزرگ ہیں۔

حضرت نخشی فرماتے ہیں کہ پھر سارے لوگ مجھ سے معذرت کرنے لگے اور ایک آدمی مجھے اپنے گھر لے گیا۔

فقدّم لی خبزاً و بیضاً فقلت لِنفسی : کَلِّی بعد

سبعین درة .

یعنی ” اس شخص نے میرے سامنے تازہ روٹی اور انڈے رکھے۔
پس میں نے اپنے نفس سے کہا کہ کھاستر کوڑے لگنے کے بعد “
اللہ تعالیٰ مُسَبَّبِ الاسباب ہیں۔ قرآن پاک میں اللہ جل جلالہ کا
ارشاد ہے۔

ومن يتق الله يجعل له مخرجاً ويرزقه من حيث لا
يحتسب . یعنی ” جس شخص نے تقویٰ کا راستہ اختیار کیا اللہ تعالیٰ
اس کے لئے کامیابی کا راستہ پیدا فرمادینگے اور ایسی جگہ سے اسے رزق
پہنچائیں گے جہاں اس کا گمان بھی نہ تھا “

ایک شخص کا قول ہے کہ میں ایک دن اپنے اہل و عیال کے نان
و نفقہ کے بارے میں متفکر تھا۔ اسی پریشانی کے عالم میں مجھے نیند آگئی۔
میں نے خواب میں اپنے آپ کو ایک جزیرہ میں پایا۔

میں نے دل ہی دل میں کہا۔ أَيْنَ يَصِلُنِي مَا آكَلُ وَمَا
أَشْرَبُ ؟ یعنی ” یہاں (اس جزیرہ میں) مجھے کھانے پینے کی چیزیں
کہاں سے ملیں گی ؟ “

فرماتے ہیں کہ جب یہ خیال دل میں آیا تو غیب سے ہاتھ
نے یعنی ایک فرشتے نے مجھے یہ آواز دی۔

يا هذا ! لو كان رزقك خلف سبعة أبحر لأتاك .
فانتبهتُ مسروراً و زال عني ما كنتُ أجدُ . ثم بعد ذلك
جاءتني رسالة على يد بعض الأصحاب من رجل لم يخطر

بالی . فقلت : صدق الله في قوله : و من يتق الله يجعل له مخرجاً و يرزقه من حيث لا يحتسب .

یعنی ” (ہاتفِ غیبی نے آواز دیکر کہا کہ) اگر آپ کا رزق سات سمندروں کے پیچھے ہو تو بھی وہ آپ کو پہنچ کر رہیگا۔ (فرماتے ہیں کہ) میں بیدار ہو کر بہت خوش ہوا۔ میری پریشانی دور ہوئی۔ پھر مجھے بعض رفقاء کے ہاتھوں ایک ایسے آدمی کی طرف سے کامیابی کا مرثدہ پہنچا جس کا مجھے تصور بھی نہ تھا۔ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سچا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے (یعنی تقویٰ اختیار کرتا ہے) تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے کوئی راہ نکال دیتے ہیں اور ایسی جگہ سے اسے رزق پہنچاتے ہیں جہاں اس کا گمان بھی نہیں ہوتا “۔

اللہ والوں میں ایسے لوگ بھی گزرے ہیں کہ وہ عمر بھر پہاڑ کے ایک غار میں رہے۔ اس سے باہر نہیں نکلے مگر ان کا رزق انہیں وہیں پہنچتا رہا۔

چنانچہ ایک نیک و صالح شخص فرماتے ہیں کہ ہم چند آدمی جبلِ لبنان میں گئے تاکہ ہمیں کوئی بزرگ مل جائیں۔ لبنان میں ایک پہاڑ ہے جس کے متعلق مشہور ہے کہ اس میں اولیاء اللہ و ابدال رہتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ہم اس پہاڑ پر تین روز تک گھومتے رہے۔ آخر کار میں تو ایک بلند جگہ پر بیٹھ گیا کیونکہ میری ٹانگ میں کچھ تکلیف تھی اور رفقاء گھومتے رہے۔ میں نے دو دن تک اپنے ساتھیوں کا انتظار کیا مگر وہ واپس نہ آئے۔

وہ صالح شخص فرماتے ہیں کہ نیچے ایک جگہ پانی کا چشمہ تھا۔

میں نے وہاں جا کر وضوء کیا اور نماز میں مصروف ہو گیا۔ نماز کے اندر کسی تلاوت کرنے والے شخص کی آواز میرے کان میں پڑی۔ میں نماز سے فارغ ہو کر اس طرف گیا جس طرف سے وہ آواز آئی تھی۔

میں نے وہاں جا کر دیکھا کہ ایک بڑے غار میں ایک نابینا شخص ہیں۔ میں نے السلام علیکم کہا۔ انہوں نے سلام کا جواب دے کر مجھ سے پوچھا کہ جتنی ہو یا انسی (یعنی جن ہو یا انسان)؟ میں نے کہا انسی۔ یعنی میں انسان ہوں۔ وہ فرمانے لگے۔

لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ مَا رَأَيْتُ هُنَا
إِنْسِيًّا مِنْذُ ثَلَاثِينَ سَنَةً غَيْرِكَ .

یعنی ” (انہوں نے) یہ کلمہ لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ اخ پڑھ کر کہا کہ آپ کے بغیر تیس سالوں سے میں نے یہاں پر کوئی انسان نہیں دیکھا۔“

پھر مجھے کہا کہ آپ تھکے ہوئے ہونگے۔ آئیں آرام کریں۔ فرماتے ہیں کہ میں نے غار کے اندر جا کر تین قبریں دیکھیں۔ میں ان قبروں کے پاس سو گیا۔ جب نمازِ ظہر کا وقت ہوا تو انہوں نے مجھے آواز دی۔

الصَّلَاةُ . يَرْحَمُكَ اللَّهُ . وَ لَمْ أَرَ رَجُلًا أَعْرِفُ
بِأَوْقَاتِ الصَّلَاةِ مِنْهُ .

یعنی ” (انہوں نے مجھے آواز دیکر کہا کہ) نماز کا وقت ہو گیا ہے، اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کریں۔ میں نے ان سے زیادہ اوقاتِ نماز

جاننے والا کوئی شخص نہیں دیکھا۔“

چنانچہ میں نے ان کے ساتھ نماز ادا کی۔ نماز کے بعد وہ عصر تک نوافل میں مشغول رہے۔ پھر نمازِ عصر ادا کرنے کے بعد انہوں نے یہ دعا فرمائی۔

اللّٰهُمَّ اَصْلِحْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ . اللّٰهُمَّ اَرْحَمْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ .
اللّٰهُمَّ فَرِّجْ عَنِ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

یعنی ” اے اللہ! آپ امتِ محمدیہ کی اصلاح فرمادیں۔ اے اللہ! آپ امتِ محمدیہ پر رحم کریں۔ اے اللہ! آپ امتِ محمدیہ سے مصائب و مشکلات دور فرمادیں۔“

پھر ہم نے نمازِ مغرب ادا کی۔ نماز کے بعد میں نے پوچھا کہ آپ کو یہ دعا کہاں سے معلوم ہوئی اور کس نے سکھائی؟ انہوں نے فرمایا لا یحتمل ایمانک ذلک . یعنی ” آپ اس کے متحمل نہیں ہو سکتے۔“

پھر فرمایا کہ جو شخص ہر روز اس دعا کو تین مرتبہ پڑھے اللہ تعالیٰ اس شخص کو ابدالوں میں لکھ دیں گے۔

روض الریاحین میں علامہ یافعی لکھتے ہیں کہ رئیسِ صوفیاء حضرت ابوالحسن شاذلیؒ فرماتے ہیں۔

مَنْ قَالَ كُلَّ يَوْمٍ ” اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَأُمَّةِ مُحَمَّدٍ . اللّٰهُمَّ اَرْحَمْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ . اللّٰهُمَّ اسْتِرْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ . اللّٰهُمَّ اجْبُرْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ “ كَتَبَ مِنَ الْاَبْرَارِ . قالوا : وهو دعاء الخضر

علیہ الصلاۃ والسلام .

یعنی ” جو شخص یہ دعا (اللّٰهُم اغفر سے لیکر اللّٰهُم اجبر امة محمد ﷺ تک) ہر روز پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو نیکو کاروں میں داخل فرمادیں گے۔ کہتے ہیں کہ یہ خضر علیہ الصلاۃ والسلام کی دعا ہے۔ “

بہر حال اس دعا کے بارے میں یہ حوالہ ضمناً میں نے پیش کر دیا۔ پھر اس واقعہ کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

وہ صالح شخص فرماتے ہیں کہ نمازِ عشاء کے بعد اُس نابینا بزرگ نے مجھے کہا کہ کھانا کھائیں گے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا کہ غار کے اندر آپ چلے جائیں وہاں جو کچھ موجود ہو وہ کھالیں۔

فَوَجَدَتْ صَخْرَةً عَلَيْهَا جَوْزٌ وَ زَيْبٌ وَ خَرْنُوبٌ وَ تَفَّاحٌ وَ تَيْنٌ وَ حَبَّةٌ الْخَضْرَاءِ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْ ذَلِكَ فِي نَاحِيَةٍ .
 یعنی ” میں نے (اندر جا کر) وہاں ایک چٹان پر اخروٹ، منٹی، خرنوب (ایک خاردار قسم کے درخت کا پھل)، سیب، انجیر اور مختلف قسم کے پھلوں کو موجود پایا۔ ان میں سے ہر ایک پھل علیحدہ علیحدہ کونوں میں رکھا ہوا تھا۔ “

وہ صالح شخص فرماتے ہیں کہ میں جتنا کھا سکتا تھا اتنا کھایا۔ وہ نابینا بزرگ ساری رات نہیں سوئے بلکہ ذکر و عبادت میں مشغول رہے۔ سحری کے وقت انہوں نے وتر اور نمازِ تہجد ادا کی۔ اس کے بعد انہوں نے بھی ان پھلوں میں سے کچھ کھایا۔ پھر بیٹھ گئے۔ صبح کی نماز پڑھنے

کے بعد وہیں بیٹھے بیٹھے وہ سو گئے تا آنکہ آفتاب دو نیزوں کے بقدر نکلا۔ پھر وہ بزرگ کھڑے ہوئے اور وضوء وغیرہ کیا۔

پھر میں نے ان سے پوچھا کہ یہ پھل کہاں سے آتا ہے؟ اتنا لذیذ پھل میں نے کبھی نہیں کھایا۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ خود اس کا معائنہ کر لیں گے۔

فدخل طائر جناحہ ابيضان و صدرہ أحمر و رقبتہ
خضراء و فی منقارہ حبة زبيب و بین رجلیہ جوزة فوضع
الزبیبہ علی الزبيب و الجوزة علی الجوز .

یعنی ”تھوڑی دیر کے بعد ایک پرندہ آیا جس کے پر سفید، سینہ سرخ اور گردن سبز تھی۔ چونچ میں منقہ اور پنجوں میں اخروٹ تھے۔ اس نے منقہ کو منقہ کی جگہ پر اور اخروٹ کو اخروٹ کی جگہ پر رکھا۔“ وہ نابینا بزرگ فرمانے لگے کہ آپ نے دیکھ لیا؟ میں نے کہا جی ہاں دیکھ لیا۔ پھر فرمایا۔

هذا الطائر یأتینی بہذہ الفاکہة منذ ثلاثین سنۃ .
یعنی ”یہ پرندہ میرے پاس یہ مختلف قسم کے پھل اور میوہ جات میں سال سے لا رہا ہے۔“

میں نے کہا کہ دن میں کتنی بار یہ پرندہ پھل لیکر آتا ہے؟ فرمایا سات بار۔ فرماتے ہیں کہ میں نے اس دن شمار کیا تو پندرہ مرتبہ آیا۔ میں نے ان بزرگ کو یہ بات بتائی تو فرمایا۔

قد زادک مرۃ اجعلنا فی حلّ . یعنی ”معاف کیجئے

آپ کی وجہ سے اس پرندے نے فی کس مقررہ سات چکروں پر ایک چکر زیادہ لگایا۔“

وہ نابینا بزرگ چھلکوں سے بنی ہوئی قمیص پہنے ہوئے تھے جو شجرہ موز (کیلے) کے چھلکوں سے مشابہ تھی۔ میں نے عرض کیا کہ آپ یہ کہاں سے لیتے ہیں؟ فرمایا۔

يَاتِينِي هَذَا الطَّائِرُ فِي كُلِّ يَوْمٍ عَاشُورَاءَ بَعَشَرَ قِطْعٍ
مِنْ هَذَا اللَّحَاءِ فَأَصْنَعُ مِنْهُ قَمِيصًا وَمِنْزَرًا . وَكَانَتْ عِنْدَهُ
مِسْلَةٌ يَخِيطُ بِهَا اللَّحَاءَ .

یعنی ” ہر سال عاشورے (۱۰ محرم) کے دن یہ پرندہ میرے پاس اس نوع کے دس چھلکے لے آتا ہے جن سے میں قمیص اور تہہ بند سی لیتا ہوں۔ ان کے پاس ایک بڑا سوا تھا جس سے وہ ان چھلکوں کو سی لیا کرتے تھے۔“

فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ انہوں نے پرانے پھٹے ہوئے چھلکے بچھونے کے طور پر اپنے نیچے بچھائے ہوئے تھے۔

و رَأَيْتُ عِنْدَهُ حَجْرًا يَصُبُّ عَلَيْهِ الْمَاءَ ثُمَّ يَأْخُذُ
الْمَاءَ الَّذِي يَنْزِلُ مِنْهُ فَيَمْسَحُ بِهِ الشَّعْرَ الَّذِي يَنْبِتُ عَلَيْهِ
فِيحْلِقُهُ .

یعنی ” میں نے ان نابینا بزرگ کے پاس ایک پتھر دیکھا جس پر وہ پانی ڈال دیتے۔ پھر پتھر سے مس ہونے والے پانی کو لے کر ان بالوں کو تر کر دیتے جنہیں مونڈنا مقصود ہوتا۔ اس عمل سے وہ بال

گر جاتے تھے۔“

فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ اس نابینا بزرگ کے پاس سات اشخاص آئے جن کی آنکھیں سرخ تھیں اور اوپر نیچے پھٹی ہوئی تھیں۔ ان کا لباس ان کے بال تھے۔ بزرگ نے فارسی میں مجھے کہا کہ آپ خوف نہ کریں یہ مسلمان جنّی ہیں یعنی مسلمان جنّ ہیں۔ پھر ان جنّوں میں سے ایک جنّ نے سورۃ طہ، دوسرے نے سورۃ فرقان اس نابینا بزرگ کو سنائی اور ایک نے سورۃ حمّٰن کی چند آیات سیکھیں۔ پھر وہ چلے گئے۔ معلوم ہوا کہ جن علم حاصل کرنے اور سیکھنے کیلئے آئے تھے۔

فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ اس بزرگ نے سجدہ میں یہ دعا فرمائی۔ اللّٰهُمَّ اٰمِنُ عَلٰی بِاِقْبَالِی عَلَیْكَ وَ اِصْغَائِی اِلَیْكَ وَ اِنْصَاتِی لَكَ وَ الفَہْمِ عَنْكَ وَ البَصِیْرَةَ فِی اَمْرِكَ وَ النِّفَاذِ فِی خَدَمَتِكَ وَ حُسْنِ الْاَدَبِ فِی مَعَامَلَتِكَ . وَ رَفَع صَوْتَهُ .

”اے اللہ! مجھ پر یہ احسان فرمائیں کہ میں ہمیشہ کیلئے آپ کی طرف متوجہ رہوں۔ آپ کے احکام گوشِ ہوش سے سنوں۔ آپ کا ہر حکم بے چون و چرا خاموشی سے تسلیم کروں۔ آپ کے احکام کا فہم اور آپ کے معاملاتِ بندگی کی بصیرت نصیب ہو۔ آپ کی عبادت میں زندگی گزرے اور آپ کے ساتھ معاملات میں حسنِ ادب حاصل ہو جائے۔ یہ دعا اس نابینا بزرگ نے بلند آواز سے مانگی۔“

میں نے پوچھا کہ آپ نے یہ پیاری اور جامع دعا کہاں سے حاصل کی؟ فرمایا کہ اس کا مجھے الہام ہوا۔ اور فرمایا میں نے ایک رات یہ

دعا پڑھی تو ہاتف نے آواز دی إذا دعوت بهذا الدعاء ففخم
فانہ مستجاب .

یعنی ” (ہاتف نے کہا کہ) جب آپ یہ دعا پڑھیں تو بلند
آواز سے اور تعظیم سے پڑھا کریں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں گے “۔
وہ مرد صالح فرماتے ہیں کہ میں چوبیس دن اس ناپینا بزرگ کے
پاس ٹھہرا۔ پھر انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ یہاں تک یعنی میرے
پاس کیسے پہنچے؟ میں نے انہیں سارا قصہ سنایا اور کہا کہ میں ساتھیوں
کے انتظار میں تھا مگر وہ نہیں آئے۔

فرمانے لگے کہ اگر مجھے پہلے اس بات کا علم ہوتا تو میں اتنی
مدت آپ کو اپنے پاس نہ ٹھہراتا کیونکہ آپ کے رفقاء آپ کی وجہ سے
بڑے متفکر ہوں گے۔ اب اگر آپ زیادہ ٹھہریں گے تو وہ مزید پریشان
ہوں گے۔ لہذا اب آپ کیلئے زیادہ ٹھہرنا مناسب نہیں بلکہ واپس جانا
ہی بہتر ہے۔

میں نے عرض کیا کہ مجھے راستے کا علم نہیں ہے۔ انہوں نے کوئی
جواب نہ دیا۔ پھر زوال کے وقت فرمایا اٹھیں، جانے کی تیاری کریں۔
میں نے عرض کیا کہ آپ مجھے کوئی وصیت فرمادیں۔ انہوں نے
فرمایا۔ عليك بالجووع و الأدب فإني أرجو لك أن تلحق
بالقوم .

یعنی ” (یہ وصیت فرمائی کہ) آپ دو باتوں پر عمل کریں ایک
بھوک اختیار کریں اور شکم سیری سے پرہیز کریں اور دوسرا یہ کہ ادب ملحوظ

رکھیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ بزرگوں کے مقام کو پالیں گے۔“
کسی شاعر نے ادب کے بارے میں کیا خوب کہا ہے۔

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر

نفس گم کردہ مے آید جنید و بایزید ایس جا

یعنی ” ادب ایک مقام ہے آسمان کے نیچے جو کہ عرش سے نازک تر ہے۔ اس نازک مقام میں بڑے بڑے اولیاء اللہ مثل جنید بغدادی و بایزید بسطامی حیران و سرگرداں و ترساں آتے ہیں۔“
اسی طرح ایک اور شاعر کہتا ہے۔

ادب تاج است از لوح الہی بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی

یعنی ” ادب ایک تاج ہے لوح ربانی سے۔ یہ تاج سر پر رکھے اور پھر جہاں جانے کو جی چاہے جائے۔ کامیابی پاؤ گے۔“
بہر حال اس نابینا بزرگ نے وصیت کرنے کے بعد فرمایا کہ میں آپ کو ایک بزرگ کے لئے بطور امانت ایک ہدیہ یعنی تحفہ بھی دینا چاہتا ہوں یہ تحفہ اس بزرگ کو میری طرف سے پہنچادیں۔ وہ یہ کہ خانہ کعبہ کی زیارت کے بعد زمزم کے کنویں اور مقام ابراہیمی کے درمیان آپ کو ایک شخص ملے گا اس سے ملاقات کر کے میرا سلام اسے پہنچادینا (سلام ایک تحفہ ہے جو ایک دوسرے کو پہنچایا اور بھیجا جاتا ہے)۔

اس شخص کے کچھ خصوصی احوال بھی انہوں نے مجھے بتائے اور یہ بھی فرمایا کہ اس شخص سے اپنے لئے دعا بھی کروانا۔

پھر وہ نابینا بزرگ غار سے نکلے۔ میں بھی ان کے ساتھ تھا۔

میں نے دیکھا کہ غار کے دروازے پر ایک درندہ کھڑا ہے۔ انہوں نے اس درندے سے کچھ کلام کیا جو میں نہ سمجھ سکا۔

پھر مجھے فرمایا کہ آپ اس درندے کے پیچھے چلے جائیں۔ جہاں یہ درندہ رُک جائے وہاں پر دائیں یا بائیں جانب آپ کو راستہ مل جائیگا۔ چنانچہ وہ درندہ ایک گھنٹہ تک میرے آگے آگے چلتا رہا اور میں اس کے پیچھے پیچھے چلتا رہا، پھر وہ کھڑا ہو گیا۔

میں نے دائیں طرف عقبہ دمشق کو پایا۔ یہ مشہور شہر ہے۔ میں جامع مسجد میں گیا۔ وہیں میرے رفقاء بھی موجود تھے۔ ان سے ملاقات ہوئی۔ میں نے انہیں اس نابینا بزرگ کا سارا قصہ سنایا۔

فرماتے ہیں کہ ہم سب پھر اس پہاڑ کی طرف نکلے نابینا بزرگ کی زیارت کیلئے۔ ہمارے ساتھ بے شمار لوگ تھے۔ ہم اسی پہاڑ میں اسی جگہ پر پہنچے جہاں وہ بزرگ ملے تھے۔ مسلسل تین دن تک ہم اس غار کو تلاش کرتے رہے لیکن اس کا کچھ پتہ نہ چلا۔

لوگوں نے مجھے کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی خصوصی کرامت تھی جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر منکشف فرمائی تھی اور ہم سے پوشیدہ رکھی۔ وہ مرد صالح فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد میں ہر سال حج کیلئے جاتا رہا اور اس شخص کو تلاش کرتا رہا جس کے بارے میں مجھے اس نابینا بزرگ نے فرمایا تھا کہ اس سے ملاقات کر کے دعا کروانا۔ لیکن اس شخص سے ملاقات نہ ہو سکی۔

اس واقعہ کے پورے آٹھ سال بعد ان علامات (جو علامات

ناہینا بزرگ نے بیان فرمائی تھیں) والے ایک شخص مجھے زمزم و مقام ابراہیمی کے درمیان نماز عصر کے بعد ملے۔ میں نے السلام علیکم کہا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا۔

میں نے ان سے دعا کی درخواست کی۔ انہوں نے میرے لئے دعا کی۔ پھر میں نے عرض کیا کہ ابراہیم کرمانی (غار والے ناہینا بزرگ) آپ کو سلام کہتے تھے۔ فرمانے لگے کہ آپ نے انہیں کہاں دیکھا ہے؟ میں نے کہا کہ جبل لبنان (لبنان کے ایک پہاڑ) میں۔

انہوں نے فرمایا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ یعنی اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔ میں نے عرض کیا کہ کیا وہ انتقال کر گئے ہیں؟ فرمایا۔ ہاں، ابھی ابھی میں ان کی نماز جنازہ پڑھ کر انہیں ان بھائیوں کے پاس دفن کر آیا ہوں جن کی قبریں آپ نے غار میں دیکھی تھیں۔

پھر فرمانے لگے کہ جس وقت ہم انہیں غسل دے رہے تھے۔

إذا بالطائر الذی کان یأتیہ بقوته قد سقط . فلم

یزل یضرب بجناحہ حتی مات . فدفنّاه عند رجلیہ .

یعنی ” اچانک وہ پرندہ جو ہمیشہ ان کیلئے پھل وغیرہ کھانے کی چیزیں لایا کرتا تھا ہمارے پاس گر پڑا اور تڑپ تڑپ کر اس نے بھی جان دیدی۔ ہم نے اس پرندے کو بھی اس بزرگ کے پاؤں کے قریب دفن دیا۔“

اس غار والے ناہینا بزرگ کی موت کا قصہ بیان کرنے کے بعد پھر وہ بزرگ (یعنی زمزم و مقام ابراہیمی کے درمیان ملنے والے

بزرگ) اٹھ کھڑے ہوئے اور طواف میں مصروف ہو گئے اور غائب ہو گئے۔ وہ مرد صالح فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے انہیں نہیں دیکھا۔

حضرات! اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ میرے احکام کی تعمیل کرو۔ میرا عہد پورا کرو۔ اوفوا بعهدي اوف بعهديكم . یعنی ”تم اپنا عہد عبادت پورا کرتے رہو۔ میں اپنا عہد رزق رسانی پورا کرونگا“۔ مسلمان جب اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کی تعمیل اور اللہ جل جلالہ کی رضا کے حصول میں لگ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کے کام اور اس کی حاجات کو پورا کرنے میں لگ جاتے ہیں۔ جب ہم ایفاء عہد کریں گے تو اللہ تعالیٰ بھی اپنا وعدہ پورا فرمائیں گے۔

انسان جب اللہ تعالیٰ کو راضی کر لے تو اللہ تعالیٰ غیب سے اس کی ایسی مدد و نصرت فرماتے ہیں کہ وہ حیران رہ جاتا ہے۔ مگر افسوس کہ آج کل مسلمانوں کے افکار و خیالات خراب ہو چکے ہیں۔ دنیاوی افکار ان پر غالب آچکے ہیں۔ آخرت کی فکر برائے نام رہ گئی ہے۔ مسلمانوں کے موجودہ احوال کے بارے میں کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

ہم نے جب خود ہی وفاؤں کا نہ کچھ ساتھ دیا
پھر زباں پر گلہ شکوہ دوراں کیوں ہو
ہم نے جب خود ہی کیا دشت نور دی کو قبول
شکوہ تلخی افتاد بیاباں کیوں ہو
ہم نے جب خود ہی سجایا ہے چمن کانٹوں سے

دامن شوقِ حدیثِ گل خنداں کیوں ہو
 روشنی دے کے اندھیروں کو خریدتا ہم نے
 مطلعِ زریست پہ پھر صبحِ درخشاں کیوں ہو
 ایفائے قول و عہد کے فوائد و برکات کے بارے میں ایک
 حکایت ہے۔ ایک شخص کا قول ہے کہ میں مکہ مکرمہ میں تھا۔ ایک شخص
 اہل یمن سے آیا اور کہنے لگا کہ میں آپ کیلئے ایک ہدیہ لایا ہوں۔ پھر
 ایک رفیق سے کہا کہ اپنا قصہ سنائیے۔

اس نے یہ قصہ سنانا شروع کیا کہ میں صنعاءِ یمن سے حج کے
 ارادہ سے چلا۔ ایک شخص نے مجھے یہ پیغام دیا کہ جب آپ کو نبی ﷺ
 کے روضہ مبارک کی زیارت کا موقع ملے تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو
 اور آپ کے صاحبین ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو میرا سلام کہنا۔
 اس شخص نے کہا کہ میں مدینہ منورہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کے روضہ مبارک کی زیارت کیلئے حاضر ہوا مگر وہ پیغام مجھے یاد نہ رہا اور
 ہمارا قافلہ مدینہ منورہ سے واپس روانہ ہوا۔

جب میں ذوالحلیفہ میں احرام باندھنے کی تیاری کر رہا تھا تو اس
 وقت مجھے وہ پیغام یاد آیا۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم میری
 اونٹنی اور سامان کا خیال رکھنا، میں مدینہ منورہ جا رہا ہوں مجھے ایک پیغام
 پہنچانا ہے۔ ساتھیوں نے کہا کہ اب تو قافلہ روانہ ہونے والا ہے تم اتنی
 جلدی مدینہ منورہ سے واپس لوٹ کر قافلے کے ساتھ نہیں مل سکو گے۔
 میں نے کہا کہ اگر میں نہ پہنچ سکا تو تم میری اونٹنی اور سامان ساتھ لے جانا۔

اس شخص نے کہا کہ میں پھر واپس مدینہ منورہ چلا گیا اور نبی علیہ الصلاۃ والسلام و صاحبین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اس شخص کا سلام پہنچایا۔
سلام پہنچانے سے فارغ ہونے کے بعد جب میں واپس ہوا تو مجھے ایک شخص ملا۔ میں نے اس سے اپنے قافلے کے بارے میں پوچھا۔ اس نے بتایا کہ قافلہ تو چلا گیا ہے۔

میں واپس مسجد نبوی میں آیا اور ارادہ کیا کہ جب تک کوئی دوسرا قافلہ جانے کیلئے تیار نہیں ہوتا اس وقت تک میں مدینہ منورہ ہی میں مقیم رہوں گا (کیونکہ اس زمانے میں اکیلا جانا نہایت مشکل اور ناممکن تھا)۔
وہ شخص کہتا ہے کہ میں سو گیا۔ رات کے آخری حصے میں نبی کریم ﷺ اور ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خواب میں زیارت ہوئی۔ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔

يا رسول الله ! هذا الرجل . فالتفت إلى رسول الله ﷺ و قال : ابو الوفاء ؟ فقلت : يا رسول الله ! كنيتي ابو العباس . فقال لي : انت ابو الوفاء . وأخذ بيدي فوضعتني في المسجد الحرام . فأقمت بمكة ثمانية أيام حتى وردت الرفقة . روض الريحان ص ۱۸۱ .

یعنی ” (ابو بکرؓ نے عرض کیا) یا رسول اللہ! وہ آدمی (جس نے آکر سلام پہنچایا ہے) یہ ہے۔ پس آنحضرت ﷺ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ کیا (تو) ابو الوفاء (وفاء والا) ہے (یعنی تیری کنیت ابو الوفاء ہے)؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری کنیت ابو العباس

ہے (مجھے اسی کنیت سے پکارا جاتا ہے)۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ نہیں، تو ابو الوفاء (وفا کر نیوالا) ہے۔ پھر آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے مسجد حرام (مکہ مکرمہ) میں پہنچا دیا (میں جب صبح نیند سے بیدار ہوا تو بجائے مدینہ منورہ کے میں مکہ مکرمہ پہنچ چکا تھا) پھر میں نے آٹھ دن مکہ مکرمہ میں قیام کیا۔ اس کے بعد (یعنی آٹھ دن گزرنے کے بعد) میرے قافلہ والے ساتھی مکہ مکرمہ پہنچے۔“

عزیزان محترم! اس حکایت میں ایفاء عہد و وعدہ کی بڑی فضیلت اور بڑی برکت کا ذکر ہے۔ دیکھئے۔ اس شخص نے ایفاء و وعدہ کے سلسلے میں تکلیف برداشت کی اور قافلہ کی رفاقت چھوڑ دی لیکن اللہ تعالیٰ کے ایک حکم یعنی ایفاء و وعدہ کو بجالایا۔ آخرت کا اجر و ثواب تو آخرت میں ملے گا جو کہ یقیناً بہت بڑا ہوگا۔

لیکن آخرت سے قبل بھی اللہ تعالیٰ نے اسے ایفاء عہد کی کئی برکتوں سے یوں نوازا کہ خواب میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی زیارت نصیب ہوئی۔ نیز نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے ابو الوفاء کی کنیت و نام سے موسوم فرمایا۔ ابو الوفاء کا معنی ہے وفادار، وفا والا۔ نیز نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا ہاتھ پکڑا اور بطریقہ معجزہ مکہ مکرمہ کی مسجد حرام میں پہنچایا۔ یہ بیش بہا برکات و سعادات اس شخص کو ایفاء و وعدہ کے طفیل حاصل ہوئیں۔

جب ایک انسان کے ساتھ کیے گئے وعدے اور عہد کے ایفاء

کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بدلہ دیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل پیرا ہونے، ان کے اوامر کے امتثال اور ان کے ساتھ کئے ہوئے وعدہ عبادت کے ایفاء کے بدلے میں ملنے والی برکات و سعادات کا اندازہ آپ خود لگالیں۔ جو شخص اللہ و رسول کے اوامر و احکام پر عمل پیرا رہے یقیناً وہ شخص کبھی بھی بھوک اور پیاس کی وجہ سے نہیں مرے گا۔

شیخ ابو عمران واسطی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ مکہ مکرمہ سے نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کی غرض سے نکلا۔ راستہ میں اتنی شدید پیاس لگی کہ میں اپنی زندگی سے ناامید ہو گیا اور شجرہ اُم غیلان (کیکر کے درخت) کے نیچے بیٹھ کر موت کا انتظار کرنے لگا۔

اتنے میں ایک فارس (شہسوار) آئے۔ وہ ایک سبز رنگ کے گھوڑے پر سوار تھے۔ ان کا لباس، زین اور لگام وغیرہ دیگر سب چیزیں سبز تھیں۔ ان کے ہاتھ میں سبز رنگ کا ایک پیالہ تھا جس میں سبز رنگ کا پانی تھا۔ اس شخص نے وہ پیالہ مجھے دے کر کہا۔

إشرب . پی لیں۔ فرماتے ہیں کہ میں نے تین سانسوں سے خوب پیٹ بھر کر پیامگر وہ پانی کم نہ ہوا۔

پھر انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ میں نے کہا مدینہ منورہ جا رہا ہوں تاکہ آنحضرت ﷺ اور آپ کے صاحبین ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں ہدیہ سلام پیش کروں۔

یہ سن کر انہوں نے فرمایا۔ إذا وصلت و سلمت علی النبی ﷺ و علیہما فقل لهم : رضوان (أی ملک الجنة)

یقرؤ علیکم السلام .

یعنی ” جب آپ (مدینہ منورہ) پہنچ جائیں اور آنحضرت ﷺ اور آپ کے صاحبین (ابوبکرؓ و عمرؓ) کی خدمت میں زیارت و سلام کیلئے حاضر ہوں تو میری طرف سے بھی یہ عرض کر دینا کہ (جنتی فرشتوں کا سردار) رضوان (نامی فرشتہ) آپ تینوں کی خدمت میں سلام پیش کرتا ہے۔“

معلوم ہوا کہ گھوڑے پر سوار ہو کر انسانی شکل میں آنے والا شخص رضوان نامی فرشتہ تھا جو جنتی فرشتوں کا سردار ہے۔ اور رضوان فرشتہ ہی بحکم خدا تعالیٰ اس بزرگ کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے پانی لے کر آیا تھا۔ گاہے گاہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی غیب سے اس طرح فرشتوں کے ذریعہ مدد فرماتے ہیں اور رزق عطا فرماتے ہیں۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ عدن شہر سے اپنے رفقاء کے ساتھ سفر پر نکلا۔ دورانِ سفر رات کے وقت میری ٹانگ میں سخت تکلیف شروع ہو گئی جس کی وجہ سے میں چلنے سے عاجز ہو گیا اور اپنے رفقاء کے ہمراہ آگے نہ جاسکا۔ رفقاء چلے گئے اور میں اکیلا سمندر کے کنارے رہ گیا۔

وہ بزرگ فرماتے ہیں کہ میں روزے سے تھا لیکن افطار کیلئے میرے پاس کھانے کو کچھ نہ تھا۔ جب رات کو میں سونے کی تیاری کرنے لگا تو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ میرے سامنے دو روٹیاں پڑی ہیں اور ان کے درمیان میں پرندے کا بھنا ہوا گوشت ہے۔ میں نے وہ روٹیاں اور

گوشت رکھ دیا اور ان میں سے کچھ بھی نہ کھایا (کیونکہ انہیں ترود تھا کہ یہ طعام ان کے لئے ہے یا کسی اور شخص کیلئے۔ نیز اس کے حلال و حرام ہونے میں بھی انہیں ترود تھا)۔

اتنے میں ایک شخص نظر آیا جس کے ہاتھ میں لوہے کا ڈنڈا تھا۔ فقال لی : کل یا مُرائی . یعنی ” مجھے اس نے کہا کہ اے ریاکار شخص ! کھا “۔

وہ بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک روٹی اور کچھ گوشت کھالیا اور بقیہ کھانا کپڑے میں لپیٹ کر سر کے قریب رکھ دیا اور سو گیا۔ فرماتے ہیں کہ جب میں بیدار ہوا تو حیرت ہوئی کہ وہ کپڑا موجود تھا مگر اس میں روٹی اور گوشت نہیں تھا۔

معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غیب سے وہ کھانا صرف ضرورت پوری کرنے کیلئے بھیجا تھا۔ ضرورت پوری ہونے کے بعد جو کھانا بچ گیا تھا اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ اٹھالیا گیا۔ اس حکایت میں دنیائے رنگ و بو میں الجھے ہوئے لوگوں کیلئے بڑا سبق ہے۔

نگاہ الجھی ہوئی ہے رنگ و بو میں خرد کھوئی گئی ہے چار شو میں
 نہ چھوڑاے دل فغانِ صبحگاہی اماں شاید ملے اللہ ہو میں
 ایک شاعر مسلمانوں کی غفلت کی شکایت کرتے ہوئے کہتا

ہے۔

اتنی غفلت تو نہ کراے دل خدا کے واسطے

فکر کر کچھ تو بھلا روز جزا کے واسطے

حیف تو سوتا رہے ہر صبح اور وقتِ اذان
 مرغ و ماہی سب اٹھیں یادِ خدا کے واسطے
 کب عمارت کو یہاں پر پائیداری ہے عزیز
 عمر کھوتا ہے عبث اس کی بنا کے واسطے
 تجھ پہ جو آئے مصیبت صبر کر اور کر خیال
 سختیاں کیا کیا ہوئی ہیں انبیاء کے واسطے

بعض صالحین سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ رات
 کے وقت اکیلا باہر صحرا کی طرف کسی کام کی غرض سے نکلا۔ میں سخت بخار
 میں مبتلا تھا۔ راستے میں مجھے بڑی شدت سے پیاس لگی۔ پیاس اتنی شدید
 تھی کہ میں اپنی زندگی سے ناامید ہو کر ایک درخت کے نیچے لیٹ گیا۔
 فإذا أنا برجلٍ معه أربعة أرغفة بين اثنين منها طائر
 مشویّ و بین اثنين خبیص . یعنی ” اچانک میں نے ایک شخص کو
 اپنے پاس موجود پایا جس کے پاس چار روٹیاں تھیں۔ ان میں سے دو
 روٹیوں کے درمیان پرندے کا بھنا ہوا گوشت اور دو روٹیوں کے درمیان
 حلوہ تھا (وہ روٹیاں اس شخص نے مجھے دیدیں)۔“

فرماتے ہیں کہ میرے سر کے پاس ایک لوٹا رکھا تھا وہ شخص اسے
 دریا سے بھر کر لے آیا۔ فإذا ماء أبردٌ من الثلج و أحلى من
 العسل . یعنی ” وہ پانی برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ میٹھا
 تھا۔“

وہ بزرگ کہتے ہیں کہ میں نے وہ پانی پیا۔ پانی پینے سے اللہ تعالیٰ

نے میرا بخار بھی ختم فرمادیا۔ پھر وہ شخص میرے پاس بیٹھ گیا۔ میں کھانا کھانے لگا۔ اس کے بعد وہ شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ میرے ساتھی آگئے ہیں اس لئے مجھے کوئی اور کام کرنا ہے۔

وہ بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے آنکھیں اٹھا کر دیکھا۔ فاذا نحو من عشرين جملاً فقمتُ إليهم و غاب . رحمہ اللہ تعالیٰ . یعنی ” (مجھے) بیس افراد اونٹوں والے دکھائی دیئے۔ میں ان کی طرف دیکھتے ہوئے کھڑا ہوا۔ اتنے میں وہ شخص اچانک غائب ہو گیا۔“

معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کو غیب سے اللہ تعالیٰ نے اس بزرگ کی اعانت کیلئے اور اسے غیبی رزق پہنچانے کیلئے بھیجا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ دراصل فرشتہ ہو انسانی شکل میں۔ اس لئے وہ آنکھوں سے یکلخت اوجھل ہو گیا۔

ابو جعفر حداد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ ایک قافلے کے ساتھ تھا جو بصرہ سے بغداد کی طرف جا رہا تھا۔ قافلہ میں ایک شخص تھا جو نہ کھاتا تھا اور نہ پیتا تھا۔

میں نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ کہنے لگا۔ میں عیسائی ہوں۔ میں نے پوچھا۔ کیا وجہ ہے کہ تم کھاتے پیتے کچھ نہیں ہو؟

اس نے کہا کہ میں متوکل ہوں (یعنی میں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کیا ہوا ہے)۔ میں نے کہا کہ میں نے بھی اللہ تعالیٰ پر توکل کیا ہوا ہے۔ اس کے بعد میں نے اسے کہا کہ توکل علی اللہ کا تقاضا یہ ہے کہ ہم یہاں نہ بیٹھیں اور نہ قافلے والوں کے ساتھ رہیں۔ قافلے والوں کی

رفاقت اور کھانے پینے میں ان کی اعانت پر بھروسہ کرنا اور اسے درخور اعتناء سمجھنا تو کل علی اللہ کے خلاف ہے۔ ابھی تھوڑی دیر کے بعد یہ لوگ کھانا کھانے کے لئے مل کر بیٹھیں گے۔ ہمارے پاس تو کچھ کھانے کے لئے ہے نہیں۔ پس لامحالہ یہ لوگ ہمیں بھی کھانے میں شرکت کی دعوت دیں گے اور بلائیں گے۔ پس قافلے والوں کے طعام اور ان کی اعانت کی امید پر یہاں رہنا اور ان کے ساتھ سفر کرنا تو کل علی اللہ کے خلاف ہے۔

اس لئے آئیے ہم دونوں قافلہ والوں سے الگ ہو کر ان کی اعانت کے بغیر جنگل اور بیابانوں میں سفر جاری رکھتے ہیں۔

اس نے کہا۔ ٹھیک ہے مگر ایک شرط پر، وہ یہ کہ جب ہم کسی شہر میں داخل ہوں گے تو نہ تم کسی مسجد میں جاؤ گے اور نہ میں کسی گرجا گھر (نصاری کے معبد) میں جاؤنگا۔ میں نے یہ شرط مان لی۔ چنانچہ ہم روانہ ہوئے۔ چلتے چلتے رات ہم ایک بستی میں پہنچے۔ وہاں ہم ایک جگہ بیٹھ گئے۔

فجاءنا کلب أسود و فی فمه رغیف فوضعه قدام النصرانی فأکله و لم یلتفت الی و لا عرض علی .

یعنی ” ایک کالے رنگ کا کتا منہ میں روٹی اٹھائے ہوئے آیا اور آکر روٹی اس عیسائی کے پاس رکھ دی۔ عیسائی نے ساری روٹی خود کھالی اور میری طرف اس نے ذرا بھی التفات (توجہ) نہ کیا اور نہ مجھے کھانے کو کچھ دیا۔ “

پھر ہم مسلسل تین دن اور تین راتیں چلتے رہے۔ ہر رات یہی قصہ ہوتا کہ کتا اس کے پاس روٹی لے آتا اور وہ کھا لیتا۔
چوتھی رات ہم ایک بستی میں داخل ہوئے۔ میں نماز مغرب ادا کرنے کیلئے کھڑا ہوا۔ اتنے میں ایک شخص آیا۔

و معه طبق عليه طعام و دَوْرَق فبه ماء . فسَلَّم عَلَيَّ . فلَمَّا فرغتُ من الصَّلَاةِ وُضِعَتْ قُدَّامِي . فقلتُ له :
اجملہ الی ذلک الرجل .

یعنی ” اس شخص کے پاس ایک بڑی رکابی میں کھانا اور لوٹے میں پانی تھا اس نے مجھے السلام علیکم کہا۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو (میں نے اس کے سلام کا جواب دیا) اس نے وہ کھانا اور پانی میرے سامنے رکھا۔ میں نے اسے کہا کہ آپ یہ سب کچھ اٹھا کر اس دوسرے آدمی کو دیدیں۔“

میں پھر نماز میں مصروف ہو گیا۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو وہ عیسائی کھانے کی رکابی لے کر میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں کیونکہ تمہارا دین میرے دین سے بہتر ہے۔ پھر اس نے پڑھا۔ أشهد أن لا إله إلا الله و أشهد أن محمدًا عبده و رسوله .

میں نے پوچھا کہ تمہیں یہ کیسے علم ہوا کہ اسلام بہتر دین ہے؟ اس نے کہا کہ مجھے میرا رزق مجھ جیسے ایک کتے کے ذریعے پہنچایا جاتا رہا۔ کتا ایک نجس جانور ہے۔

اور تمہارا رزق ایک نیک پاک انسان کے ذریعے تمہیں پہنچایا گیا۔ نیز میں سارا کھانا خود کھا جایا کرتا تھا، تمہیں اس میں سے کچھ بھی نہیں دیتا تھا اور تم نے جذبہ ایثار کے تحت یہ کھانا مجھے دیدیا اور خود کچھ بھی نہ کھایا۔ حالانکہ تمہیں یہ کھانا تین دن کے بعد ملا تھا۔ اس لئے مجھے یہ یقین ہو گیا کہ تمہارا دین بہتر، اعلیٰ اور افضل ہے۔

برادران کرام! دنیا کی زندگی جتنی عیش و عشرت اور غفلت میں گزرتی ہے اتنی ہی آخرت کی نعمتوں اور مسرتوں میں کمی واقع ہوتی ہے۔ روایت ہے کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر جب اللہ تعالیٰ نے نعمتوں اور مال و دولت کے دروازے کھول دیئے اور انہیں رزق فراخ نصیب ہوا تو وہ رویا کرتے تھے اور غمگین ہو کر فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں ڈر ہے کہ یہ دنیاوی نعمتیں اور مالی راحتیں کہیں ہمارے اخروی اجر و ثواب میں کمی کی موجب اور نقصان کا سبب نہ بن جائیں۔

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہ غم اور ان کی یہ فکر بے جا و بے اصل نہیں تھی بلکہ وحی اللہ اور واقعات سے یہ بات ثابت شدہ ہے کہ گاہے دنیاوی نعمتوں کی بہتات سے اخروی اجر و ثواب میں کمی آجاتی ہے۔

ابو احمد حلاسی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میری والدہ بڑی نیک و صالح خاتون تھیں اور ہم انتہائی تنگدست اور غریب تھے۔ غربت و افلاس کی زندگی گزار رہے تھے۔ ایک دفعہ والدہ نے کہا بیٹا! کب تک تنگی کی زندگی گزارتے رہیں گے، تجھے کچھ طلبِ معاش کی فکر کرنی چاہئے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے سحری کے وقت اٹھ کر یہ دعا کی۔

اللَّهُمَّ ! إِنْ كَانَ لِي فِي الْآخِرَةِ شَيْءٌ فَعَجِّلْ مِنْهُ لِي فِي الدُّنْيَا . فَرَأَيْتُ نُورًا فِي زَاوِيَةِ الْبَيْتِ . فَقَمْتُ إِلَيْهِ . فَرَأَيْتُ رَجُلًا سَرِيرٍ مِنْ ذَهَبٍ مُرْصَعٍ بِالْجَوْاهِرِ . فَقُلْتُ لَهَا : خَذِي هَذَا .

یعنی ” اے اللہ! اگر آخرت کی نعمتوں میں میرا کچھ حصہ ہے تو اس میں سے کچھ دنیا ہی میں مجھے عنایت فرمادیں۔ (فرماتے ہیں کہ اس دعا کے بعد) میں نے مکان کے ایک کونے میں روشنی دیکھی۔ میں جب اس کی طرف لپکا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ایک تخت کا پایا ہے جو سونے کا ہے اور اس میں جواہر جڑے ہوئے ہیں۔ میں نے (وہ اٹھا کر) اپنی ماں سے کہا کہ یہ لیں (آپ کی خواہش پوری ہوگئی)۔“

فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں مسجد میں چلا گیا اور یہ سوچتا رہا کہ اس سونے کے پائے اور اس میں جڑے ہوئے جواہرات کو کس جوہری کے پاس لے جاؤں اور ان کے ساتھ کیا برتاؤ کروں۔

جب میں واپس گھر آیا تو والدہ نے کہا کہ بیٹا مجھے معاف کر دے۔ میں نے کہا۔ کیا بات ہے؟

والدہ نے فرمایا کہ تیرے جانے کے بعد میری آنکھ لگ گئی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت میں ہوں۔ وہاں میں نے ایک محل دیکھا جس کے دروازے پر یہ لکھا ہوا تھا لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ . هَذَا لِأَبِي أَحْمَدِ الْخَلَّاسِيِّ .

یعنی ” کلمہ طیبہ کے ساتھ یہ لکھا ہوا تھا کہ یہ محل ابو احمد خلاسی

کا ہے۔“

میں نے پوچھا کہ کیا یہ میرے بیٹے کا محل ہے؟ فرشتوں نے کہا۔ ہاں۔ میں اس محل کے اندر داخل ہوئی۔ اندر ایک کمرے میں کئی تخت رکھے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک تخت کا ایک پایا نہیں تھا۔ میں نے کہا کہ دیگر تختوں میں یہ ٹوٹا ہوا تخت اور پلنگ کتنا برا لگتا ہے۔

تو کسی نے کہا کہ اس تخت کا ایک پایا تو خود آپ نے لے لیا ہے۔ میں نے انہیں کہا کہ تم وہ پایا دوبارہ اس پلنگ کے ساتھ جوڑ دو۔ پھر جب میں نیند سے بیدار ہوئی تو وہ پایا جو تو نے مجھے دیا تھا غائب ہو چکا تھا۔

ایک بزرگ کی حکایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ بلادِ روم میں ایک دفعہ ہمارے ساتھ ایک نیک شخص شریک سفر ہوئے۔ وہ نہ کھاتے تھے اور نہ پیتے تھے۔

میں نے ان سے ایک دن پوچھا کہ گیارہ دن سے آپ نے نہ کچھ کھایا ہے اور نہ پیا ہے، کیا بات ہے؟ فرمانے لگے کہ اس کی وجہ میں آپ کو جدائی کے وقت بتاؤنگا۔

جب فراق و جدائی کا وقت قریب آیا تو فرمایا کہ ایک دفعہ ہم بہت سارے افراد جن کی تعداد تقریباً چار سو تھی ایک جنگ میں شریک ہوئے۔ کفار سے جنگ ہوئی اور میرے رفقاء شہید ہو گئے۔

فرمایا کہ میں بھی زخمی ہونے کی وجہ سے لاشوں میں پڑا تھا۔ غروبِ آفتاب کے وقت اوپر فضا سے بڑی مست، عمدہ اور مزیدار خوشبو

آنے لگی۔ میں نے آنکھیں کھولیں تو کیا دیکھتا ہوں کہ خوبصورت لڑکیاں (حوریں) کھڑی ہیں۔ ان جیسی حسین عورتیں میں نے کبھی نہیں دیکھی تھیں۔ ان کے ہاتھوں میں پانی کے گلاس تھے۔ وہ شہیدوں کے منہ میں پانی ڈالنے لگیں۔ میں نے بھی آنکھیں بند کر لیں۔

وہ حوریں شہیدوں کے منہ میں پانی ڈالتے ڈالتے میرے پاس پہنچ گئیں۔ ان میں سے ایک لڑکی نے کہا۔

أَصْبَبْنَ فِي حَلْقِ هَذَا وَ عَجَلْنَ قَبْلَ أَنْ تُغْلَقَ أَبْوَابُ
السَّمَاءِ فَبَقِيَ فِي الْأَرْضِ . فَقَالَتْ أُخْرَى : أَسْقِيهِ وَ فِيهِ
رَمَقٌ ؟ فَقَالَتْ الْأُخْرَى : اسْقِيهِ ، لَا بَأْسَ عَلَيْكَ يَا أُخْتِي .

یعنی ” اس شخص کے حلق میں پانی جلدی ڈالو قبل اس کے کہ آسمان کے دروازے بند ہو جائیں اور ہم زمین پر ہی رہ جائیں۔ دوسری لڑکی نے کہا کہ میں کیسے پلاؤں اس میں تو جان باقی ہے؟ پہلی لڑکی نے کہا کہ پلا دو، اس میں کوئی حرج نہیں اے میری بہن “۔ چنانچہ اس لڑکی (حور) نے میرے حلق میں بھی پانی ڈال دیا۔

فَأَنَا مِنْذُ شَرِبْتُ ذَلِكَ الشَّرَابِ لَا أَحْتَاجُ إِلَى طَعَامٍ
وَ لَا شَرَابٍ .

یعنی ” جب سے میں نے وہ شربت پیا ہے اس وقت سے مجھے نہ کھانے کی ضرورت ہے اور نہ پینے کی “۔

برادران اسلام! جنتی نعمتوں کا مقام و شان نہایت اعلیٰ ہے۔ دعا کریں کہ ہمارا خاتمہ بالا ایمان ہو اور اللہ تعالیٰ ہمیں جنت نصیب فرمائیں۔

آمین ثم آمین۔

افسوس کہ آج ہم ہر وقت دنیا کی نعمتوں اور کھانے پینے کی چیزوں کے حصول ہی میں لگے رہتے ہیں اور ان کیلئے انتھک محنت و کوشش کرتے ہیں۔ مگر آخرت کی ہمیں کچھ فکر نہیں اور نہ اس کی نعمتوں کی طرف ہماری توجہ ہے۔ حالانکہ دنیاوی نعمتیں آخرت کی نعمتوں کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہیں۔

اس بات کی تائید مذکورہ صدر قصے سے ہوتی ہے۔ دیکھئے۔ اس بزرگ کو جنت کے پانی کے چند قطرے نصیب ہوئے جن کی لذت و غذائیت اتنی زیادہ تھی کہ انہیں ہمیشہ کیلئے کھانے پینے کی ضرورت نہ رہی۔ دنیا میں اگر انسان غم، بھوک اور افلاس میں مبتلا ہو جائے تو یہ چیزیں جلد ختم ہو جائیں گی کیونکہ دنیا چند روزہ ہے۔ اسی مضمون کا بیان ایک شاعر نے یوں کیا ہے۔

غم بھی گزشتی ہے خوشی بھی گزشتی
کر غم کو اختیار کہ گزرے تو غم نہ ہو

ایک شاعر کہتا ہے۔

مسکین حریص در ہمہ عالم ہے رود
او در قفائے رزق و اجل در قفائے او

یعنی ”انسان مسکین مال کا حریص ہے وہ حرص مال و دولت کی وجہ سے سارے عالم میں گھومتا ہے۔ افسوس کہ وہ رزق کے پیچھے لگا ہوا ہے اور موت اس کے پیچھے اسے گرفتار کرنے کے لئے لگی ہوئی ہے۔“

افسوس کہ آخرت سے غفلت بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ اس غفلت کا نتیجہ یہ ہے کہ دنیا میں بھی مفلسی ہے اور آخرت میں بھی مفلسی، جو بہت بڑی بدبختی ہے۔

ما أحسنَ الدينَ و الدنيا اذا اجتمعَا

و أقبحَ الكفرَ و الإفلاسَ بالرجل

”یہ کتنی اچھی بات ہے کہ کسی انسان میں دین و دنیا دونوں جمع ہوں، یعنی وہ دیندار بھی ہو اور دولت مند بھی ہو۔ اور کسی انسان میں کفر و افلاس کا جمع ہونا کتنی قبیح اور بُری بات ہے۔“

اس زمانے میں گناہوں کی کثرت ہے۔ فکرِ آخرت اور خوفِ خدا بہت کم ہے۔ لوگ اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہیں۔ بس لوگ رزق و مال کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ حلال و حرام کا فرق نہیں کرتے۔

اس زمانے کے اہل دنیا کے بارے میں کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

مفلسی ہے اور بیکاری بھی ہے

رشوتوں کی گرم بازاری بھی ہے

حق پرستوں کیلئے ہے قید و بند

اہلِ باطل کی طرفداری بھی ہے

اہلِ دنیا سے ہے بس اتنا سوال

آخرت کی کوئی تیاری بھی ہے

ڈھول، تاشے، پھول، باجہ، کھیل کود

اس پہ دعوائے وفاداری بھی ہے

ایک کتاب میں بعض سادات اولیاء اللہ کی یہ حکایت میں نے دیکھی۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں آبادی سے دور ایک دریا کے کنارے مدت مدید تک عبادت میں مصروف رہا۔ ایک بار عید الفطر کی نماز پڑھنے کیلئے قریب واقع ایک بستی میں گیا۔

نماز عید سے فارغ ہو کر جب میں واپس اپنے مکان (یعنی وہ جگہ جہاں وہ بزرگ علیحدگی میں عبادت کرتے تھے) میں آیا تو اپنی خلوت گاہ میں ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا لیکن دروازے میں ان کے قدموں کا کوئی نشان نہ تھا۔ مجھے تعجب ہوا کہ یہ مہمان بزرگ کہاں سے داخل ہوئے۔

نماز سے فراغت کے بعد دیر تک وہ مہمان بزرگ مصلے پر روتے رہے اور میں سوچ رہا تھا کہ آج عید کا دن ہے۔ ان کی خدمت میں کیا چیز پیش کروں کیونکہ یہ میرے مہمان ہیں۔ مگر میرے پاس کچھ بھی نہ تھا۔

انہوں نے یعنی مہمان نے کہا کہ آپ فکر نہ کریں غیب میں ایسی چیزیں ہیں جنہیں ہم نہیں جانتے۔ ہاں اگر آپ کے پاس پانی ہو تو لائیں۔ فرماتے ہیں کہ میں اٹھاتا کہ لوٹے میں پانی لاؤں۔

فوجدت عند الإبريق رَغِيفِينَ كَبِيرِينَ حَارِّينِ كَأَنَّهُمَا السَّاعَةُ خَرَجَا مِنَ الْفُرْنِ وَ لَوْزًا كَبِيرًا . یعنی ”میں نے لوٹے کے پاس دو بڑی روٹیاں پائیں جو گرم تھیں ، گویا وہ اسی وقت تنور سے نکالی گئی تھیں اور بڑے بڑے بادام بھی ملے“۔

میں نے یہ چیزیں اٹھا کر ان کے پاس رکھ دیں۔ انہوں نے روٹی توڑی اور بادام میرے سامنے رکھ دیئے اور فرمایا کھائیں۔ وہ بزرگ مجھے بادام کھلاتے رہے مگر انہوں نے خود صرف ایک یا دو بادام کھائے۔ فرماتے ہیں کہ مجھے بڑا تعجب ہوا کہ یہ کھانا کہاں سے آیا ہے؟ انہوں نے یعنی مہمان نے فرمایا کہ تعجب کی کوئی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ وہ جہاں بھی ہوں اپنی مراد پالیتے ہیں۔ مجھے اس بات سے مزید تعجب ہوا۔ میرے دل میں ان کی مواخاۃ یعنی دوستی کی طلب پیدا ہوئی۔

انہوں نے یعنی مہمان بزرگ نے فرمایا لا تعجل بطلب المواخاۃ فانا لا بدّ ان اعود إليك ان شاء الله تعالى . یعنی ”آپ طلب مواخاۃ (دوستی) میں جلدی نہ کریں۔ میں ان شاء اللہ پھر آپ کے پاس آؤنگا“۔

پھر وہ بزرگ مجھ سے پوشیدہ ہو گئے اور نہ معلوم کہاں گئے۔ مہمان کے اس حیرت انگیز واقعہ سے مجھے انتہائی تعجب ہوا۔

فلما كان الليلة السابعة من شوال اتاني و واخاني رحمه الله تعالى . یعنی ”جب شوال کی ساتویں رات تھی تو وہ بزرگ میرے پاس آئے اور بھائی بن گئے“۔

ایک بزرگ کی حکایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ سیروسیاحت کیلئے جنگل میں گیا۔ وہاں مجھے کئی دنوں تک کھانے پینے کیلئے کچھ نہ ملا۔ مجھے سخت پیاس لگی۔

اچانک ایک محل نظر آیا۔ میں اس کی طرف گیا کہ شاید کچھ کھانے پینے کو مل جائے۔ جب میں محل کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ اندر سے ایک درندہ نکل کر آرہا ہے۔ میں اندر داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص پشت کے بل قبلہ رخ پڑا ہے۔ میں نے اسے حرکت دی لیکن وہ مردہ تھا۔ میں سمجھ گیا کہ وہ درندہ اسے کھانے کیلئے آیا ہوگا مگر اللہ تعالیٰ نے درندے سے اسے محفوظ رکھا۔

پھر میں محل سے باہر نکلا تاکہ میت کے کفن دفن کا انتظام کروں حالانکہ سخت پیاس کی وجہ سے مجھ میں یہ سکت نہ تھی۔ اتنے میں جنگل سے ایک شخص غیب سے نمودار ہوا۔ یہ کوئی ولی اللہ تھے۔ سلام کے بعد وہ ولی اللہ کہنے لگے۔

جَهَّزْتَ الْفَقِيرَ؟ قُلْتُ: لَا، يَا سَيِّدِي. قَالَ: بِسْمِ

اللَّهِ تَمْضِي مَعِيَ إِلَى رَأْسِ الْجَبَلِ. فَإِنَّ فِيهِ عَيْنَ مَاءٍ.

یعنی ”کیا آپ اس فقیر کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہو گئے ہیں؟ میں نے کہا نہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کا نام لیکر میرے ساتھ اس پہاڑ پر چڑھیں۔ وہاں پانی کا چشمہ ہے۔“

چنانچہ میں اس غیبی شخص کے ساتھ پہاڑ پر گیا۔ وہاں چشمہ پر ایک مشکیزہ ملا۔ میں نے پیٹ بھر کر پانی پیا۔ اس شخص کے پاس ایک لوٹا تھا۔ ہم نے لوٹا اور مشکیزہ بھر لیا اور اس فقیر کی میت کے پاس واپس آئے۔ اُسے غسل دیا اور اس کے اپنے کپڑے کا اسے کفن پہنایا۔ نماز جنازہ پڑھی اور اسے دفن کیا۔

تکفین و تدفین سے فراغت کے بعد وہ بزرگ فرمانے لگے کہ یہ متوفی فقیر اکابر اولیاء اللہ میں سے تھے۔ مگر خود اس فقیر کو اس بات کا علم نہ تھا کہ وہ اولیاء اللہ میں سے ہیں لائنہ کان یتقی مولاهُ فأخفاهُ .
یعنی ” چونکہ یہ اللہ تعالیٰ سے بہت ڈرتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو پوشیدہ رکھا “ ۔

ثم غاب عني كأنه قد اختطف من جانبي فوَقفتُ
على القبر و قرأتُ شيئاً من القرآن وأهديته الى الفقير .
وسألتُ الله بحرمته . فأجابني و وجدتُ بركته زماناً طويلاً .
یعنی ” پھر وہ غیبی بزرگ مجھ سے اچانک غائب ہو گئے گویا کہ میرے پاس سے انہیں اٹھالیا گیا۔ پھر میں نے (اس فقیر کی) قبر کے پاس کچھ قرآن پاک کی تلاوت کی اور اس کا ثواب اس میت کو بخشا اور اس کے وسیلہ سے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی اور مدت تک میں اس دعا کی برکت سے مستفیض ہوتا رہا “ ۔

احباب کرام ! اللہ والوں کے رزق اور ان کی ضروریات کا انتظام اس طرح غیب سے کیا جاتا ہے۔

آہ ، آہ افسوس ، صد افسوس موت قریب آرہی ہے۔
آخرت قریب ہو رہی ہے۔ قبر قریب آرہی ہے۔ حساب کا وقت قریب ہو رہا ہے۔ ذرے ذرے کے برابر برے اعمال کا حساب ہوگا۔ فمن يعمل مثقال ذرة خيراً يره و من يعمل مثقال ذرة شراً يره . یعنی ” جس نے ذرے کے برابر نیک عمل کیا ہوگا وہ اسے محشر

میں دیکھ لے گا اور جس نے ذرے کے برابر بُرا عمل کیا ہوگا وہ اسے قیامت میں دیکھ لے گا۔“

سخت منازل آنے والی ہیں۔ ان کیلئے تیاری کرنی چاہئے۔ محنت کرنی چاہئے۔ مگر لوگ خواب غفلت میں سوئے ہوئے ہیں، موت سے غافل ہیں، قبر کی سختیوں سے غافل ہیں، حسابِ عقبی سے غافل ہیں، آخرت سے غافل ہیں۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

اتنی غفلت تو نہ کر اے دل خدا کے واسطے

فکر کر کچھ تو بھلا روزِ جزا کے واسطے

نفس کے تابع رہے ایسے کہ بھولے، آہ، وہ

آئے تھے دنیا میں ہم جس مدعا کے واسطے

بیٹھ کنجِ صبر میں قسمت میں جو ہے پائیگا

مت اٹھا رنج و عنایہ گنج و غنا کے واسطے

مال و زر ملک و زمیں فوج و سپہ گنج و حشم

کسب کس کو ہے بقا ہے سب فنا کے واسطے

ہے تکبر زر پہ لا حاصل کہ بعد از مرگ بس

ایک ہی رستہ ہے سب شاہ و گدا کے واسطے

گر تو قارونِ زمانہ بھی ہوا تو کیا ہوا

آخرش تو چیونٹیوں کی ہے غذا کے واسطے

آج جو دینا ہے دے لے کل خدا جانے یہ مال

ہوگا کس بیگانہ و نا آشنا کے واسطے

کام وہ کر لے تو پیارے جس کے باعث گور میں

باغِ رضواں سے کھلے کھڑکی ہوا کے واسطے

ایک مرد صالح فرماتے ہیں کہ میں اور ابوعلی بدوی رحمۃ اللہ تعالیٰ ایک

دفعہ ایک ولی اللہ کی زیارت کیلئے نکلے۔ فرماتے ہیں کہ دورانِ سفر ایک

جنگل و بیابان میں ہمیں سخت بھوک لگی۔

فاذا بثعلب يحفر الأرض ويخرج منها كمأة ويرمي

بها إلينا .

یعنی ” اچانک (ہم نے دیکھا کہ) ایک لومڑی زمین کھود رہی

ہے اور اس میں سے کھمبیاں نکال کر ہماری طرف پھینک رہی ہے “

ہم نے حسبِ ضرورت کھمبیاں کھائیں۔ پھر آگے چلے تو دیکھا کہ

ایک بہت بڑا درندہ سویا ہوا ہے۔ ہم اس کے قریب گئے تو معلوم ہوا کہ

وہ اندھا ہے۔ ہم اس درندے کی کیفیت و حالت پر تعجب کرتے ہوئے

ابھی کھڑے ہی تھے اور سوچ رہے تھے کہ یہ تو اندھا ہے اسے خوراک

کہاں سے اور کس طرح حاصل ہوتی ہوگی کہ اتنے میں ایک کو آ آیا۔ معہ

قِطْعَةٌ لَحْمٍ كَبِيرَةٌ . فَضْرَبَ بِجَنَاحَيْهِ عَلَى أُذُنِ السَّبُعِ

فَفْتَحَ فَمَهُ فَطَرَحَ فِيهِ الْقِطْعَةَ .

یعنی ” اس کوئے کی چونچ میں گوشت کا ایک بہت بڑا ٹکڑا

تھا۔ اس نے اپنے پر اس درندے کے کانوں پر مارے۔ درندے نے

منہ کھولا اور کوئے نے وہ گوشت کا ٹکڑا اس کے منہ میں ڈال دیا “

ابوعلی نے مجھے فرمایا کہ قدرت کی یہ علامت ہماری عبرت کیلئے

ہے۔ دیکھئے۔ اللہ تعالیٰ کی رازقیت کا عجیب مظاہرہ، اللہ تعالیٰ نے غیب سے یہ کوٹا اس نابینا درندے کو رزق پہنچانے پر مقرر فرمایا ہے۔
پھر ہم اور آگے گئے تو ہماری نگاہ ایک جھونپڑی پر پڑی۔ ہم اس کے قریب گئے۔

فَإِذَا فِيهِ عَجُوزٌ كَبِيرَةٌ لَيْسَ عِنْدَهَا شَيْءٌ وَعَلَىٰ بَابِ الْكُوْخِ حَجَرٌ مَّنْقُورٌ . یعنی ” (ہم نے وہاں جا کر دیکھا تو) اس میں ایک بڑھیاتھی جس کے پاس کسی قسم کی کوئی چیز نہ تھی۔ اور دروازے کے قریب ایک پتھر پڑا تھا جس میں گڑھا (سوراخ) تھا۔“
فرماتے ہیں کہ ہم نے اندر داخل ہو کر سلام کیا اور اس بڑھیاء کے پاس بیٹھ گئے۔ وہ عبادت میں مصروف تھی۔

نمازِ مغرب کے بعد وہ جھونپڑی سے باہر نکلی۔ اس کے ہاتھ میں دو روٹیاں اور کچھ کھجوریں تھیں۔ اس نے ہمیں کہا کہ اندر جاؤ جو چیز مل جائے کھاؤ۔ ہم نے اندر جا کر دیکھا تو چار روٹیاں اور دو ٹکڑے کھجوروں کے پڑے تھے۔ حالانکہ وہاں قریب قریب کہیں بھی کھجور کا درخت نہیں تھا۔

پھر تھوڑی دیر کے بعد بادل آکر برسوا اور پتھر میں جو گڑھا (سوراخ) تھا وہ بھر گیا۔ پتھر کے علاوہ کسی جگہ بارش کا ایک قطرہ بھی نہ گرا، یعنی صرف پتھر پر بارش ہوئی۔ ہم نے پوچھا کہ آپ کتنی مدت سے یہاں مقیم ہیں؟ بڑھیاء نے کہا ستر سال سے۔

سبعين سنة هكذا حالي مع مولاى فى قوتى و

شَرَابِي كَمَا تَرُونَ .

یعنی ”ستر سال سے میرا حال اپنے مولیٰ (اللہ تعالیٰ) کے ساتھ کھانے پینے کے معاملات میں ایسا ہی ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔“

ہم نے پانی کے متعلق دریافت کیا۔ بڑھیا نے جواب دیا کَلَّ لَيْلَةَ تَجِي هَذِهِ السَّحَابَةُ فِي الصَّيْفِ وَالشِّتَاءِ وَ هَذَانِ الرَّغِيفَانِ وَالْتَمَرِ .

یعنی ”ہرات یہ بدلی آکر برستی ہے سردیوں میں بھی اور گرمیوں میں بھی اور یہ دو روٹیاں اور کھجوریں بھی اسی طرح ہرات پہنچتی ہیں۔“

پھر اس بڑھیا نے پوچھا۔ کہاں جا رہے ہو؟ ہم نے کہا کہ ابونصر سمرقندی کی زیارت کرنے جا رہے ہیں۔ بڑھیا نے کہا۔ رجل صالح .

يا أَبَانَصْر! تَعَالِ إِلَى الْقَوْمِ . فَإِذَا أَبُونَصْرٍ قَائِمٌ عِنْدَنَا . فَسَلِّمْ عَلَيْنَا . وَ سَلِّمْنَا عَلَيْهِ .

یعنی ”ابونصر تو صالح انسان ہیں۔ پھر بڑھیا نے آواز دی کہ اے ابونصر! ان لوگوں کے پاس آجائیے۔ پس اچانک حضرت ابونصر ہمارے سامنے نمودار ہوئے۔ انہوں نے ہمیں سلام کہا اور ہم نے انہیں سلام کا جواب دیا۔“

پھر بڑھیا نے کہا اِذَا اطَاعَ الْعَبْدُ مَوْلَاهُ اطَاعَهُ مَوْلَاهُ .

یعنی ”جب بندہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کرے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کے امور اور اس کی ضروریات کو پورا فرماتے ہیں۔“

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں

نے جنگل کے ایک چرواہے سے کہا کہ مجھے دودھ یا پانی چاہئے۔ چرواہے نے کہا کہ دونوں چیزیں موجود ہیں۔ آپ کونسی چیز پسند فرمائیں گے؟ میں نے کہا پانی۔ اس نے اپنی لاٹھی ایک پتھر پر ماری۔ پتھر سے چشمہ پھوٹ پڑا۔ میں نے پانی پیا۔

فَإِذَا هُوَ أَبْرَدَ مِنَ الثَّلْجِ وَ أَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ . یعنی ”وہ پانی برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ میٹھا تھا“ -

میں حیران رہ گیا۔ چرواہے نے کہا لا تَتَعَجَّبْ فَإِنَّ الْعَبْدَ إِذَا أَطَاعَ مَوْلَاهُ أَطَاعَهُ كُلُّ شَيْءٍ . یعنی ”بندہ جب اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے تو ہر شے اس کی اطاعت کرتی ہے“ -

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں کہ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک دفعہ شہر مدائن میں ایک مہمان آیا۔ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مہمان کو ساتھ لیکر شہر سے باہر نکلے اور جنگل میں گئے۔ وہاں بہت سارے ہرن اور پرندے دیکھے۔ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

لِيَأْتِنِي ظَبْيٌ وَ طَيْرٌ مِّنْكَنَّ سَمِينَانَ فَقَدْ جَاءَنِى ضَيْفٌ وَ أَحَبُّ إِكْرَامِهِ فَجَاءَ كِلَاهُمَا . یعنی ”تم میں سے ایک موٹا ہرن اور ایک موٹا پرندہ میرے پاس آجائے کیونکہ میرا مہمان آیا ہوا ہے جس کی میں تعظیم اور اکرام کرنا چاہتا ہوں (یعنی گوشت کھلانا چاہتا ہوں) پس ایک ہرن اور ایک پرندہ دونوں (حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس) آگئے“ -

مہمان بڑا حیران ہوا اور کہنے لگا سبحان اللہ، اے سلمان! آپ کیلئے پرندے (اور ہرن) مسخر کر دیئے گئے ہیں۔ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اَفْتَعَجَبَ مِنْ هَذَا، هل رأيتَ عَبْدًا اطَاعَ اللهَ فَعَصَاهُ شَيْءٌ .

یعنی ”آپ اس بات سے متعجب ہوئے ہیں (یعنی تعجب کی کوئی بات نہیں) کیا آپ نے کوئی ایسا بندہ بھی دیکھا ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہو اور پھر مخلوق میں سے کوئی چیز اس بندہ کی اطاعت نہ کرے (یعنی جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے مخلوق میں سے ہر چیز اس کی اطاعت کرتی ہے)۔“

عبدالواحد بن زید رحمہ اللہ تعالیٰ ایک بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اور حضرت ایوب سختیانی رحمہ اللہ تعالیٰ سفر پر گئے۔ ہم ملک شام کے ایک راستے پر جا رہے تھے۔ ہم نے دیکھا کہ ایک سیاہ رنگ کا آدمی لکڑیوں کا گٹھاسر پہ اٹھائے آ رہا ہے۔ وہ قریب آیا تو میں نے اس سے بطور امتحان پوچھا۔

یا اَسْوَدُ! مَنْ رَبُّكَ؟ یعنی ”اے کالے رنگ والے! تیرا رب کون ہے؟“ اس نے کہا۔ لثلی تقول هذا؟ ثم رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ وَ قَالَ: إِلَهِي حَوْلَ هَذَا الْحَطَبِ ذَهَبًا .

فَإِذَا هُوَ ذَهَبٌ . یعنی ”آپ مجھ جیسے انسان سے یہ سوال کر رہے ہیں؟ پھر اس نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہا۔ اے اللہ! آپ ان لکڑیوں کو سونا بنا دیں۔ پس اچانک وہ لکڑیاں سونا بن گئیں۔“

پھر اس نے کہا کہ آپ نے یہ دیکھ لیا؟ ہم نے کہا۔ جی ہاں۔
پھر کہا۔

اللَّهُمَّ رُدَّهُ حَطْبًا فَصَارَ حَطْبًا كَمَا كَانَ أَوْلًا . یعنی
” اے اللہ! آپ اس سونے کو دوبارہ لکڑیوں کا گٹھا بنا دیں۔ پس وہ
سونے پہلے کی طرح لکڑیوں کا گٹھا بن گیا۔ “

کسی نے کیا خوب کہا ہے سَلُّوا الْعَارِفِينَ فَإِنَّ عَجَائِبَهُمْ لَا
تَفْنَى . یعنی ” عارفین (اللہ والوں) سے احوال معرفت و طریقت پوچھا
کرو کیونکہ ان کے عجائبات فنا اور ختم نہیں ہوتے “۔

حضرت عبدالواحد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اس عبدِ اسود
(سیاہ رنگ والے آدمی) سے سخت شرمندہ اور حیران ہوا۔ وَاسْتَحْيَيْتُ
مِنْهُ حَيَاءً مَا اسْتَحْيَيْتُ مِثْلَهُ قَبْلَ هَذَا مِنْ أَحَدٍ قَطُّ . یعنی
” میں ان کے سامنے اتنا شرمندہ ہوا کہ اتنا شرمندہ کبھی کسی کے سامنے
نہیں ہوا تھا “۔

پھر میں نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ کے پاس کھانا ہے؟ انہوں
نے سامنے کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا ، فَاذَا بَيْنَ أَيْدِينَا جَامٍ فِيهِ
عَسَلٌ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ الثَّلْجِ وَ أَطْيَبُ رِيحًا مِنَ الْمِسْكِ .
یعنی ” فوراً ہمارے سامنے شہد کا ایک بڑا پیالہ نمودار ہوا جو
برف سے زیادہ سفید اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا “۔

انہوں نے فرمایا۔ کھاؤ۔ فَوَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ لَيْسَ هَذَا
مِنْ بَطْنِ نَحْلِ . فَأَكَلْنَا فَمَا رَأَيْنَا شَيْئًا أَحْلَى مِنْهُ . فَتَعَجَّبْنَا

فقال : ليس العارفُ مَنْ تعجَّبَ من آياتِ الله . فَمَنْ تعجَّبَ فاعلمَ أَنَّهُ بعيد من الله . و مَنْ عبدَ الله على رؤيةِ الآياتِ فَإِنَّه جاهل بالله .

یعنی ” قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں یہ شہد مکھی کے پیٹ سے نکلا ہوا نہیں۔ پس ہم نے وہ شہد کھایا اور اس سے زیادہ میٹھی چیز ہم نے کبھی نہیں کھائی۔ ہمیں بڑا تعجب ہوا۔ انہوں نے فرمایا کہ عارف باللہ (اللہ تعالیٰ کی ذات کی معرفت رکھنے والا) اللہ تعالیٰ کی نشانیوں اور اس کی قدرت کے کرشموں سے حیران نہیں ہوتا اور جو حیران ہو تو سمجھ لو کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دور ہے (یعنی اسے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل نہیں ہے) اور جو آدمی اس قسم کے کرشموں سے متاثر ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت سے ناواقف ہے۔“

احباب کرام! مذکورہ قصے سے آپ کو معلوم ہوا کہ دنیا میں ایسے بزرگ بھی گزرے ہیں جو بظاہر تو کالے رنگ کے تھے اور حقیر و ذلیل نظر آتے تھے مگر واقعہ میں وہ اللہ تعالیٰ کے اتنے محبوب تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کی ہر دعا قبول فرماتے رہے اور انہیں غیب سے رزق پہنچاتے رہے۔ اصل مقصود حب اللہ و حب الرسول ہے، ایمان ہے، عبادۃ اللہ ہے، ذکر اللہ ہے۔ ایمان کامل کے بعد اللہ تعالیٰ کی محبت و عبادت میں استغراق حاصل ہو جائے تو اللہ تعالیٰ غیب سے رزق کے دروازے کھول دیتے ہیں۔

عمر خیام اللہ تعالیٰ کے عشق میں مستغرق ہونے کی دعا کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

یارب بکشائے بر من از رزق درے

بے منت مخلوق رساں ما حضرے

از بادہ چناں مست نگہدار مرا

کز بے خبری نباشدم درد سرے

(۱) ”اے اللہ! مجھ پر رزق کا دروازہ کھول دیجئے۔ مخلوق کی منت و احسان کے بغیر مجھے رزق نصیب فرمائیے۔“

(۲) جنتی شراب کی محبت سے مجھے ایسا مست رکھئے کہ بے ہوشی کی وجہ سے کسی غم اور درد سر کا خیال نہ رہے۔“

زندگی گزر رہی ہے مگر ہم خوابِ غفلت میں سو رہے ہیں۔ آخرت سے غفلت ہے۔ خدا تعالیٰ کی عبادت سے غفلت ہے۔ ذکر اللہ سے غفلت ہے۔ اقترَب للناس حسابہم و ہم فی غفلة معرضون . یعنی ”حسابِ آخرت کا وقت قریب ہو رہا ہے اور لوگ غفلت میں ہیں اعراض کرتے ہوئے“۔ عمر خیام فرماتے ہیں۔

ہنگام سفیدہ دم خروش سحری دانی کہ چرا ہے کند نوحہ گری

یعنی کہ نمودند در آئینہ صبح کز عمر شبے گزشت و تو بے خبری

مطلب یہ ہے کہ ”صبح اور مرغِ نوحہ کرتے ہوئے تجھے یہ صدا دیتے ہیں کہ صبح کی یہ سفیدی آئینے کی طرح تجھے یہ بتا رہی ہے کہ تیری زندگی کی ایک رات اور گزر گئی اور تو بے خبر ہے۔“

ابوسعید حراز رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں ایک بار جنگل میں تھا۔ مجھے سخت بھوک لگی۔ میرے نفس نے مجھ سے مطالبہ کیا کہ اللہ تعالیٰ سے کھانا مانگ۔ میں نے اسے کہا۔

ما هذا من فعل المتوكلين اهل الهمم . یعنی ” یہ باہمت اہل توکل کا کام نہیں ہے “۔

پھر میرے نفس نے مطالبہ کیا کہ اللہ تعالیٰ سے صبر مانگ۔ جب میں نے اس کا ارادہ کیا تو ہاتفِ نبی نے یہ اشعار پڑھے۔

و يزعم انه منا قريبُ وانا لا نضيعُ من اتانا
فهم ابو سعيد سؤل صبر كائنا لا نراه ولا يرانا
(۱) یعنی ” بندہ کو یہ یقین ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہے۔ اور واقعی ہم اس کو ضائع نہیں کرتے جو ہماری طرف آئے۔

(۲) ابوسعید نے صبر کی درخواست کا ارادہ کیا گویا کہ ہم اُسے نہیں دیکھتے اور نہ وہ ہماری قدرت کو دیکھتا ہے “۔

حضرات! یہ بڑے بزرگوں کا مقام ہے کہ وہ اعلیٰ درجے کے توکل کی بنا پر انتہائی تنگدستی اور بھوک کی حالت میں بھی اللہ تعالیٰ سے کھانے کا سوال نہیں کرتے۔ عام مسلمان اس درجہ کے متوکل نہیں ہوتے اور نہ ہو سکتے ہیں۔ لہذا ہمیں ہر وقت اللہ تعالیٰ سے اس کی مدد و نصرت کی دعا کرنی چاہئے اور ہر چھوٹی بڑی پریشانی میں اس کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔

دیکھئے۔ ابراہیم علیہ السلام آگ میں گرے ہوئے تھے مگر انہوں

نے فرشتے کی مدد کو ٹھکرا دیا اور فرمایا کہ میرا رب مجھے دیکھ رہا ہے۔ کیونکہ ابراہیم علیہ السلام دوستی کے بلند مقام پر فائز تھے۔

ابوالعباس احرار رحمہ اللہ تعالیٰ ایک بڑے عابد و زاہد اور بزرگ گزرے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک اسلامی بھائی یعنی سلوک و ذکر اللہ کے راستے کے رفیق اور دوست کو مکہ مکرمہ میں چھوڑ دیا اور میں خود کسی خاص ضرورت کی خاطر ملک مصر آ گیا۔ پھر کچھ مدت کے بعد وہ اسلامی بھائی اور دوست میرے پاس آیا۔ مجھے اس کے آنے کی بہت خوشی ہوئی۔ اس نے کہا۔

يَا أَخِي ! أَنَا جَائِعٌ . یعنی ” اے میرے بھائی ! میں بھوکا ہوں“ ۔ میں نے اسے کہا کہ میرے پاس تو کھانے کیلئے کچھ بھی نہیں ہے اور میں کسی سے مانگتا بھی نہیں۔

فَمَا تَمَّ كَلَامِي مَعَهُ حَتَّى دَخَلَ مِنْ شُبَاكِ الْبَيْتِ
عَصْفُورٌ كَبِيرٌ . وَ أَلْقَى فِي حِجْرِي قِيرَاطًا كَبِيرًا . فَأَخَذْتُهُ
وَ اشْتَرَيْتُ لَهُ بِهِ شَيْئًا فَأَكَلَهُ .

یعنی ” اس کے ساتھ میری بات ابھی پوری نہیں ہوئی تھی کہ مکان کے روشندان سے ایک بڑا پرندہ اندر داخل ہوا اور ایک بڑا موتی اس نے میری گود میں ڈال دیا۔ میں نے اسے اٹھالیا اور کھانے کی کوئی چیز خریدی۔ پھر اس (میرے بھائی) نے وہ چیز کھائی“ ۔

افسوس..... آج ایسے بزرگ بہت کم ملتے ہیں۔ آجکل کے مسلمانوں کی حالت کسی شاعر نے یوں بیان کی ہے۔

فرقہ آرائی کی زنجیروں میں ہیں مسلم اسیں
 اپنی آزادی بھی دیکھ ان کی گرفتاری بھی دیکھ
 دیکھ مسجد میں شکستہ رشتہ تسبیح شیخ
 بت کدے میں برہمن کی پختہ زناری بھی دیکھ
 کافروں کی مسلم آئینی کا نظارہ بھی دیکھ
 اور اپنے مسلموں کی مسلم آزاری بھی دیکھ
 جس کو ہم نے آشنا لطفِ تکلم سے کیا
 اُس حریفِ بے زباں کی گرم گفتاری بھی دیکھ
 قافلہ دیکھ اور ان کی برق رفتاری بھی دیکھ
 رہرو درماندہ کی منزل سے بیزاری بھی دیکھ

ایک شخص کہتا ہے کہ میں ایک دفعہ ایک بزرگ کے پاس گیا۔
 ان کے گھر میں دنیاوی ساز و سامان میں سے کوئی چیز نہ تھی۔ میں نے
 پوچھا کیا وجہ ہے کہ آپ کے گھر میں دنیا کا کوئی سامان نہیں ہے؟ انہوں
 نے فرمایا۔

لَنَا دَارَانِ إِحْدَاهُمَا دَارِ أَمْنٍ وَالْآخَرَى دَارُ خَوْفٍ
 فَمَا يَكُونُ لَنَا مِنَ الْأَمْوَالِ نَدَّخِرُهُ فِي دَارِ الْأَمْنِ يَعْنِي نُقَدِّمُهُ
 لِلدَّارِ الْآخِرَةِ .

یعنی ” ہمارے رہنے کی دو جگہیں ہیں۔ ایک دارِ امن ہے اور
 دوسرا دارِ خوف۔ چنانچہ ہم اپنے مال کو دارِ امن یعنی آخرت میں ذخیرہ
 کرتے ہیں۔ “

میں نے عرض کیا کہ اس دنیاوی رہائشگاہ میں بھی تو کچھ سامان ہونا چاہئے۔ فرمانے لگے۔ اِنَّ صَاحِبَ هَذَا الْمَنْزِلِ لَا يَدْعُنَا فِيهِ . یعنی ” اس مکان کا مالک ہمیں اس میں نہیں رہنے دیتا “ ۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے یہ عبرت کی جاہے تماشا نہیں ہے
بعض بزرگوں کا ایک زرین قول ہے، فرماتے ہیں۔

الدُّنْيَا عَارِيَةٌ أَوْ وَدِيعةٌ وَلَا بَدَّ لِلْمُعِيرِ أَنْ يَرْجِعَ فِي عَارِيَتِهِ وَ لِلْمُودِعِ أَنْ يَأْخُذَ وَدِيعَتَهُ . یعنی ” یہ دنیا اور دنیاوی زندگی عاریہ (مانگی ہوئی چیزیں) ہیں یا بطور امانت (ہمارے پاس) ہیں۔ اور عاریہ دینے والا اور امانت کا مالک کسی وقت بھی اپنی چیز واپس لے سکتا ہے “ ۔ کسی شاعر نے کہا ہے۔

وَمَا الْمَالُ وَالْأَهْلُونَ إِلَّا وَدِيعةٌ

وَلَا بَدَّ يَوْمًا أَنْ تُرَدَّ الْوَدَائِعُ

یعنی ” یہ مال اور اہل، امانت ہیں۔ یہ امانتیں ضرور ایک دن واپس کرنی ہوں گی “ ۔

دوستو! آج دنیاوی بازار آباد ہیں مگر روح و قلب کے بازاروں میں تباہی دکھائی دے رہی ہے۔ ہر آدمی کو روٹی کی فکر لگی ہوئی ہے۔ حالانکہ اگر صحیح معنوں میں انسان خدا کا بندہ بن جائے تو روٹی اور دیگر کھانے پینے کی چیزیں غیب سے پہنچائی جاتی ہیں۔ جیسا کہ آپ کو سابقہ حکایات سے معلوم ہوا کہ خدا مل گیا تو سب کچھ مل گیا۔

میں یہ نہیں کہتا کہ رزق کے حصول کیلئے انسان کو کوشش نہیں کرنی چاہئے بلکہ رزقِ حلال کے حصول کیلئے محنت اور کوشش کرنا مسنون اور عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ بھی اس سے خوش ہوتے ہیں۔

بلکہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ انسان کا مقصود و مطلوب حقیقی عبادت ہے، ذکر اللہ ہے، رضائے خدا تعالیٰ ہے۔ اس لئے تحصیلِ رزق کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی بجا آوری بھی ضروری ہے۔ احکامِ ربانیہ کو پس پشت نہیں ڈالنا چاہئے۔ یعنی حصولِ رزق کے دوران بھی یہ کوشش کرنی چاہئے کہ ہم سے کوئی حکمِ خداوندی چھوٹنے نہ پائے۔ یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔ کسی شاعر نے کہا ہے۔

ساری دنیا آپ کی حامی سہی ہر قدم پر میری ناکامی سہی

نیک نام اسلام میں رکھے خدا کفر کی دنیا میں بدنامی سہی

ایک کتاب میں ایک بزرگ کا یہ واقعہ میری نظر سے گزرا۔ وہ بزرگ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں بازار گیا۔ میرے ساتھ میری حبشیہ لونڈی بھی تھی جو کہ بڑی عابدہ و زاہدہ اور نیک تھی۔ میں نے اسے ایک جگہ بٹھایا اور کہا کہ مجھے ایک کام ہے۔ میرے واپس آنے تک یہیں بیٹھنا، کہیں ادھر ادھر نہ جانا۔

میں جب کام سے فارغ ہو کر واپس آیا تو وہ لونڈی وہاں موجود نہ تھی۔ مجھے اس پر بڑا غصہ آیا۔ میں واپس اپنے گھر آ گیا۔ اتنے میں وہ بھی آگئی اور کہنے لگی۔

إِنَّكَ أَجْلَسْتَنِي بَيْنَ قَوْمٍ لَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ فَخَشِيتُ
 أَنْ يَنْزِلَ بِهِمْ خَسْفٌ وَأَنَا مَعَهُمْ .
 یعنی ” آپ مجھے ایسے لوگوں میں بٹھا کر گئے جو ذکر اللہ نہیں
 کر رہے تھے۔ مجھے ڈر ہوا کہ ان پر عذابِ خسف (زمین میں دھنسا) نازل
 ہو جائیگا اور میں بھی ان کے ساتھ ہوگی (اس لئے میں وہاں سے اٹھ کر
 کہیں اور چلی گئی) “ -

وہ بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے اسے کہا کہ اس اُمت پر نبی علیہ
 الصلاة والسلام کی برکت سے عذابِ خسف نازل نہیں ہوگا۔ وہ کہنے لگی۔
 إِنَّ رُفِعَ عَنْهُمْ خَسْفَ الْمَكَانِ فَمَا رُفِعَ عَنْهُمْ خَسْفُ
 الْقُلُوبِ . يَا مَنْ خَسِفَ بِمَعْرِفَتِهِ وَ قَلْبِهِ وَ هُوَ فِي غَفْلَةٍ
 بَادِرٌ إِلَىٰ حِمِيَّتِكَ وَ دَوَائِكَ قَبْلَ مَوْتِكَ وَ فَنَائِكَ .

یعنی ” اگرچہ خسفِ مکان (زمین میں دھنسا) اٹھایا گیا ہے لیکن
 خسفِ قلوب تو نہیں اٹھایا گیا۔ اے برادر! تیرے قلب و معرفتِ قلبی پر
 عذاب نازل ہو چکا ہے اور تو غفلت میں ہے۔ لہذا موت سے قبل تو اپنا
 علاج کر “ -

پھر اس باندی نے وعظ و نصیحت کے یہ اشعار پڑھے۔

هَلُمُّوا بِنَا نَذْرِي الدُّمُوعَ تَأْسُفًا

بِأَلَاءِ الْمَعَاصِي فَوْقَ كُلِّ بَلَاءٍ

لَعَلَّ إِلَهِي أَنْ يَمُنَّ بِجَمْعِنَا

فَقَدْ طَالَ فِي سِجْنِ الْفِرَاقِ عَنَائِي

فِيَا مُهَجَّتِي لَا تَزُكِّي الْحَزْنَ سَاعَةً

وَ يَا مُقَلَّتِي هَذَا أَوْأَنْ بُكَائِي

(۱) یعنی ” ہمیں یہیں ٹھہرادو۔ تاکہ ہم غم کے آنسو بہائیں۔ گناہوں کی مصیبت تمام مصائب سے سخت تر ہے۔

(۲) شاید اللہ تعالیٰ ہماری جماعت پر احسان فرمائیں۔ قیدِ فراق میں مدت سے تکلیف اٹھا رہی ہوں۔

(۳) اے میرے نفس! ایک ساعت بھی فکرِ آخرت ترک نہ کرنا۔ اور اے میری آنکھ! اب رونے کا وقت ہے۔“

شیخ ابو عامر و اعظ رحمہ اللہ تعالیٰ بڑے نیک اور صالح انسان گزرے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی ایک لونڈی، جو عارفہ باللہ اور نیک تھی، کو کہا کہ آئیے آج بازار چلتے ہیں۔ رمضان المبارک کا مہینہ آرہا ہے اس کے لئے کچھ کھانے پینے اور دیگر ضروریات کی چیزیں خریدیں گے۔ تو اس نے کہا۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ الْأَشْهُرَ عِنْدِي شَهْرًا وَاحِدًا

و لَمْ يَجْعَلْ لِي شُغْلًا بِالدُّنْيَا .

یعنی ” الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے سارے مہینے میرے نزدیک ایک مہینہ کی طرح کر دیئے ہیں اور مجھے دنیاوی امور میں مشغول ہونے سے محفوظ رکھا ہے۔“

شیخ ابو عامر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ لونڈی صائمۃ الدہر، قائم اللیل اور اولیاء اللہ میں سے تھی۔ ہر وقت ذکر اللہ اور عبادت میں مشغول

رہتی تھی۔

جب عید قریب آئی تو میں نے اسے کہا کہ صبح سویرے بازار چلیں گے تاکہ عید کیلئے کچھ اشیاء خریدیں۔ اس نے کہا یا مولائی! ما أعظمَ شغلكَ بالدُّنیا . یعنی ” اے میرے مالک! آپ دنیاوی امور کا کتنا زیادہ شغل رکھتے ہیں “۔

پھر وہ اپنے عبادت خانہ میں جا کر نماز میں مصروف ہو گئی۔ نماز میں قراءت کے وقت جب اس آیت پر پہنچی و يُسْقَى مِنْ مَاءٍ صَدِيدٍ . سورة ابراہیم پ ۱۳۔ ” اور پلایا جائیگا اسے یعنی دوزخی کو دوزخ میں پیپ کا پانی “ تو بار بار یہی آیت پڑھتی رہی ، حتی صَاحَتْ صَبِيحَةً وَاحِدَةً فَارَقَتْ فِيهَا الدُّنْيَا . یعنی ” پڑھتے پڑھتے اس نے ایب بیچ ماری جس کے ساتھ وہ دنیا سے رخصت ہو گئی “۔

یہ پوری آیت اور اس سے اگلی آیت سُن لیں۔ مِنْ وَرَائِهِ جَهَنَّمُ وَ يُسْقَى مِنْ مَاءٍ صَدِيدٍ يَتَجَرَّعُهُ وَ لَا يَكَادُ يُسِيغُهُ وَ يَأْتِيهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَ مَا هُوَ بِمَيِّتٍ وَ مِنْ وَرَائِهِ عَذَابٌ غَلِيظٌ .

یعنی ” اس کے پیچھے دوزخ ہے اور اسے پیپ کا پانی پلایا جائیگا۔ وہ اسے گھونٹ گھونٹ پئے گا اور گلے سے نہیں اتار سکے گا۔ اور ہر طرف سے اسے موت آرہی ہوگی مگر وہ مرے گا نہیں۔ اور اس کے پیچھے مزید سخت عذاب ہوگا “۔

حدیث شریف میں ہے کہ فرشتے لوہے کا گرز سر پر مار کر زبردستی

دوزخیوں کے منہ میں پیپ والا پانی ڈالیں گے۔ جس وقت وہ پیپ والا پانی منہ کے قریب کریں گے تو شدت حرارت سے دماغ اور سر کی کھال اتر کر نیچے لٹک جائے گی۔ وہ پیپ والا پانی منہ میں پہنچ کر گلے میں پھنس جائیگا اور بڑی تکلیف و اذیت کے ساتھ ایک ایک گھونٹ کر کے حلق سے نیچے اتاریں گے۔

اللہ تعالیٰ دوزخ کے عذاب سے اور آخرت کی سختیوں اور مصائب سے ہمیں محفوظ فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

اس شخص کی زندگی بڑی قابل رشک ہے جو حرام رزق اور حرام کاموں سے محفوظ ہو اور ذکر اللہ و عبادت کی اسے توفیق ملی ہو۔ ایک شاعر دنیاوی ساز و سامان سے اجتناب کے بارے میں کہتا ہے۔

دنیا میں ہوں دنیا کا طلبگار نہیں ہوں

بازار سے گزرا ہوں خریدار نہیں ہوں

تنہا نظر آتا ہوں سو بے یار نہیں ہوں

مظلوم ہوں، مجبور ہوں، جبار نہیں ہوں

ابوبکر بن الفضل رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرا ایک رومی نو مسلم دوست تھا۔ ایک بار میں نے اس سے اسلام لانے کا سبب پوچھا۔ اُس نے بتانے سے انکار کیا۔ میں نے اصرار کیا اور کہا کہ تمہیں ضرور بتانا ہوگا۔ تو اس نے بتایا کہ اسلام لانے سے قبل ایک مرتبہ مسلمانوں کی فوج نے ہمارا محاصرہ کیا۔ ہم نے محاصرے سے نکل کر ان سے لڑائی کی جس کے نتیجے میں طرفین سے متعدد افراد قتل ہوئے اور کئی آدمی قیدی

بنائے گئے۔ ہم نے دس مسلمانوں کو گرفتار کیا۔ میں روم کے عیسائیوں میں اونچے مرتبے والا شخص شمار ہوتا تھا۔ میں نے مسلمان قیدیوں کو اپنے نوکروں کے سپرد کیا تاکہ وہ ان کی نگرانی کریں۔

ایک دن میں نے دیکھا کہ ایک نوکر نے ایک مسلمان قیدی سے کوئی چیز لیکر اسے کچھ دیر کیلئے آزاد کیا۔ مسلمان قیدی نے نماز ادا کی۔ میں نے اس نوکر کو مارا اور پوچھا کہ تو نے اس مسلمان قیدی سے کیا لیا تھا۔ نوکر نے کہا کہ یہ مسلمان ہر نماز کے وقت مجھے ایک دینار دیتا ہے اور میں اسے نماز پڑھنے کیلئے کھول دیتا ہوں۔ میں نے پوچھا کہ اس مسلمان کے پاس کوئی مال ہے؟ نوکر نے کہا کہ اس کے پاس مال تو نہیں، البتہ نماز سے فراغت کے بعد یہ مسلمان اپنے ہاتھ زمین پر مارتا ہے اور ایک دینار زمین سے اٹھا کر مجھے دے دیتا ہے۔

نو مسلم رومی دوست کہنے لگا کہ میں نے بھی اس مسلمان کو آزمانا چاہا۔ چنانچہ دوسرے دن میں نے اس نوکر کا لباس پہنا اور نوکر سے کہا کہ آج تمہاری ڈیوٹی میں خود دونگا۔ جب نمازِ ظہر کا وقت ہوا۔
 أَوْماً إِلَىٰ أَنَّهُ يُرِيدُ الصَّلَاةَ وَ يَدْفَعُ الدِّينَارَ إِلَىٰ
 فَقُلْتُ : لَا آخُذُ إِلَّا دِينَارَيْنِ فَقَالَ : نَعَمْ .

یعنی ” اس نے اشارہ کیا کہ میں نماز پڑھنا چاہتا ہوں اور ایک دینار تمہیں دونگا۔ میں نے کہا نہیں، میں دو دینار لونگا۔ اس نے کہا ٹھیک ہے میں تمہیں دو دینار دے دوں گا “۔

میں نے اسے نماز کیلئے کھولا۔ اس نے نماز پڑھی۔ فَلَمَّا فَرَغَ

من صَلَاتِهِ رَأَيْتُهُ وَ قَدْ ضَرَبَ بِيَدِهِ الْأَرْضَ وَ دَفَعَ إِلَيَّ دِينَارَيْنِ جَدِيدَيْنِ . یعنی ” جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو اس نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا اور مجھے دو نئے دینار زمین سے اٹھا کر دیدیئے۔ “
عصر کے وقت پھر اس نے حسبِ عادت اشارہ کیا۔ میں نے اشارے سے اسے بتایا کہ پانچ دینار لونگا۔ چنانچہ اس نے نماز ادا کرنے کے بعد پانچ دینار دیدیئے۔

مغرب کی نماز کے وقت میں نے کہا کہ دس دینار لونگا۔ اس نے دس دینار دیدیئے۔

عشاء کی نماز کے وقت میں نے کہا کہ بیس دینار لونگا۔ اس نے مان لیا اور نماز کے بعد ہاتھ زمین پر مار کر بیس دینار اٹھا کر مجھے دیدیئے۔

پھر اس نے کہا أَطْلُبُ مَا شِئْتَ . فَإِنَّ سَيِّدِي غَنِيٌّ كَرِيمٌ لَا يَبْخُلُ عَلَيَّ بَمَا أَسْأَلُهُ فِيهِ . یعنی ” (مجھے کہا کہ) جو جی میں آئے مانگ۔ میرا مولا غنی و سخی ہے، میرے سوال پر وہ مجھے دینے میں بخل نہیں کرتا۔ “

پھر نو مسلم رومی دوست کہنے لگا کہ میں رات کو سو گیا اور میرا دل اس مسلمان قیدی سے بہت زیادہ متاثر ہوا۔ میں سمجھ گیا کہ یہ کوئی ولی اللہ ہیں۔ میرے دل میں ان کی محبت و عظمت پیدا ہو گئی۔

صبح میں نے اس مسلمان بزرگ کی بیڑیاں کھول دیں اور انتہائی احترام و اکرام کے ساتھ انہیں کپڑے پہنائے اور انہیں اس بات کا اختیار

دیا کہ چاہیں تو وہ میرے پاس نہایت عزت سے رہیں اور اگر چاہیں تو واپس اپنے ملک چلے جائیں۔

انہوں نے کہا کہ میں واپس اپنے ملک جانا چاہتا ہوں۔ میں نے انہیں پہنچانے کیلئے ایک خچر کا انتظام کیا۔ میں نے خود انہیں خچر پر سوار بھی کیا۔ جب زادِ راہ دیکر انہیں رخصت کرنے لگا۔

تو انہوں نے میرے لئے یہ دعا فرمائی۔ تَوَفَّاكَ اللهُ عَلَى أَحَبِّ الْأَدْيَانِ إِلَيْهِ . فَوَاللَّهِ مَا اسْتَمَّ هَذِهِ الْكَلِمَةَ حَتَّى وَقَعَ دِينُ الْإِسْلَامِ فِي قَلْبِي . یعنی ” اللہ تعالیٰ تمہیں اس دین پر موت دے جو دین اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ (نومسلم رومی نے کہا کہ) اللہ کی قسم اس مسلمان بزرگ کی یہ دعا بھی پوری نہیں ہوئی تھی کہ میرے دل میں اسلام کی محبت پیدا ہوگئی۔“

پھر میں نے اپنے غلاموں میں سے دس معتمد غلام ان کے ساتھ بھیجے اور ان کی حفاظت و آرام کی تاکید کی۔

میں نے اس بزرگ کو دوات اور کاغذ بھی دیا اور ان کے اور اپنے مابین تعارف کی ایک پوشیدہ علامت طے کی کہ خط میں اس علامت کا حوالہ دینا تاکہ مجھے یقین ہو جائے کہ یہ خط واقعی آپ نے بھیجا ہے اور آپ بخیریت و عافیت گھر پہنچ گئے ہیں۔ میں نے انہیں تاکید کی کہ آپ نے گھر پہنچتے ہی میری طرف خط لکھنا ہے۔ چنانچہ وہ روانہ ہوئے۔

نومسلم رومی نے کہا کہ ہمارے شہر اور ان کے شہر کے درمیان پانچ دن کی مسافت تھی اس لئے آنے جانے پر دس دن لگتے تھے لیکن

چھٹے دن میرے غلام واپس آگئے اور ان کے پاس اس بزرگ کے ہاتھ کا لکھا ہوا خط بھی تھا۔ خط میں وہی پوشیدہ علامت مندرج تھی۔ میں نے اپنے غلاموں سے جلدی واپس آنے کی وجہ پوچھی تو کہنے لگے۔

لما خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِكَ وَ هُوَ مَعَنَا وَصَلْنَا فِي سَاعَةٍ
وَاحِدَةٍ مِنْ غَيْرِ تَعَبٍ وَ لَا نَصَبٍ وَ أَقَمْنَا فِي الْمَجْمَعِ خَمْسَةَ
أَيَّامٍ بِالْجُهْدِ وَ التَّعَبِ .

یعنی ” جس وقت ہم آپ سے رخصت ہوئے اور وہ بزرگ ہمارے ساتھ تھے تو ہم ایک ہی ساعت میں بغیر تھکان و تکلیف کے منزل مقصود پر پہنچ گئے، البتہ واپسی پر مسلسل پانچ دن کا سفر کر کے بڑی تکلیف و تھکاوٹ کے ساتھ ہم پہنچے۔ “

نو مسلم رومی کہنے لگا کہ میں نے یہ بات سن کر اسی وقت پڑھا
أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَأَنَّ
دِينَ الْإِسْلَامِ حَقٌّ .

یعنی ” میں نے فوراً کلمہ شہادت پڑھ کر اسلام قبول کیا اور اس بات پر یقین کیا کہ دین اسلام ہی سچا دین ہے۔ “

بعده اسلامی احکام و آداب کی مکمل تعلیم حاصل کرنے کیلئے میں بلادِ روم سے بلادِ اسلام آ گیا اور یہ اللہ عز و جل کا خاص انعام و احسان ہے۔ اب میرا حال یہ ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس مسلمان قیدی کی برکت سے مجھے اسلام و ایمان جیسی عظیم دولت سے

سرفراز فرمایا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے دین اسلام کے احکام سمجھنے کی توفیق بخشی۔ نماز کی، روزوں کی، ذکر اللہ کی اور دیگر انواع عبادت کی توفیق نصیب فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و کرم سے ظلمت کفر سے نکال کر توحید و نور توحید سے میرا سینہ اور میری زندگی منور فرمائی۔

دوستو اور بزرگو! سچے مسلمانوں کا حال اور ان کے ساتھ ان کے رب کا معاملہ ایسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا۔

یہ درہم و دینار، سیم و زر اور مال و متاع کیا چیز ہیں۔ یہ محض فریب اور دھوکہ ہیں۔ ان کی حقیقت کچھ بھی نہیں ہے۔ مقصود اصلی دین ہے، ایمان ہے، عبادت ہے، ذکر اللہ ہے نہ کہ دنیا، نہ کہ درہم و دینار، نہ کہ دنیاوی مال و متاع۔

افسوس صد افسوس..... آج مسلمان دولت کے پیچھے ایسے پڑے ہوئے ہیں کہ خدا تعالیٰ و رسول ﷺ کے بتائے ہوئے ضروری اور واجبی احکام و فرائض بھی بجا نہیں لاتے۔

خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

جہاں میں کہیں شور و ماتم پاپا ہے
کہیں فقر و فاقہ میں آہ و بکا ہے

کہیں شکوہ جو ر و مکر و دغا ہے

غرض ہر طرف سے یہی بس صدا ہے

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے

یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

یہ دنیائے فانی ہے محبوب تجھ کو
 ہوئی واہ کیا چیز مرغوب تجھ کو
 نہیں عقل اتنی بھی مجذوب تجھ کو
 سمجھ لینا اب چاہئے خوب تجھ کو
 جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے

یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

بھائیو! آپ نے یہ حیرت انگیز، سبق آموز اور ایمان افروز قصہ سنا۔
 اس قصے سے یہ نہ سمجھنا کہ زمین سے درہم و دنانیر یعنی روپیہ پیسہ اٹھانا
 کسی انسان کے اختیار میں ہے، یہ مطلب ہرگز نہیں۔

دراصل مذکورہ صدر قصے میں خارق عادت (خلاف عادت) یعنی

کرامت کا ذکر ہے جو اس قیدی ولی اللہ کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے ظاہر
 فرمائی۔ اس کرامت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ رومی کافروں کو مسلمانوں کی
 عظمت، مقبولیت اور محبوبیت عند اللہ دکھانا چاہتے تھے۔

کسی ولی کی کرامت اس ولی کے اختیار میں نہیں ہوتی۔ جب اللہ
 تعالیٰ چاہیں اپنے کسی محبوب بندے کے ہاتھ پر کرامت دکھا دیتے ہیں۔
 اور جب وہ نہ چاہیں تو کسی انسان کی یہ طاقت نہیں کہ وہ اپنے اختیار
 سے کوئی کرامت دکھائے۔

شاید اللہ تعالیٰ نے اس رومی سردار کو دولت اسلام سے نوازنے
 کیلئے اس مسلمان قیدی کے ہاتھ پر بار بار یہ کرامت دکھائی۔ کرامت سے
 کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔ کرامت ہر مسلمان کے ہاتھ پر ظاہر نہیں

ہوسکتی۔ کرامت صرف اہل اللہ اور خاص اولیاء اللہ کے ہاتھ پر ظاہر ہوسکتی ہے اور وہ بھی ہر وقت نہیں بلکہ اس وقت ظاہر ہوتی ہے جب اللہ تعالیٰ چاہیں۔

بہر حال جب مسلمان پوری طرح اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ غیب سے اس کی مدد فرماتے ہیں۔

زمانہ حال کے مسلمانوں کی حالت تو نہایت خراب ہے۔ ان میں معاصی اور شرارتوں کی بہتات ہے۔ ہر طرف ظلم و ستم کا چرچا ہے۔ برائے نام مؤمن و مسلمان تو بہت ہیں لیکن کامل اخلاق والے مؤمن، پورے احکام اسلامیہ پر عمل کرنے والے مسلمان آٹے میں نمک کے برابر ہیں۔ مسلمانوں کی اس ناگفتہ بہ حالت کے بارے میں ایک شاعر کہتا ہے۔

چمن میں رخت گل شبنم سے تر ہے

سمن ہے سبزہ ہے بادِ سحر ہے

مگر ہنگامہ ہو سکتا نہیں گرم

یہاں کا لالہ بے سوز و جگر ہے

نہ مؤمن ہے نہ مؤمن کی امیری

رہا صوفی ، گئی روشن ضمیری

خدا سے پھر وہی قلب و نظر مانگ

نہیں ممکن امیری بے فقیری

دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بزرگوں کے اتباع کی توفیق بخشیں۔ حرام مال سے بچائیں اور حلال مال پر قناعت کرنے اور رزق کے معاملے میں

اللہ عزوجل کی ذات پر توکل کرنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین۔
توکل علی اللہ ایک عظیم سعادت ہے۔ متوکل کو اللہ تعالیٰ غیب سے رزق پہنچاتے ہیں اور ایسے طریقوں اور ان جگہوں سے رزق دیتے ہیں جہاں انسان کا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔ اس لئے فقر و فاقہ کے زمانے میں اللہ تعالیٰ کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ کرنی چاہئے اور اللہ تعالیٰ ہی سے مدد اور رزق مانگنا چاہئے۔

رزق کے معاملے میں مخلوق پر صرف اسباب کی حد تک اعتماد شرعاً جائز ہے کیونکہ عالم اسباب میں اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء کا وجود ظاہری اسباب پر قائم فرمایا ہے۔ لیکن ان اسباب کو اصل موثر نہیں سمجھنا چاہئے۔ اصل موثر صرف اللہ عزوجل ہیں نہ کہ اسباب ظاہریہ۔ اسباب کو حقیقی موجد و موثر سمجھنا اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے توجہ ہٹا کر ان اسباب پر بھروسہ اور اعتماد کرنا نادانی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں۔

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمْرِهِ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا .

(سورۃ طلاق، پ ۲۸)

” اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے مضرتوں سے نجات کی کوئی شکل نکال دیتے ہیں اور ایسی جگہ سے رزق پہنچاتے ہیں جہاں اس کا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح مہمات کیلئے کافی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنا

کام جس طرح چاہیں پورا کر کے رہتے ہیں۔ اللہ جل جلالہ نے ہر شے کا ایک اندازہ اپنے علم میں مقرر کر رکھا ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے جب انسان کی تخلیق کی ہے تو رزق کے ضامن ہونے کا اعلان بھی فرمایا ہے۔ قرآن پاک میں ارشادِ خداوندی ہے اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزّٰقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْن . یعنی ” اللہ تعالیٰ ہی رزق دینے والے اور بڑی قوت والے ہیں۔“

توکل علی اللہ کے سلسلے میں ایک اور حکایت سن لیں۔

حکى أَنَّهُ جَاعَ رَجُلٌ فِي صَحْرَاءٍ فَقَالَ : يَا رَبِّ !
أَيْنَ رِزْقِكَ الَّذِي وَعَدْتَنِي بِهِ ؟ فَرَزَقَهُ اللهُ الشَّبْعَ مِنْ حَيْثُ
لَمْ يَحْتَسِبُ .

یعنی ” حکایت ہے کہ ایک شخص کو صحرا میں سخت بھوک لگی تو اس نے کہا اے رب ! وہ رزق کہاں ہے جس کا آپ نے میرے ساتھ وعدہ فرمایا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے اسے اس جگہ سے رزق پہنچایا جہاں اس کا گمان بھی نہیں تھا۔“

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ فَابْتَغُوا عِنْدَ اللّٰهِ
الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا لَهُ اِلَيْهِ تُرْجَعُونَ . عنكبوت .
” پس تم رزق اللہ تعالیٰ کے پاس تلاش کرو (یعنی اسی سے مانگو)
اور اسی کی عبادت کرو اور اسی کا شکر کرو۔ تم سب کو اسی کی طرف
لوٹ کر جانا ہے۔“

نیز قرآن پاک میں ہے اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ

ثُمَّ يَمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَنْ يَفْعَلُ مِنْ
ذَلِكَ مِنْ شَيْءٍ . سورة روم .

یعنی ” اللہ تعالیٰ ہی وہ ذات ہے جس نے تمہیں پیدا کیا۔ پھر تمہیں
رزق دیا۔ پھر تمہیں موت دیگا۔ پھر تمہیں زندہ کرے گا۔ کیا تمہارے
شریکوں میں بھی کوئی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کچھ بھی کر سکے۔“
مطلب یہ ہے کہ جس طرح تخلیق اور موت و حیات اللہ جل
جلالہ کے قبضہ قدرت میں ہے اور اس بات میں کوئی ذرہ برابر بھی شک
نہیں کر سکتا۔ اسی طرح رزق بھی اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے اور
اس میں بھی کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں ہو سکتی۔ ایک حدیث شریف
ہے۔

عن عبد الله بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال :
قال رسول الله ﷺ : من نَزَلَتْ بِهِ فَاقَةٌ فَأَنْزَلَهَا بِالنَّاسِ
لَمْ تُسَدِّ فَاقَتَهُ . و من نَزَلَتْ بِهِ فَاقَةٌ فَأَنْزَلَهَا بِاللَّهِ فَيُوشِكُ
اللَّهُ لَهُ بَرزق عاجل أو آجل . رواه ابو داود والترمذی .
” ابن مسعودؓ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد روایت کرتے
ہیں کہ جو شخص مفلس ہوا اور اس نے اپنا افلاس لوگوں کے سامنے رکھا (یعنی
ان پر اعتماد کیا) سو اس کا افلاس کبھی بھی ختم نہیں ہوگا۔ اور جو شخص مفلس ہوا
اور اس نے اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت سے اسے دفع کرنا چاہا تو عنقریب
اللہ تعالیٰ اسے رزق عاجل (یعنی جلدی سے) یا رزق آجل (یعنی دیر
سے) نصیب فرمادینگے۔“

کسی شاعر نے کہا ہے۔

مسکین حریص در ہمہ عالم ہے رود

او در قفائے رزق و اجل در قفائے او

یعنی ” حرص والا انسان مسکین سارے عالم میں غفلت سے

گھومتا ہے۔ وہ رزق کے پیچھے لگا رہتا ہے اور موت اس کے پیچھے لگی
رہتی ہے۔ “

دنیا میں ہمارے آنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم دارِ آخرت کے آباد
کرنے اور آخرت میں خوشحال زندگی گزارنے کیلئے نیک اعمال کا ذخیرہ
یہاں سے ساتھ لے جائیں۔

حدیثِ پاک ہے الدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْآخِرَةِ . یعنی ” دنیا
آخرت کی کھیتی ہے۔ “

کھیتی رہائشگاہ نہیں ہوتی۔ کھیتی اور چیز ہے اور گھر اور چیز۔ رہائش
کیلئے گھر ہی ہوتا ہے۔ اگر ایک شخص کھیت اور جنگل کو گھر سمجھ بیٹھے تو وہ
پاگل شمار ہوگا۔

بس آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی حیثیت ایسی ہی ہے۔ دنیا ہمیشہ
رہنے کی جگہ نہیں ہے بلکہ ہمیشہ رہنے کی جگہ آخرت ہی ہے۔ جس شخص نے
آخرت کی مسرتیں اور خوشیاں حاصل کر لیں وہ بڑا سعادتمند اور خوش نصیب
ہے۔ اور آخرت کی فکر کرنے والا ہی سب سے بڑا دانا اور عقلمند ہے۔

حرام مال حاصل کر لینے سے یہ تو ممکن ہے کہ دنیا کی چند روزہ
زندگی میں سہولت و خوشحالی حاصل ہو جائے لیکن آخرت کا عذاب بڑا

سخت ہے اس کی بھی فکر ہونی چاہئے۔ اس عذاب کے مقابلہ میں دنیا کی یہ تھوڑی سی راحت و سہولت نہ ہونے کے برابر ہے۔

افسوس..... اس زمانہ میں لوگوں نے مال و جاہ، رزق و طعام اور چند روزہ فانی خوشیوں کو مقصودِ زندگی بنا لیا ہے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

کبھی اے نوجواں مسلم تدبّر بھی کیا تو نے

وہ کیا گردوں تھا تو جس کا ہے ایک ٹوٹا ہوا تارا

سماں الفقرُ فخری کا رہا شانِ امارت میں

بآب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روائے زیبارا

گدائی میں بھی وہ اللہ والے تھے غیور اتنے

کہ منعم کو گدا کے ڈر سے بخشش کا نہ تھا یارا

تجھے آباء سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی

کہ تو گفتار، وہ کردار۔ تو ثابت، وہ سیارا

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی

ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا

جس شخص کا اللہ تعالیٰ پر یقین کامل ہو وہ رزق کے معاملہ میں

زیادہ متفکر نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ہی رزاق ہیں۔

مشہور عابد و عارف شیخ فتح مصلیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے

ایک بار جنگل میں ایک نابالغ بچہ نظر آیا جو ہونٹ ہلاتا ہوا جا رہا تھا۔ میں

نے اسے السلام علیکم کہا۔ اس نے ولیکم السلام کہہ کر جواب دیا۔

میں نے اس لڑکے سے پوچھا کہ بیٹا کہاں جا رہے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ بیت اللہ شریف جا رہا ہوں۔ میں نے پوچھا کہ تم ہونٹ کیوں ہلا رہے ہو؟ کہنے لگا تلاوت قرآن پاک کی وجہ سے۔ میں نے کہا کہ ابھی تو تم مکلف نہیں ہو پھر اتنی مشقت و فکر کیوں کر رہے ہو؟

اس نے کہا رَأَيْتُ الْمَوْتَ يَأْخُذُ مَنْ هُوَ أَصْغَرُ مِنِّي

بِسَاءٍ .

یعنی ”میں نے موت کو دیکھا ہے کہ وہ مجھ سے چھوٹوں کو بھی نہیں چھوڑتی“۔ میں نے کہا خَطُوكَ قَصِيرٌ وَطَرِيقُكَ بَعِيدٌ . یعنی ”تمہارے قدم چھوٹے ہیں اور راستہ (سفر) بہت لمبا ہے“۔ وہ کہنے لگا اِنَّمَا عَلَيَّ نَقْلُ الْخَطَا وَعَلَى اللَّهِ الْإِبْلَاحُ . یعنی ”میں نے تمہارا کام ہے اور منزل تک پہنچانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے“۔

میں نے کہا کہ زادِ راہ اور سواری بھی تمہارے پاس نہیں ہے؟

وہ لڑکا کہنے لگا زَادِي يَقِينِي وَرَاحِلَتِي رِجَالِي . یعنی

”میرا زادِ راہ دل کا یقین ہے اور سواری میرے اپنے پاؤں ہیں“۔

میں نے کہا کہ میں نے تو روٹی اور پانی کے متعلق سوال کیا ہے،

یقین وغیرہ امور کے متعلق تو نہیں پوچھا۔ کہنے لگا۔

يَا عَمَّاهُ أَرَأَيْتَ لَوْ دَعَاكَ مَخْلُوقٌ إِلَى مَنزِلِهِ أَكَانَ

يَجْمَلُ بِكَ أَنْ تَحْمِلَ مَعَكَ زَادَكَ؟ فَقُلْتُ: لَا. قَالَ: إِنَّ

سَيِّدِي دَعَا عِبَادَهُ إِلَى بَيْتِهِ. وَ أذْنُ لَهُمْ فِي زِيَارَتِهِ.

فَحَمَلَهُمْ ضَعْفُ يَقِينِهِمْ عَلَى حَمْلِ أَزْوَادِهِمْ. وَ إِنِّي

استَقْبَحْتُ ذَلِكَ . فحفظتُ الأدبَ مَعَهُ أَفْتَرَاهُ يَضِيْعِي ؟
فَقُلْتُ : كَلَّا وَ حَاشَا .

یعنی ” اے چچا ! اگر ایک انسان آپ کو اپنے گھر آنے کی دعوت دے تو کیا آپ اپنے ساتھ زادراہ لے جانا درست سمجھیں گے؟ میں نے کہا نہیں۔

وہ کہنے لگا کہ میرے مولیٰ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنے گھر کی طرف بلایا اور زیارت کی اجازت دی تو یقین کی کمزوری کے سبب دوسرے لوگ اپنے ساتھ زادراہ بھی لے جانے لگے اور میں نے اس بات کو قبیح سمجھتے ہوئے ادب کا خیال کیا۔ تو کیا میرا مولیٰ مجھے ضائع کر دے گا (یعنی کیا وہ مجھے رزق نہیں دیگا)؟ میں نے کہا نہیں، ہرگز نہیں، وہ تجھے ضائع نہیں کریگا۔“

پھر وہ بچہ اچانک غائب ہو گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بچہ کوئی صاحب کرامت ولی اللہ تھا۔

شیخ فتح موصلی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں پھر اس بچے سے میری ملاقات ہوئی۔ مجھے دیکھتے ہی اس بچے نے کہا۔

يَا شَيْخُ أَنْتَ بَعْدُ عَلَى ذَلِكَ الضُّعْفِ فِي الْيَقِينِ .
یعنی ” اے شیخ ! کیا آپ کا یقین ابھی تک اسی طرح ضعیف ہے؟“
پھر اس نے یہ اشعار پڑھے۔

مَالِكُ الْعَالَمِينَ ضَامِنٌ رِزْقِي
فَلَمَّاذَا أُكْلِفُ الْخَلْقَ رِزْقِي

قد قضی لی بما علیّ و مالی
مالکی فی قضائہ قبل خلقی
صاحب البذل والنّدی فی یساری

ورفیقی فی عسرتی حسن صدقی
فکما لا یؤدّ عجزی رزقی
فکذا لا یجُرّ رزقی حدّی

(۱) یعنی ”خدا میرے رزق کا ضامن ہے۔ پس میں کیوں رزق کے معاملے میں مخلوق کو تکلیف دوں۔

(۲) میرا مالک میرے نفع و ضرر کا فیصلہ میری پیدائش سے پہلے کر چکا ہے۔

(۳) حالتِ غنا میں مدارِ سخاوت و صدقات اور تنگدستی میں میری مددگار و رفیق میری سچائی و حسنِ اخلاص ہے۔

(۴) جس طرح میری کمزوری رزق کیلئے مانع نہیں ہے اسی طرح صرف ہوشیار ہونا بھی حصولِ رزق کا سبب نہیں ہو سکتا۔“

آخری شعر میں ایک بہت بڑے علمی نکتے کی طرف اشارہ ہے۔ وہ یہ کہ رزق کا مدارِ عقلمند ہونا یا ہوشیار ہونا نہیں ہے بلکہ رزق براہِ راست خدا تعالیٰ کی طرف سے منقسم ہوتا ہے۔ ورنہ ہر کم عقل مفلس ہوتا اور ہر عقلمند دولت مند ہوتا، جبکہ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ اکثر مواقع میں معاملہ برعکس ہوتا ہے کیونکہ سب لوگوں کو اس بات کا علم ہے کہ کئی عقلمند غریب اور مفلس ہوتے ہیں اور کئی پاگل اور کم عقل دولت مند ہوتے ہیں۔

اس سلسلے میں امام شافعی رحمہ تعالیٰ کے چند اشعار بڑے قیمتی ہیں۔

وہ فرماتے ہیں۔

وَمِنَ الدَّلِيلِ عَلَى القَضَاءِ وَ حُكْمِهِ
بؤسُ اللِّيبِ وَ طيبُ عَيْشِ الأحمقِ
لو أنَّ بالحَيْلِ الغني لَوَجَدتَنِي
بِنُجُومِ أَفلاكِ السَّماءِ تَعَلَّقِي
لكنَّ مَنْ رُزِقَ الحِجْبي حَرَمَ الغني
ضدانِ مَفترِقانِ أَيَّ تَفَرُّقِ

(۱) یعنی ” اللہ تعالیٰ کی تقدیر کی ایک بڑی دلیل یہ ہے کہ عقلمند مفلس اور کم عقل دولت مند ہوتا ہے۔

(۲) اگر ہوشیاری اور چالاکی سے دولت ملتی تو تم مجھے آسمان کے ستاروں سے وابستہ پاتے۔

(۳) مگر بات یہ ہے کہ جسے عقل نصیب ہوتی ہے وہ عموماً (الآ ماشاء اللہ) دولت سے محروم ہوتا ہے۔ دولت و عقل غالباً متضاد ہیں۔ “
ایک اور موقع پر کسی جاہل کو مخاطب ہو کر امام شافعی نے فرمایا۔

رَزِقْتَ مالاَ عَلَي جَهْلٍ فَعِشْتَ بِهِ
فَلَسْتَ اَوَّلَ مَجْنُونٍ بِمَرزُوقِ

یعنی ” تو باوجود جاہل ہونے کے دولت مند ہو کر زندگی گزار رہا ہے۔ سو تو کوئی پہلا مجنون (پاگل) دولت مند نہیں (بلکہ تجھ جیسے اور بھی کئی ایسے لوگ ہیں جو پاگل اور کم عقل ہونے کے باوجود دولت مند ہیں) “

فقہاء کا قول ہے کہ عموماً علماء و عقلاء کی زندگی جہلاء کی زندگی کے مقابلے میں تنگ گزرتی ہے۔ امام شافعیؒ کی رائے بھی یہی ہے جیسا کہ ان کے مذکورہ صدر اشعار سے معلوم ہوتا ہے۔

سوال۔ اب یہاں ایک اہم سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس امر میں کیا حکمت ہے کہ غنی عموماً کم عقل ہوتا ہے نہ کہ دانا و عالم؟ اس سوال کے کئی جوابات ہیں، یعنی اس کی وجوہ اور حکمتیں متعدد ہیں۔

جواب اول۔ اس میں اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ اللہ تعالیٰ مختار کل اور قادر مطلق ہیں۔ تمام اسباب اور تمام مسببات اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہیں۔ جب تک اللہ عز و جل کی مرضی نہ ہو کوئی سبب اپنے مسبب میں مؤثر نہیں ہو سکتا۔ اگر سبب مستقل طور پر مؤثر ہوتا اور تمام امور دنیا صرف اپنے ظاہری اسباب پر دائر ہوتے اور اللہ تعالیٰ کی مرضی و ارادہ کا دخل نہ ہوتا تو پھر تو عقلمند ہی غنی ہوتا نہ کہ بے عقل۔ کیونکہ ظاہری اسباب والی قوت عقلمند کے پاس زیادہ ہے جو کہ عقل اور دانائی ہے۔

لیکن عقلمند عموماً دولت مند نہیں ہوتا بلکہ بیوقوف اور کم عقل دولت مند ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مرضی اور ارادہ یہ ہے کہ کم عقل غنی ہونے کہ عقلمند۔

پس اس سے ثابت ہوا کہ اسباب سے مسببات کا ارتباط صرف سرسری اور ظاہری بات ہے۔ فی الواقعہ تمام امور کے وجود اور حدوث کا اصلی مدار اللہ تعالیٰ کی مشیت و ارادہ ہے۔

یہ ایک عظیم علمی دقیق نکتہ ہے جو عقلمند کے عموماً فقیر اور مفلس ہونے اور غنی کے عموماً بے عقل اور بیوقوف ہونے سے ظاہر ہوتا ہے۔

امام شافعیؒ کے مذکورہ صدر اشعار میں اسی جوابِ اول کی طرف اشارہ ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ عقلمند کا مفلس ہونا اور کم عقل انسان کا دولت مند ہونا اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر کی بڑی واضح دلیل ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہر چیز اللہ عز و جل کی تقدیر کی تابع ہے۔ اگر عقل اور حیلہ سازی مدارِ وجودِ اشیاء ہوتی اور اشیاء کا وجود تقدیر الہی کا پابند نہ ہوتا تو پھر معاملہ برعکس ہوتا، یعنی ہر عقلمند دولت مند ہوتا اور ہر بیوقوف و کم عقل غریب اور مفلس ہوتا۔ امام شافعیؒ کے اشعار دوبارہ پڑھ لیں اور سن لیں۔

وَمِنَ الدَّلِيلِ عَلَى الْقَضَاءِ وَحُكْمِهِ

بِؤْسِ اللَّيْبِ وَ طَيْبِ عَيْشِ الْأَمْحَقِ

لَوْ أَنَّ بِالْحَيْلِ الْغِنَى لَوَجَدْتَنِي

بِنُجُومِ أَفْلَاكِ السَّمَاءِ تَعَلَّقِي

لَكِنَّ مَنْ رَزَقَ الْحِجْلَى حَرَمَ الْغِنَى

ضِدَّانِ مَفْتَرِقَانِ أَيَّ تَفَرُّقِ

جواب دوم۔ غنی کے عموماً کم عقل ہونے اور عقلمند کے عموماً

مفلس ہونے میں ایک حکمت یہ ہے کہ عقلمند کو بے جا فخر اور غرور سے بچانا مقصود ہے۔ اگر معاملہ برعکس ہوتا تو عقلمند فخر اور غرور میں مبتلا ہوتا۔

اور ظاہر ہے کہ فخر و تکبر و غرور انسان کو تباہ کرتے ہیں۔

چنانچہ بعض کتابوں میں مکتوب ہے کہ امام جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ

سے کسی نے پوچھا۔ لِمَ يَرْزُقُ اللَّهُ الْجُهْلَاءَ أَكْثَرَ مِمَّا يَرْزُقُ

الْعُقَلَاءَ؟ فَقَالَ: لِئَلَّا يَغْتَرَّ أَهْلُ الْعَقْلِ بِعُقُولِهِمْ.

یعنی ” اس میں کیا حکمت ہے کہ اللہ تعالیٰ جاہلوں کو عقلمندوں کے مقابلے میں زیادہ مال دیتے ہیں؟ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ اس میں یہ راز اور حکمت ہے کہ عقلمند لوگ کہیں غرور و تکبر میں مبتلا ہو کر اپنی عقل پر فخر نہ کرنے لگیں۔“

جواب سوم۔ اس کی ایک اور حکمت و وجہ بھی ہے وہ یہ کہ علماء و عقلاء مال کے حصول کی زیادہ کوشش نہیں کرتے۔ اُن کی دور رس نگاہیں مال سے کہیں زیادہ بلند مقاصد پر ہوتی ہیں، اور مال کو وہ ان بلند عزائم و مقاصد کیلئے صرف ایک معمولی وسیلہ و ذریعہ سمجھتے ہیں۔

مگر جہلاء کی تمام تر کوشش اور محنت مال کیلئے ہوتی ہے اور مال ہی ان کا مقصود اصلی ہوتا ہے۔ اس لئے جہلاء کے پاس مال کی بہتات اور عقلاء کے ہاں مال کی قلت ہوتی ہے۔

جواب چہارم۔ اس کی ایک حکمت و وجہ اور بھی ہے، وہ یہ کہ عقلاء کو جو عقل ملی ہے وہ بہت بڑی نعمت ہے۔ اس عقل کے بدلے میں اللہ تعالیٰ جہلاء و حمقاء کو دولت دیتے ہیں تاکہ عقل سے محرومی کے ساتھ مال و دولت سے تو محروم نہ ہوں۔

جہلاء کو بھی دنیاوی نعمتوں سے لطف اندوز ہونے کا موقعہ ملنا چاہئے۔ انصاف کا تقاضا بھی یہی ہے کہ سب نعمتیں ایک ہی گروہ کو نہیں ملنی چاہئیں۔

بعض کتابوں میں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کسی نے پوچھا کہ آپ انشتری بائیں ہاتھ کی انگلی میں کیوں پہنتے ہیں؟ فرمایا

کہ دائیں ہاتھ کیلئے دایاں ہونے کا اعزاز و شرف اور زینت کافی ہے۔
کچھ زینت و اعزاز تو بائیں ہاتھ کو بھی ملنا چاہئے۔

بہر حال دولت مند ہونا عقلمندی کی علامت نہیں ہے اور نہ ہی نیک
بختی کی علامت ہے۔

اس مضمون کی مزید تفصیل کی خاطر عربی کے چند سبق آموز اشعار
پیش خدمت ہیں۔

فَكَمٍ مِّنْ غَبِيٍّ كَانَ أَغْنَىٰ زَمَانِهِ

وَكَمٍ مِّنْ ذَكِيٍّ مَاتَ مِنْ فَقْرِهِ قَهْرًا

”کئی بیوقوف دولت مند زمانہ ہوتے ہیں اور کئی دانشور افلاس و
فاقہ سے مجبور ہوتے ہیں“

وَكَمٍ مِّنْ تَقِيٍّ عَاشَ فِي الْفَقْرِ رَاضِيًّا

وَكَمٍ مِّنْ شَقِيٍّ كَانَ أَغْنَى الْوَرَايَ طَرًّا

”اور کئی پرہیزگار غربت پر راضی ہوتے ہیں اور کئی بدکار سب
سے بڑے غنی ہوتے ہیں“

وَقَارُونَ أَغْنَى النَّاسِ قَدْ كَانَ كَافِرًا

وَأَجَرَ مُوسَىٰ نَفْسَهُ حَجَبًا عَشْرًا

”اور قارون جو سب سے بڑا دولت مند تھا وہ کافر تھا لیکن موسیٰ
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غربت کی وجہ سے کئی سال مزدوری کی“

فَأَكْرَمَ بِأَهْلِ الدِّينِ كَانُوا بِحُكْمِهِ

أَشَدَّ الْوَرَايَ زُهْدًا وَ أَكْثَرَهُمْ فَقْرًا

” کتنے مبارک ہیں وہ دیندار لوگ جو دینداری کی وجہ سے شدتِ افلاس کے باوجود نہایت پرہیزگار ہوں “ -

أَلَا الدِّينُ وَالدُّنْيَا كَمِيزَانِ تَاجِرٍ
إِذَا انْحَطَّ مِنْهُ كِفَّةُ عَلْتِ الْأَخْرَافِ

” خبردار..... دین اور دولت ترازو کے دو پلٹوں کی مانند ہیں۔
جب ایک نیچے ہو جائے تو دوسرا بلند ہو جاتا ہے “ -

وَقَدْ يَجْمَعُ اللَّهُ السَّعَادَةَ فِيهِمَا

لِعَبْدٍ وَيُعْطِي آخِرَ الْفَقْرِ وَالْكَفْرَ

” اور کبھی اللہ تعالیٰ دین اور دولت دونوں کی سعادت سے ایک شخص کو نواز دیتے ہیں اور گاہے افلاس و کفر دونوں ایک شخص میں جمع کر دیتے ہیں “ -

وَأَكْرَمَ بِمَنْ قَدْحَازَ فِي النَّاسِ ثَرْوَةَ

بَسْعِي جَمِيلٍ فِي الْحَلَالِ بِهِ أَثْرَايَ

” کتنا نیک بخت ہے وہ شخص جو دولت مند ہو گیا حلال مال میں
کوشش کرتے ہوئے “ -

كَعُثْمَانَ أَغْنَى الْجَيْشَ وَالْجَيْشُ مُعْسِرٌ

وَجَهَّزَهُ إِبْلَاءً وَجَهَّزَهُ تَبْرًا

” جیسا کہ عثمانؓ نے جیشِ عسرت (جنگِ تبوک) میں مالی مدد
دی اور فوج کو اونٹوں اور سیم و زر سے تیار کیا “ -

ایک شخص کہتا ہے کہ میں جنگل میں جا رہا تھا۔ مجھے ایک فقیر (جو

دراصل بڑے ولی اللہ تھے) ملا جو ننگے پاؤں اور ننگے سر جا رہا تھا۔ اس کے پاس دو چھوٹے چھوٹے کپڑے تھے۔ ایک کپڑے سے دھوتی باندھی ہوئی تھی اور دوسرے کو چادر کی جگہ اوڑھا ہوا تھا۔

لَيْسَ مَعَهُ زَادٌ وَلَا رِكَوَةٌ . یعنی ”اس کے پاس نہ زادِ راہ تھا اور نہ لوٹا تھا“۔

میں نے دل میں کہا لو کان مَعَ هَذَا رِكَوَةٌ وَحَبْلٌ إِذَا أَرَادَ تَوَضُّأً وَصَلَّى كَانَ خَيْرًا لَهُ . یعنی ”اگر اس کے پاس لوٹا اور رسی ہوتی (تو کنویں سے پانی نکال کر لوٹے میں ڈال لیتا) اور جس وقت چاہتا وضوء کر کے نماز پڑھ لیتا تو بہتر ہوتا“۔

پھر میں اس فقیر کے پاس چلا گیا۔ دو پہر کی سخت گرمی تھی۔ میں نے جا کر کہا۔ اے جوان! یہ چادر بجائے کندھوں کے اگر سر پر ڈال لو تو بہتر ہوگا تاکہ تم دھوپ سے بچ جاؤ۔ وہ خاموش ہو گیا اور چل دیا۔

کچھ دیر کے بعد میں نے کہا انتَ حَافٍ مَاتَرَايَ فِي نَعْلِي تَلْبِسُهَا سَاعَةً وَ أَنَا سَاعَةً .

یعنی ”تم ننگے پاؤں چل رہے ہو۔ یہ ہیں میرے جوتے۔ کبھی تم پہن لو کبھی میں پہن لوں گا“۔ وہ کہنے لگا تم بڑی فضول باتیں کرتے ہو۔

پھر اس نے پوچھا کہ تم نے کچھ حدیثیں لکھی ہیں؟ میں نے کہا ہاں لکھی ہیں۔ کہنے لگا کہ یہ حدیث تم نے نہیں لکھی منْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ . یعنی ”آدمی کے اسلام کی خوبی اور حسن

یہ ہے کہ وہ لایعنی (فضول) باتوں کو ترک کر دے۔ “ میں خاموش ہو گیا۔

اس کے بعد ہم آگے گئے۔ چلتے چلتے مجھے پیاس لگی۔ ہم ساحل سمندر پر تھے۔ اس نے کہا انت عطشان؟ فقلت: لا. فمشینا ساعة. و قد كظني العطش.

یعنی ”کیا تم پیاس سے ہو؟ میں نے کہا نہیں۔ پھر ہم ایک گھنٹہ مزید چلے مگر پیاس نے مجھے سخت پریشان کیا۔“ پھر اس نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا انت عطشان؟ فقلت: نعم. یعنی ”کیا تم پیاس سے ہو؟ میں نے کہا ہاں۔“

و ما تقدر تعمل معی فی مثل هذا الموضع؟ فأخذ الرکوة منی و دخل البحر و غرف الماء و جاءنی به و قال: إشرَب. فشربت ماءً أعذب من ماء النیل و أصفی لونا و فیہ حشیش.

یعنی ”(میں نے کہا کہ) تم اس مقام پر میری کیا اعانت و مدد کر سکتے ہو؟ اس نے لوٹا مجھ سے لیا اور سمندر میں داخل ہوا اور پانی سے بھر کر میرے پاس لایا اور کہنے لگا پی۔ میں نے پیا۔ وہ پانی دریائے نیل کے پانی سے زیادہ میٹھا اور صاف تھا (حالانکہ سمندر کا پانی کھاری ہوتا ہے) اور اس میں کچھ تنکے بھی تھے۔“

معلوم ہوتا ہے کہ یہ فقیر کوئی ولی اللہ تھے اور صاحب کرامت تھے۔ بزرگوں اور اولیاء اللہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے معاملات بڑے

عجیب اور نرالے ہوتے ہیں۔ دیکھئے۔ اس بزرگ کو اپنے رفیق کی اندرونی پوشیدہ حالت یعنی پیاس کا بطور کشف و کرامت علم ہوا۔ پھر سمندر کا کھاری پانی جو لوٹے میں تھا اللہ عز و جل نے اپنے فضل سے میٹھا کر دیا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

إِذَا وَرَدُوا الْأَطْلَالَ تَاهَتْ بِهِمْ عَجْبًا

و إِنْ لَمَسُوا غُودًا زَهَا غُصْنُهُ رَطْبًا

و إِنْ وَطِنُوا يَوْمًا عَلَى ظَهْرِ صَخْرَةٍ

لَأَنْبَتَ الصَّمَاءُ مِنْ وَطَنِهِمْ عُشْبًا

و إِنْ وَرَدُوا الْبَحْرَ الْأَجَاغَ لِشْرَبَةٍ

لَأَصْبَحَ مَاءَ الْبَحْرِ مِنْ رَبْعِهِمْ عَذْبًا

(۱) یعنی ”بزرگ لوگ جب جنگل اور کھنڈرات میں پہنچتے ہیں تو وہ کھنڈرات خوش ہو جاتے ہیں اور اگر وہ خشک لکڑی کو ہاتھ لگائیں تو سرسبز ہو جائے۔“

(۲) اور اگر وہ بزرگ سخت چٹان پر چلیں تو وہ چٹان ان کی برکت سے سبزہ اُگائے۔

(۳) اور اگر وہ کھارے پانی والے سمندر میں پانی پینے کیلئے جائیں تو ان کی اقامت، آمد اور برکت کی وجہ سے اس کا پانی میٹھا ہو جائے۔“

وہ شخص کہتا ہے کہ میں نے دل میں کہا کہ یہ کوئی ولی اللہ ہیں، ان سے مواخات کی درخواست کرنی چاہئے۔ لیکن اس وقت اس بات کا تذکرہ نہیں ہونا چاہئے، جب منزل پر پہنچ جائیں گے تو اس وقت ان سے

اخوت و صحبت و رفاقت کی درخواست کروں گا۔ میرے دل میں یہ خیال آیا ہی تھا کہ وہ بزرگ چلتے چلتے فوراً رُک گئے اور کہنے لگے۔

أَيُّمَا أَحَبَّ إِلَيْكَ تَمْشِي أَوْ أَمْشِي . یعنی ”دوباتوں میں سے ایک ہوگی۔ یا تم آگے چلے جاؤ (اور میں یہیں رُک جاتا ہوں) یا میں آگے جاتا ہوں (اور تم یہیں رہو)۔“

میں نے سوچا کہ اگر یہ آگے چلے گئے تو مجھ سے گم ہو جائیں گے لہذا میں جاتا ہوں اور آگے کسی منزل پر جا کر رُک جاؤنگا۔ جب یہ بزرگ وہاں پہنچیں گے سَأَلْتُهُ الصُّحْبَةَ ”تو رفاقت کی درخواست کرونگا۔“ انہوں نے دوبارہ فرمایا۔ اے ابو بکر! اگر تم یہاں رکننا چاہتے ہو تو میں آگے جاتا ہوں اور اگر تم جانا چاہتے ہو تو میں پیچھے رہتا ہوں۔ بہر حال میری اور تمہاری رفاقت ختم۔ یہ کہہ کر وہ چلے گئے اور مجھے وہیں چھوڑ دیا۔

چنانچہ میں منزل سفر پر پہنچ گیا۔ اس منزل یعنی شہر میں میرا ایک دوست رہتا تھا۔ اس کے گھر میں ایک شخص سخت بیمار تھا۔ میرے پاس اس فقیر ولی اللہ کے دیئے ہوئے پانی میں سے کچھ پانی باقی تھا۔ میں نے وہ بچا ہوا پانی گھر والوں کو دیتے ہوئے کہا کہ یہ پانی تھوڑا سا اس مریض پر ڈال دو۔ چنانچہ اس پر پانی ڈالا گیا۔ وہ مریض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے فوراً تندرست ہو گیا۔

میں نے اس شہر والوں سے اس بزرگ کے متعلق پوچھا کہ شاید ان میں سے کوئی شخص اس بزرگ کو جانتا ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے تو

اس قسم کے آدمی کو یہاں کبھی نہیں دیکھا۔

توکل علی اللہ اور اللہ تعالیٰ کی غیبی نصرت اور مدد کی ایک اور ایمان افروز حکایت سن لیں۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں حجاز کے بیابانوں میں کئی دن رہا اور مسلسل کئی دنوں تک کچھ نہ کھایا۔

فَأَشْتَهَيْتُ بِاقْلَاءٍ وَ خَبْزًا حَارًّا . یعنی ” میرے دل میں لوبیا (دال) اور گرم روٹی کھانے کی خواہش پیدا ہوئی “۔

پھر مجھے خیال آیا کہ میں جنگل میں ہوں اور آبادی یعنی شہر اور میرے درمیان بڑی طویل مسافت ہے۔ تو یہ کھانا جس کی مجھے خواہش ہوئی ہے یہاں پر مجھے کیسے مل سکے گا؟ فرماتے ہیں کہ یہ تصور ابھی پورا دل میں نہیں آیا تھا کہ دُور سے ایک دیہاتی نے آواز دی یا باقلاء و خَبْزًا حَارًّا . یعنی ” آئیے۔ لوبیا اور گرم روٹی کھائیے “۔

میں اس دیہاتی کے پاس گیا اور پوچھا کہ کیا تمہارے پاس لوبیا اور گرم روٹی ہے؟ اس نے کہا۔ ہاں میرے پاس ہے۔ پھر اس نے اپنی چادر کھول کر اس میں سے لوبیا اور گرم روٹی نکالی اور مجھے کہا کھائیے۔ میں نے کھایا۔ اس نے کہا اور کھائیے۔ میں نے اور کھایا۔ اس نے تیسری بار کہا اور کھائیے۔ میں نے مزید کھایا۔

فرماتے ہیں کہ جب چوتھی مرتبہ اس نے کہا کہ اور کھائیے تو میں نے اس سے پوچھا۔

بِحَقِّ الَّذِي بَعَثَكَ لِي فِي هَذِهِ الْبَرِيَّةِ إِلَّا مَا قُلْتَ مَنْ أَنْتَ؟ فَقَالَ: الْخَضِرُ . وَ غَابَ عَنِّي فَلَمْ أَرَهُ .

یعنی ” اس ذات کی قسم جس نے تجھے اس جنگل میں میرے لئے بھیجا ہے بتا تو کون ہے؟ اس نے کہا کہ میں خضر (علیہ السلام) ہوں۔ پھر وہ مجھ سے یکتخت غائب ہو گئے۔ “

ابراہیم خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ بڑے ولی اللہ گزرے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں مجھے پیاس لگی۔ پیاس کی شدت سے میں نڈھال ہو کر گر پڑا۔ اچانک میرے چہرے پر کسی نے پانی چھڑکا۔ میں نے آنکھیں کھولیں۔

فَإِذَا بَرَجُلٌ حَسَنِ الْوَجْهِ رَاكِبٌ عَلَى دَابَّةٍ شَهْبَاءٍ فَسَقَانِي الْمَاءَ وَقَالَ : كُنْ رَفِيقِي فَمَا لَبِثْتُ إِلَّا يَسِيرًا حَتَّى قَالَ لِي : مَا تَرَى ؟ فَقُلْتُ : أَرَى الْمَدِينَةَ الْمُنَوَّرَةَ . فَقَالَ : أَنْزَلَ فَأَقْرَأَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ الصَّلَاةَ وَ قُلْ لَهُ : أَخُوكَ الْخَضِرُ يُقَرِّنُكَ السَّلَامَ .

یعنی ” اچانک ایک خوبصورت آدمی نظر آیا جو سیاہ و سفید داغوں والے گھوڑے پر سوار تھا۔ اس نے مجھے پانی پلایا اور کہا۔ میرے ساتھ چلے۔ تھوڑی دیر چلنے کے بعد اس نے مجھ سے پوچھا کہ کیا کوئی چیز نظر آ رہی ہے؟ میں نے کہا مدینہ طیبہ نظر آ رہا ہے۔ اس نے کہا۔ اترئے اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں جا کر ان پر درود شریف پڑھ کر کہیے کہ آپ کا بھائی خضر (علیہ السلام) آپ کو سلام کہتا ہے۔ “

معلوم ہوا کہ گھوڑے پر سوار شخص اور ابراہیم خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ کو پانی پلانے والے خضر علیہ السلام تھے جو بحکم خدا تعالیٰ ابراہیم خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ کیلئے نبی مددگار کے طور پر جنگل میں نمودار ہوئے اور انہیں پانی پلا کر موت

سے بچایا اور پھر انہیں مدینہ منورہ پہنچایا۔ اولیاء اللہ کے معاملات ایسے ہی عجیب و غریب ہوتے ہیں۔

تُو خدا ہی کے ہوئے پر تو چمن تیرا ہے

یہ چمن چیز ہے کیا سارا وطن تیرا ہے

مشہور بزرگ شیخ ابوالخیر اقطع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں ایک بار مدینہ منورہ گیا۔ پانچ روز گزر گئے مگر کھانے کو کچھ نہ ملا۔ میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ مبارک کے سامنے کھڑا ہوا اور آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر سلام بھیجنے کے بعد عرض کیا۔

يَا رَسُولَ اللَّهِ ! أَنَا ضَيْفُكَ اللَّيْلَةَ . وَتَنَحَّيْتُ وَنَمْتُ
خَلْفَ الْمَنْبَرِ . فَرَأَيْتُهُ ﷺ فِي الْمَنَامِ وَابُوبَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ
تَعَالَى عَنْهُ عَنِ يَمِينِهِ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ يَسَارِهِ
وَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ بَيْنَ يَدَيْهِ . فَحَرَكَنِي عَلِيٌّ
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَقَالَ لِي : قُمْ فَقَدْ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ . فَقُمْتُ إِلَيْهِ وَقَبَلْتُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ . فَدَفَعَنِي إِلَى رَغِيْفًا
فَأَكَلْتُ نَصْفَهُ . وَ انْتَبَهْتُ وَ فِي يَدِي وَاللَّهِ نَصْفَهُ .

یعنی ”یا نبی اللہ! آج رات میں آپ کا مہمان ہوں۔ پھر میں ہٹ کر منبر نبی علیہ السلام کے پیچھے سو گیا۔ خواب میں آنحضرت ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ کے ساتھ دائیں جانب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بائیں جانب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے آگے حضرت

علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے حرکت دے کر فرمایا اٹھئے، نبی ﷺ تشریف لے آئے ہیں۔ پس میں اٹھا اور نبی ﷺ کی پیشانی مبارک کا بوسہ لیا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے مجھے ایک روٹی دی۔ میں نے آدھی روٹی (خواب ہی میں) کھالی۔ پھر بیدار ہوا تو بقیہ آدھی روٹی میرے ہاتھ میں تھی۔“

حضرات کرام! خواہشاتِ نفسانیہ کو چھوڑ کر انسان عند اللہ بلند درجہ حاصل کر سکتا ہے۔

مسلمان کو چاہئے کہ اپنے قلب کو شوقِ عبادت اور ذکرِ خدا سے زندہ کرے۔ آجکل اکثر لوگوں کے دل شوقِ عبادت اور ذکرِ اللہ سے خالی ہونے کی وجہ سے مردہ ہیں۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

وہ دل نہیں جس میں کوئی ارماں نہیں ہوتا

وہ گھر نہیں جس میں کوئی مہماں نہیں ہوتا

وہ دیکھنے والے سے تو پنہاں نہیں ہوتا

ہاں دیکھنے والا بھی ہر انساں نہیں ہوتا

ایک موثق شخص یہ واقعہ بیان کرتا ہے کہ میں نے مشہور صوفی اور بزرگ حضرت سمون رحمہ اللہ تعالیٰ کو ایک مرتبہ طواف کرتے ہوئے دیکھا وھو یتمایل یعنی ”وہ خوشی سے جھوم رہے تھے“۔

میں نے ان کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ اس ذات کی قسم جس کے سامنے آپ اس وقت کھڑے ہیں۔ بتائیں کہ آپ اس درجہِ عظیمہ تک کیسے پہنچے؟

وہ شخص کہتا ہے کہ جب سمون رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے خدا تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونے کا ذکر سنا تو وہ بیہوش ہو کر گر پڑے۔

سمون تھوڑی دیر کے بعد جب ہوش میں آئے تو غم کے کچھ اشعار پڑھے۔ پھر فرمایا۔ اے میرے بھائی! میں نے اپنے نفس کو پانچ خصال کا خوگر بنایا ہے۔

الأولى أمتٌ مني ما كان حياً وهو هوى النفس . و
أحييت مني ما كان ميتاً وهو القلب .

و أما الثانية فإني أحضرت ما كان عني غائباً و هو
حظي من الدار الآخرة . و غيبت عني ما كان عني
حاضراً و هو نصيب من الدنيا .

و أما الثالثة فإني أبقيت ما كان فانياً عني و هو
التقى . و أفنيت ما كان باقياً عني و هو الهوى .

و أما الرابعة فإني أنست بالأمر الذي منه
تستوحشون و فررت من الأمر الذي إليه تسكنون .
عقلاء المجانين ص ۱۴۰ و الروض .

یعنی ” اول یہ کہ میں نے اپنے اندر زندہ خواہش نفسانی کو مار ڈالا اور مردہ دل کو زندہ کیا۔

دوم یہ کہ میں نے آخرت میں اپنے غائب نصیب کو حاضر کر دیا اور دنیا میں اپنے حاضر حصے کو غائب کر دیا۔

سوم یہ کہ جو میرے پاس فانی چیز تھی یعنی تقویٰ، جسے لوگ بیکار

و فانی سمجھتے ہیں، اسے باقی سمجھا اور جو میرے پاس باقی چیز تھی یعنی ہوائے نفس جسے لوگ باقی اور اہم سمجھتے ہیں اسے فنا کر دیا۔

چہاں یہ کہ میں اس چیز (عبادت و ذکر اللہ) سے مانوس ہوا جس سے تم نفرت کرتے ہو اور اس چیز سے بھاگا (یعنی اتباع شیطان سے) جس سے تم اُنس رکھتے ہو۔ (پانچویں خصلت نہیں بتائی)۔

پھر روانہ ہوتے ہوئے سمنوں نے دردِ آخرت و عشقِ آخرت کے یہ اشعار پڑھے۔

روحی اِلَیْكَ بِكَلِّهَا قَدْ اَقْبَلْتُ

لَوْ كَانَتْ فِیْكَ هَلَاكُهَا مَا اَقْلَعْتُ

تَبَكِّي عَلَیْكَ تَخَوْفًا وَ تَلَهُّفًا

حَتَّى يُقَالَ مِنَ الْبُكَاءِ تَقَطَّعْتُ

فَانظُرْ اِلَيْهَا نَظْرَةً بِتَعَطُّفٍ

فَلَطَّالِمًا مَتَّعْتَهَا فَتَمَّتْ

- (۱) یعنی ” اے محبوب! میری روح آپ کی طرف متوجہ ہے۔ آپ کی محبت میں اگر ہلاکت کا خطرہ ہو تو بھی وہ باز نہ آئے گی۔
- (۲) آپ کی مودت میں خوف و حزن سے گریاں ہے، یہاں تک کہ کہا جاتا ہے کہ اب تو وہ پارہ پارہ ہو جائیگی۔

(۳) اس کی طرف آپ کی ایک نگاہ شفقت چاہئے۔ کئی بار آپ نے جب اسے اس قسم کا نفع پہنچایا تو وہ روح لطف اندوز ہونے لگی۔

علی بن موفّق رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں ایک بار ایک قافلہ کے

ساتھ حج پر جا رہا تھا۔ میں ایک سواری پر سوار تھا۔ قافلہ میں کچھ لوگ پیدل چل رہے تھے۔

میں بھی سواری سے اتر گیا تاکہ پیدل چلنے والوں کی رفاقت اختیار کروں اور پیدل چلنے کا ثواب مل جائے۔ میں نے پیدل چلنے والوں میں سے ایک شخص کو اپنی سواری پر سوار کیا۔ چلتے چلتے ہم ایک مقام پر راستہ سے ہٹ کر آرام کرنے کے لئے لیٹے اور سو گئے۔

میں نے خواب میں کچھ حسین لڑکیوں کو دیکھا (یہ جنتی حوریں تھیں) جن کے ہاتھ میں چاندی کے لوٹے اور سونے کے طشت تھے۔ ان لڑکیوں نے یعنی جنتی حوروں نے پیدل چلنے والوں کے قدموں کو دھونا شروع کیا اور تمام اشخاص کے قدموں کو دھویا، ایک میں رہ گیا۔ ان میں سے ایک لڑکی نے دوسری لڑکیوں سے کہا۔

أَلَيْسَ هَذَا مِنْهُمْ ؟ قُلْنَ : لَا . هَذَا لَهُ مَحْمَلٌ .
فَقَالَتْ : بَلَى . هُوَ مِنْهُمْ لِأَنَّهُ أَحَبُّ الْمَشَى مَعَهُمْ . فغَسَلْنَ
رِجْلِي . فَذَهَبَ عَنِّي كُلُّ تَعَبٍ كُنْتُ أَجِدُهُ . رَوْض
الرياحين ص ۶۵ .

یعنی ”کیا یہ شخص ان پیدل چلنے والوں میں سے نہیں ہے؟“ دوسری لڑکیوں نے کہا۔ نہیں، کیونکہ اس کا تو محمل (کجاوہ، یعنی سواری) ہے اس لڑکی نے کہا (نہیں) بلکہ یہ بھی انہیں میں سے ہے کیونکہ اس نے بھی ان کے ساتھ (سواری سے اتر کر) پیدل چلنا پسند کیا ہے۔ پھر انہوں نے میرے پاؤں کو بھی دھویا جس سے میری ساری تھکان ختم ہو گئی۔“

شیخ ابو یعقوب بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں حرم شریف میں ایک مرتبہ دس روز تک بھوکا رہا۔ کھانے کو کچھ نہ ملا۔ دل میں خیال آیا کہ باہر میدان اور وادی میں جانا چاہئے شاید کھانے کو کچھ مل جائے۔ جب میں باہر نکلا تو مجھے ایک رڈی بدبودار شلغم ملا۔ میں نے اسے اٹھا تو لیا مگر دل میں نفرت پیدا ہوئی اور یہ خیال دل میں آیا کہ آخر میری قسمت میں ایسی رڈی چیز کیوں آئی۔ لہذا اسے قبول کرنے میں مجھے تردد ہوا چنانچہ میں نے اسے پھینک دیا اور واپس آکر مسجد حرام میں اس خیال اور اس نیت سے بیٹھ گیا کہ کھانے کیلئے شاید کوئی اچھی چیز مل جائے۔

اتنے میں ایک شخص میرے سامنے آکر بیٹھا اور ایک تھیلا میرے سامنے رکھ دیا اور کہا کہ یہ ہمسانی ہے جس میں پانچ سو دینار ہیں، یہ سب تمہارے ہیں۔

میں نے اسے کہا کہ تم نے میری تخصیص کیوں کی، یعنی یہ دینار تم نے مجھے ہی کیوں دیئے، کسی اور کو کیوں نہ دیئے؟

اس شخص نے کہا کہ ہم دس دن سے سمندر میں تھے۔ کشتی غرق ہونے لگی تھی۔ ہم میں سے ہر ایک نے سلامتی کی نذر مانی۔ میں نے یہ نذر مانی کہ اگر سلامتی نصیب ہوئی تو مجاورین کعبہ میں سے سب سے پہلے جس شخص پر میری نظر پڑے گی اسے پانچ سو دینار دوں گا، اور تم ہی مجھے سب سے پہلے نظر آئے اس لئے یہ پانچ سو دینار تمہیں دیئے ہیں۔

ابو یعقوب بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اس شخص سے

کہا کہ اسے کھولئے۔ اس نے کھولا۔

فَإِذَا فِيهَا كَعَكٌ مِّمِذٍ مِصْرِيٍّ وَلَوْذٌ مُّقَشَّرٌ وَسُكَّرٌ

كعاب .

یعنی ” اس میں مصری میدہ کی روٹی، مغز بادام اور شکر تھی۔“

میں نے ایک مٹھی شکر سے اور ایک مٹھی مغز بادام سے اٹھائی اور

باقی چیزیں اس شخص کو واپس دیدی اور کہا کہ یہ میری طرف سے بطور

ہدیہ اپنے بچوں کیلئے لے جاؤ۔

معلوم ہوتا ہے کہ پانچ سو دینار کے ساتھ وہ شخص کھانے کی

چیزیں بھی لے کر آیا تھا۔

ثُمَّ قُلْتُ لِنَفْسِي : رِزْقُكَ يَا نَفْسُ ! سِيرِ إِلَيْكَ مِنْدُ

عَشْرَةَ أَيَّامٍ وَ أَنْتِ تَطْلُبِينَهِ مِنَ الْوَادِي .

یعنی ” پھر میں نے اپنے نفس سے کہا کہ اے نفس! تیرا رزق

دس دن سے تیری طرف آرہا تھا اور تو اسے باہر وادی (میدان و بیابان)

میں تلاش کرتا ہے۔“

یہ تھا ہمارے بزرگوں کا حال۔ آج مسلمان برائے نام مسلمان

ہیں۔ ذرا بھوک یا افلاس سے دوچار ہوتے ہیں تو ہر قسم کے حرام کام کے

ارتکاب کیلئے تیار ہو جاتے ہیں۔

کسی شاعر نے اسی افسوسناک امر کا ذکر ان اشعار میں کیا ہے۔

اے مسلم خوابیدہ کچھ تجھ کو خبر بھی ہے

کس حال کو تو پہنچا کچھ اس پہ نظر بھی ہے

حالت پہ کبھی اپنی کچھ غور کیا تو نے
 سونے کے سوا کیا کچھ کام اور کیا تو نے
 تو موردِ طعنہ ہے ، رسوائے زمانہ ہے
 اغیار کے حملوں کا ہر وقت نشانہ ہے
 اعدانہ کریں تجھ پر کیوں مشقِ جفا اپنی
 اپنوں سے جو بھولا ہے تو خوئے وفا اپنی

ایک شخص کہتا ہے کہ میں نے ایک نوجوان کو مکہ مکرمہ کے راستے
 میں دیکھا۔ وہ ایسے ناز و نخرے سے جا رہا تھا جیسا کہ اپنے گھر کے صحن میں
 پھر رہا ہو۔ میں نے اسے کہا۔

ما هذه المشية يا فتى؟ فقال: مشية الفتيانِ خدام
 الرحمن . یعنی ” یہ کیسی رفتار ہے اے نوجوان؟ اس نے کہا کہ یہ اُن
 جوانوں کی رفتار ہے جو خدائے رحمن کے خدام ہیں “۔ پھر اس نے یہ
 اشعار پڑھے۔

أتیه بكِ افْتِخَارًا غَيْرَ أَنِي

أذُوبُ مِنَ الْمَهَابَةِ عِنْدَ ذِكْرِكَ

وَلَوْ أَنِّي قَدَرْتُ لَمِتُّ شَوْقًا

وَإِجْلَالًا لِأَجْلِ عَظِيمِ قَدْرِكَ

(۱) یعنی ” میں آپ کی محبت پر ناز کرتا ہوں لیکن پگھلتا ہوں
 ہیبت سے آپ کے ذکر کے وقت۔

(۲) اور اگر میرے اختیار میں ہوتا تو میں مرچکا ہوتا آپ کے شوق

سے اور آپ کی عظمت سے، کیونکہ آپ کی شان بہت بلند ہے۔“

میں نے اس سے پوچھا اَیْنَ زَاذِکَ وَ رَا حِلَّتُکَ ؟ یعنی ”تیرا

زادِراہ اور سواری کہاں ہے؟“ اس نے میری بات کا برا منایا اور کہا۔

أَرَأَيْتَ عَبْدًا ضَعِيفًا قَاصِدًا مَوْلَى كَرِيمًا حَمَلَ إِلَى
بَيْتِهِ طَعَامًا وَشَرَابًا . لَوْ فَعَلَ ذَلِكَ لِأَمْرِ الْخِدَامِ بِطَرْدِهِ عَنِ
بَابِهِ . إِنَّ الْمَوْلَى جَلَّتْ قُدْرَتُهُ لَمَا دَعَانِي إِلَى الْقَصْدِ إِلَيْهِ
رَزَقْنِي حُسْنَ التَّوَكُّلِ عَلَيْهِ . ثُمَّ غَابَ فَمَا رَأَيْتُهُ بَعْدُ .
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ .

یعنی ”کیا آپ نے کبھی ایسی گھٹیا سوچ والا بندہ بھی دیکھا ہے
کہ سخی مولیٰ کے پاس جا رہا ہو اور اس کے گھر میں اپنے کھانے پینے کا
سامان بھی ساتھ لے جائے؟ اگر وہ ایسا کرے تو وہ مالک اپنے خدام
کے ذریعہ اسے اپنے در (گھر) سے بھگا دے گا۔ میرے مولیٰ نے مجھے
اپنے گھر بلا کر اچھے توکل سے ہمکنار کیا ہے۔ (یعنی میرے کھانے پینے
کا انتظام اسی کے ذمہ ہے۔ وہ آدمی کہتا ہے کہ) پھر وہ نوجوان بزرگ
میری نظروں سے غائب ہو گیا۔“

ایک شخص کہتا ہے کہ میں نے ایک بار ایک فقیر کو بیابان میں
دیکھا۔ وہ ایک کنویں کے پاس آیا اور اس میں رسی کے ذریعے لوٹا لٹکایا
تاکہ پانی نکالے۔ اتفاق سے رسی ٹوٹ گئی اور لوٹا کنویں میں جاگرا۔

وہ فقیر تھوڑی دیر کھڑا رہا پھر اس نے کہا وَ عِزَّتِكَ لَا أُبْرَحُ
إِلَّا بِرِكَوَتِي أَوْ تَأْذَنَ لِي بِالْإِنْصِرَافِ .

یعنی ” (اے اللہ) آپ کی عزت کی قسم، میں یہیں کھڑا رہوں گا تا آنکہ مجھے لوٹا مل جائے یا آپ مجھے واپسی کا حکم دیدیں “

اتنے میں ایک ہرن آیا جو پیاسا تھا۔ اس نے کنویں میں دیکھا۔ پانی کنویں کے کنارے تک چڑھ آیا۔ ہرن نے پانی پیا اور چلا گیا۔ پانی کے بلند ہونے سے لوٹا بھی پانی کے ساتھ کنویں کے کنارے تک آ گیا۔ اس فقیر نے لوٹا نکالا اور کہا۔

إِلٰهِي مَا كَانَ لِي عِنْدَكَ مَحَلُّ ظَبِيَّةٍ فَهَتَفَ بِهِ هَاتِفٌ
يَقُولُ : يَا مُسْكِينُ ! جئتَ بِالرَّكْوَةِ وَ الْحَبْلِ . وَ جَاءَتْ
الظَّبِيَّةُ ذَاهِبَةً عَنِ الْأَسْبَابِ لِتَوَكَّلَهَا عَلَيْنَا .

یعنی ” اے اللہ! میری حیثیت آپ کے نزدیک ہرن سے بھی کم ہے۔ تو ہاتف فرشتے نے آواز دی۔ اے مسکین! تو لوٹے اور رسی پر بھروسہ کر کے ان کو ساتھ لایا اور ہرن ظاہری اسباب سے بے نیاز ہو کر صرف ہم پر ہی بھروسہ کر کے آیا “

حضرت عبدالواحد بن زید رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابو عاصم بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ جب تجاج ظالم نے آپ کی گرفتاری کیلئے پولیس آپ کے گھر بھیجی تو آپ نے اس وقت کیا تدبیر اختیار کی اور کیسے بچے؟

ابو عاصم رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب پولیس میرے گھر میں داخل ہوئی تو میں اس وقت مکان کے بالاخانے میں تھا۔ اچانک غیب سے مجھے ایک دھکا لگا۔ پھر میں نے اپنے آپ کو گھر سے ہزاروں میل دور جبل ابوقبیس (مکہ مکرمہ کے قریب ایک پہاڑ ہے) پر پایا۔

عبدالواحد رحمہ اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ پھر آپ کو کھانا کہاں سے ملتا تھا؟ ابو عاصم رحمہ اللہ تعالیٰ نے عبدالواحد کے سوال کا جو جواب دیا وہ نہایت ایمان افروز و حیرت انگیز ہے۔

قال : كَانَتْ تَأْتِي إِلَى عَجُوزٍ وَقَدْ إِفْطَارِي بِالرَّغِيفِينَ
الَّذِينَ كُنْتُ أَكُلُهُمَا بِالْبَصْرَةِ . فَقَالَ عَبْدُ الْوَاحِدِ : تِلْكَ
الدُّنْيَا أَمَرَهَا اللَّهُ أَنْ تَخْدِمَ أَبَاعَاصِمَ .

” شیخ ابو عاصم نے فرمایا کہ ہر روز ایک بڑھیا میرے پاس بوقت افطار اس قسم کی دو روٹیاں لے آتی تھی جو میں شہر بصرہ میں کھاتا تھا۔ شیخ عبدالواحد نے فرمایا یہ دنیا تھی جو بوڑھی عورت کی صورت میں بحکم خدا آپ کی خدمت کرتی رہی “۔

مسلمان کی شان اللہ تعالیٰ کے نزدیک انتہائی بلند ہے۔ جب مسلمان پوری طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ خود دنیا کو اس کی خدمت پر مامور کر دیتے ہیں۔

مشہور بزرگ حضرت ابراہیم خواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں ایک بار جنگل میں گیا۔ وہاں مجھے ایک عیسائی ملا جو وسط کمر (کمر کے درمیان) میں زنار (وہ دھاگہ جو ہر جگہ کافر وغیرہ پہنتے ہیں) باندھے ہوئے تھا۔

اس نے مجھے کہا کہ اٹھے سفر کریں گے۔ چنانچہ ہم نے سفر شروع کیا۔ سات دن چلتے رہے اور کھانے کو کوئی چیز نہ ملی۔ ساتویں دن عیسائی راہب نے کہا۔

هَاتِ مَا عِنْدَكَ مِنَ الْإِنْسَاطِ فَقَدْ جُعْنَا .

یعنی ” اے مسلمان! جو بزرگی رکھتے ہو وہ آج ظاہر کرو کیونکہ ہم بھوکے ہو گئے ہیں۔ “

ابراہیم خواصؒ فرماتے ہیں کہ میں نے دعا کی کہ اے اللہ! مجھے اس کافر کے سامنے رسوا نہ کرنا۔

فَرَأَيْتُ طَبَقًا عَلَيْهِ خُبْزٌ وَ شَوَاءٌ وَ رَطْبٌ وَ كَوْزٌ
مَاءٍ فَأَكَلْنَا وَ شَرَبْنَا .

یعنی ” اچانک میں نے ایک بڑی رکابی کو غیب سے نمودار ہوتے ہوئے دیکھا جس میں روٹی، گوشت اور کھجوریں تھیں اور پانی کا برتن بھی ساتھ تھا۔ پس ہم نے کھانا کھایا اور پانی پیا۔ “

پھر ہم نے سفر شروع کیا اور سات دن مزید چلے اور کچھ نہ کھایا۔ فرماتے ہیں کہ اس بار میں نے سبقت کرتے ہوئے راہب سے کہا۔

يَا رَاهِبَ النَّصْرَانِيَّةِ ! هَاتِ مَا عِنْدَكَ فَقَدْ انْتَهتِ
النُّوبَةُ إِلَيْكَ .

یعنی ” اے راہب! دکھائیے اپنی کرامت کیونکہ اب تمہاری باری ہے۔ “ راہب نے عصا (لاٹھی) پر تکیہ لگایا اور دعا کی۔ وَاِذَا
بَطَّبَقَيْنِ عَلَيْهِمَا اَضْعَافُ مَا كَانَ عَلٰى طَبَقِي .

یعنی ” اچانک دو بڑی رکابیاں نمودار ہوئیں جن میں میری رکابی کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ چیزیں تھیں۔ “

مجھے حیرت ہوئی اور غیرت بھی آئی۔ میں نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا۔ اس نے اصرار کیا مگر میں انکار کرتا رہا۔

پھر اس نے کہا کہ کھائیے۔ میں تمہیں دو خوشخبریاں سناتا ہوں۔

إِحْدَاهُمَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنْ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ . وَحَلَّ الزُّنَارُ .

وَالْأُخْرَى قُلْتُ : اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ لِهَذَا الْعَبْدِ حَظٌّ عِنْدَكَ فَافْتَحْ عَلَيْنَا .

یعنی ” ایک خوشخبری یہ ہے کہ میں مسلمان ہو کر کلمہ شہادت پڑھتا ہوں۔ پھر اس نے زُنار (وہ دھاگہ جو ہر یکن وغیرہ کافر پہنتے ہیں) کو کھول کر پھینک دیا۔

اور دوسری خوشخبری یہ ہے کہ میں نے تمہارے ہی وسیلے سے یوں دعا کی کہ اے اللہ! اگر اس مسلمان کی یعنی ابراہیم خواص کی آپ کے ہاں قدر ہے تو مجھے بھی اس مسلمان کے طفیل ایسی ہی کرامت سے نوازئیے۔ “

چنانچہ ہم نے وہ کھانا کھایا اور پانی پیا۔ پھر حج بیت اللہ کیا۔ ایک سال تک ہم اکٹھے رہے۔ پھر اس کا انتقال ہو گیا۔ میں نے بطحاء مکہ مکرمہ میں اسے دفن دیا۔

انہی حضرت ابراہیم خواص رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے فرماتے ہیں
دواء القلب في خمسة أشياء : قراءة القرآن بالتدبر وقيام الليل و خلاء الباطن و التصرع عند السحر و مجالسة

الصّٰلِحِیْنَ . یعنی ” امراض قلب کا علاج پانچ امور سے ہوتا ہے
 (۱) قرآن کی تلاوت جو غور و تدبیر سے ہو (۲) تہجد کی نماز (۳) خالی
 پیٹ رہنا یعنی بسیار خوری سے بچنا (۴) بوقتِ سحر خدا کے سامنے عاجزی
 کرنا (۵) اور بزرگوں کی صحبت “ -

دوستو اور بھائیو! ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم ہمیشہ وہ اعمال
 کریں جو تقویٰ و احتیاط کے مقتضی کے مطابق ہوں۔ ہر مسلمان پر لازم
 ہے کہ ساری زندگی اللہ تعالیٰ کی رضا کے کاموں میں گزارے۔ زندگی
 حصولِ رضائے خدا تعالیٰ اور حصولِ مسرتِ آخرت کیلئے دی گئی ہے۔

مگر افسوس..... کہ ہم مسلمان اپنی زندگی دنیاوی امور میں صرف
 کر رہے ہیں۔ عبادت اور فکرِ آخرت سے غافل ہیں۔ یہ زندگی دنیاوی
 کاموں کیلئے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کیلئے دی گئی ہے۔

زندگی آمد برائے بندگی

نے برائے خوردنی است ایس زندگی

زندگی بے بندگی شرمندگی

زندگی با بندگی تابندگی

(۱) ” انسان کی یہ زندگی اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے دی گئی ہے
 نہ کہ کھانے پینے کیلئے۔

(۲) اللہ عز و جل کی عبادت کے بغیر یہ زندگی باعثِ شرمندگی ہے
 اور اللہ تعالیٰ کی عبادت سے یہ زندگی اُخروی روشنی ہے “ -

خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

تو نے منصب بھی کوئی پایا تو کیا
 گنج سیم و زر بھی ہاتھ آیا تو کیا
 قصرِ عالی شاں بھی بنوایا تو کیا
 دبدبہ بھی اپنا دکھلایا تو کیا

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
 کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

قیصر و اسکندر و جم چل بے
 زال اور سہراب و رستم چل بے
 کیسے کیسے شیر و ضیغم چل بے

سب دکھا کر اپنا دم خم چل بے
 ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے
 کیسے کیسے گھرا جاڑے موت نے

کھیل کتنوں کے بگاڑے موت نے
 فیل تن کیا کیا پچھاڑے موت نے

سرو قد قبروں میں گاڑے موت نے
 ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

انسان کو اپنا مقدر رزق ضرور ملتا ہے۔ اس لئے تحصیلِ رزق

کے سلسلے میں حرام و مسائل سے اور حرام کاموں کے ارتکاب سے بچنا

چاہئے۔ اس سلسلے میں ایک حدیث پیش خدمت ہے۔

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال : قال رسول اللہ ﷺ : أَيُّهَا النَّاسُ ! إِنْ أَحَدَكُمْ لَنْ يَمُوتَ حَتَّى يَسْتَكْمِلَ رِزْقَهُ فَلَا تَسْتَبْطِئُوا الرِّزْقَ . وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاجْتَلُوا فِي الطَّلَبِ فُحْضُوا مَا أَحَلَّ اللَّهُ وَذَرُّوا مَا حَرَّمَ اللَّهُ .
یعنی ” حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔ اے لوگو! تم میں سے کسی کی موت اس وقت تک نہیں آسکتی جب تک وہ اپنا رزق پورے کا پورا حاصل نہ کر لے۔ پس رزق کی تاخیر سے دل میں تنگی محسوس نہ کیا کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جائز طریقوں سے (رزق) طلب کرو۔ پس حلال چیزوں کو حاصل کرو اور حرام چیزوں کو چھوڑ دو “

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ ہر شخص کو اپنا رزق ضرور پہنچتا ہے۔ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ رزق سے محروم نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح کوئی انسان اللہ تعالیٰ کے مقرر کئے ہوئے رزق سے ایک ذرہ بھی زیادہ حاصل نہیں کر سکتا۔

ایک اور حدیث ہے۔ قال رسول اللہ ﷺ : لِكُلِّ أُمَّةٍ فِتْنَةٌ وَفِتْنَةُ أُمَّتِي الْمَالُ .

یعنی ” ہر امت کیلئے کوئی چیز فتنہ ہوتی ہے اور میری امت کیلئے بڑا فتنہ مال ہے “

ایک اور حدیث شریف ہے۔ قال علیہ السلام : إِنْ

اللہ یقول : ابن آدم ! تفرغ لِعِبَادَتِي أَمَلًا صَدْرَكَ غِنَى .
وَأَسَدُ فَقْرِكَ . و إن لَّمْ تَفْعَلْ مَلَأْتُ يَدَكَ شُغْلًا . و لَمْ
أَسَدَ فَقْرَكَ .

یعنی ” نبی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔
اے ابن آدم ! تو میری عبادت کیلئے فارغ ہو جا۔ میں تیرا سینہ غنا سے
بھر دوں گا اور تیری غربت ختم کر دوں گا۔ اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تیرے
ہاتھوں کو دنیاوی دھندوں میں مصروف کر کے تیرے افلاس کو ختم نہیں
کروں گا۔ “

جو بندہ عبادت و تقویٰ کو اپنی زندگی کا مقصود بنا لیتا ہے اسے اللہ
تعالیٰ کی طرف سے غیب سے رزق ملتا ہے۔

ایک فقیر و درویش کی حکایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں خلوت
مع اللہ اور سیاحت کے ارادے سے جنگل کی طرف نکلا۔ تین دن مسلسل
سفر کیا۔ چوتھے روز باطن میں یعنی دل میں ایک حرکت سی محسوس ہوئی
اور ظاہری حرکت میں بھی زیادتی ہوئی۔

فرماتے ہیں کہ میں اسی کیفیت میں تھا کہ دو خوبصورت اور حسین
چہرے والے بوڑھے درویش میرے پاس آئے۔ انہوں نے مجھے
السلام علیکم کہا۔ میں نے جواب دیا۔ پھر انہوں نے میرا نام پوچھا۔ میں
نے کہا میرا نام عبد اللہ ہے۔ انہوں نے کہا ہم سب عبید اللہ (خدا کے
بندے) ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے طالب ہیں۔

پھر ہم اکٹھے سفر پر روانہ ہوئے۔ جب نمازِ ظہر کا وقت ہوا تو

ایک درویش نے مجھے کہا کہ نماز پڑھائیے۔ میں نے انکار کیا اور کہا یہ بوجھ آپ اٹھائیں۔ انہوں نے نماز پڑھائی۔ فرض نماز اور نفلوں سے فارغ ہوئے۔

فَقَدَّمْ إِلَيْنَا طَبَقًا عَلَيْهِ قُطْفٌ عِنَبٍ وَتَيْنٌ لَمْ أَرِ أَحْسَنَ مِنْهُ وَقَالَ : بِسْمِ اللَّهِ . فَأَكَلْنَا حَاجَتَنَا وَ مَشِينَا .
یعنی ” انہوں نے ہمارے سامنے ایک رکابی رکھی جس میں انگور کے خوشے اور انجیر تھے۔ میں نے کھانے کی ان چیزوں سے زیادہ خوبصورت اور اچھی چیزیں نہیں کھائی تھیں اور نہ دیکھی تھیں۔ انہوں نے فرمایا بسم اللہ پڑھئے اور کھائیے۔ ہم نے بقدر ضرورت کھایا اور پھر وہاں سے چلے۔“

دوسرے دن پھر بوقت ظہر انہوں نے مجھے کہا کہ نماز پڑھائیے۔ میں نے انکار کیا تو انہوں نے خود نماز پڑھائی۔ نماز سے فراغت کے بعد پھر اسی طرح کھانے کی اشیاء سامنے آگئیں اور ہم نے حسب ضرورت کھائیں۔

تیسرے دن میرے دل میں خیال آیا کہ ان کی بات مان کر نماز پڑھانی چاہئے۔ نماز پڑھانے سے کچھ قبل میں نے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتے ہوئے درج ذیل دعا مانگی۔

فَرَفَعْتُ طَرْفِي إِلَى السَّمَاءِ وَقُلْتُ : اللَّهُمَّ إِنَّكَ وَلِيُّ النِّعَمِ مِنْ غَيْرِ اسْتِحْقَاقٍ . وَأَنَا عَبْدُكَ ضَعِيفٌ غَيْرُ مُسْتَحِقٍّ لِلنِّعَمِ . وَقَدْ رَجَعْتُ إِلَيْكَ فِيمَا أَقْصَدُهُ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ

قدیر .

یعنی ” میں نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر کہا۔ اے اللہ! آپ نعمتوں کے مالک ہیں۔ بغیر استحقاق کے بھی دیتے ہیں۔ میں آپ کا ضعیف بندہ ہوں اور نعمتوں کا مستحق نہیں ہوں۔ میں اپنے اس مقصد (حصولِ نعمت) میں آپ کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ بے شک آپ ہر چیز پر قادر ہیں۔ “

چنانچہ بوقتِ ظہر انہوں نے حسبِ سابق مجھے فرمایا۔ تُصَلِّیٰ بِنَا؟ قُلْتُ : إِنْ شَاءَ اللَّهُ . یعنی ” کیا تم نماز پڑھاؤ گے؟ میں نے کہا ان شاء اللہ پڑھاؤنگا۔ “

میں نے نماز پڑھائی۔ بقیہ نماز سے فارغ ہو کر جب دائیں طرف دیکھا فرأیتُ الطَّبَقَ بَعِينِهِ وِ عَلَيْهِ قُطْفُ عُنْبٍ وَ تَيْنٌ وَ زَمَانٌ .

یعنی ” میں نے حسبِ سابق اسی طرح رکابی دیکھی جس میں انگور کے خوشے، انجیر اور انار تھے۔ “

ہم نے وہ چیزیں کھائیں۔ میں نے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے نعمت سے سرفراز فرمایا۔ ہم چالیس دن اکٹھے رہے۔ ہر روز باری باری ایک آدمی نماز پڑھانے کیلئے آگے ہوتا اور نماز کے بعد اسی طرح غیب سے کھانا آجاتا۔

چالیس دن کے بعد ان درویشوں نے کہا۔

الْخَلِيفَةُ عَلَيْكَ اللَّهُ . فَقُلْتُ : وَعَلَيْكُمْ . وَاحْصِرَفَ

كُلَّ مَنْ عَنِ صَاحِبِهِ وَلَمْ يَسْأَلْ أَحَدًا مِّنَّا صَاحِبَهُ عَنِ شَيْءٍ .
 ثُمَّ بَقِيَتْ عَلَيَّ ذَلِكَ الْحَالُ تَتَجَدَّدُ نِعْمَةُ اللَّهِ عَلَيَّ فِي كُلِّ
 يَوْمٍ ظَاهِرًا وَبَاطِنًا . وَ كُلَّ وَقْتٍ أَشْكُرُ اللَّهَ فِيهِ تَزِيدُ نِعْمَهُ
 عَلَيَّ وَ إِحْسَانَهُ .

یعنی ” انہوں نے مجھے کہا کہ بس تم اللہ تعالیٰ کے سپرد اور میں
 نے بھی کہا کہ آپ دونوں بھی اللہ تعالیٰ کے سپرد۔ پھر ہم جدا ہو گئے لیکن
 کسی نے ایک دوسرے کے حال مقصد کے متعلق سوال نہ کیا۔ میں تنہا
 جنگل میں اسی حالت پر رہا۔ ہر روز اللہ تعالیٰ کی ظاہری و باطنی نعمتیں
 نمودار ہوتی رہیں (اور میں بقدر ضرورت استعمال کرتا رہا) اور جس وقت
 میں اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتا اس وقت اللہ تعالیٰ کے انعامات و احسانات
 مزید نازل ہوتے “۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

تو خدا ہی کے ہوئے پرتو چمن تیرا ہے

یہ چمن چیز ہے کیا سارا وطن تیرا ہے

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کو اپنا مقصود بنا لیتے ہیں انہیں اسی

طرح غیب سے کھانے پینے کی چیزیں ملتی ہیں۔

جو درس و سبق شاہِ بطحاء نے دیا تھا آج وہ سبق ہم بھول گئے

ہیں۔ افسوس صد افسوس..... اُخْوَتِ وَالْفَتِ بَاتِي نَهِيں رہی۔ ہمدردی و

غم خواری عنقاء پرندے کی طرح معدوم ہو گئی۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

وہ رازِ ظفر مندی تعلیمِ اخوت کی
تاکید مسلمان سے بھائی سے محبت کی

وہ طرزِ وفاداری وہ شیوہ ہمدردی
وہ شانِ مسلمانی وہ آنِ جواں مردی

ہاں تو نے بھلا دی وہ تعلیم بھلا دی ہے
حق ہے جو تجھے تیرے مالک نے سزا دی ہے

اس قعرِ مذلت سے گر تجھ کو نکلنا ہے
گر تجھ کو سنورنا ہے گر تجھ کو سنبھلنا ہے

خواہش ہے اگر تیری پھر پہلی سی عزت ہو
وہ جاہ وہ حشمت ہو وہ رعب وہ سطوت ہو

پہلے کی طرح نصرتِ آآ کے قدم چومے
ہر ایک زمین والا تیرا ہی علم چومے

اس درسِ اخوت کا آ اور اعادہ کر
ہاں جوشِ محبت کو پہلے سے زیادہ کر

مشہور عارفِ زمانہ شیخ ابو عبد اللہ دینوریؒ فرماتے ہیں کہ ایک بار
میرے پاس ایک خستہ حال درویش آکر بیٹھ گیا۔ میں نے دل میں ارادہ
کیا کہ اپنے جوتے کسی کے پاس رہن (گروی) رکھ دوں تاکہ کھانے کی
کوئی چیز لے کر اس درویش کو کھلاؤں یا اسے خیرات دوں۔ مگر نفس
نے ایسا کرنے سے روکا اور کہا۔

كَيْفَ تَمُّ لَكَ طَهَارَةٌ مَعَ الْخِفَاءِ . فَقُلْتُ : أَرْهِنُ

رکوتی فمعتنی أيضاً و قالت : فبأی شیء تتوضأ .
 یعنی ” ننگے پاؤں رہ کر پاؤں کی صفائی کس طرح برقرار رکھ سکو
 گے۔ پھر خیال آیا کہ یہ لوٹا (کسی کے پاس) گروی رکھ دوں۔ پس نفس
 نے اس سے بھی روکا اور کہا کہ پھر وضو کس چیز کے ساتھ کرو گے۔“
 پھر ارادہ ہوا کہ یہ دست مال (منديل یا چادر) گروی رکھ دوں۔
 لیکن نفس نے اس سے بھی روکا اور کہا۔

تبقى مكشوف الرأس . فقلت : و ما فی ذلك ؟
 فجعلت أراجعها فی ذلك .

یعنی ” (اگر تم نے منديل اور کپڑا رہن رکھ دیا تو) پھر ننگے سر
 رہ جاؤ گے۔ میں نے دل میں کہا کہ ننگے سر رہ جانے میں کیا حرج ہے۔
 میں نفس کے اس تردد اور کشمکش میں متفکر تھا۔“

تسنے میں وہ درویش اٹھا، کمر باندھی اور عصا اٹھایا اور میری
 طرف دیکھ کر کہنے لگا۔ اے خسیس ہمت والے! اپنا دست مال (منديل
 یا کپڑا) اپنے پاس رکھ۔ میں جا رہا ہوں۔

معلوم ہوتا ہے کہ وہ درویش ولی اللہ اور صاحب کشف والہام
 تھے۔ انہیں شیخ دینوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے قلبی ارادوں اور تردد کا کشف ہو گیا۔

قال : فعقدت مع الله أن لا آكل الخبز حتى ألقاه .
 فقيل : إنه أقام بعد ذلك ثلاثين سنة لم يأكل الخبز . روض
 الرياحين للشيخ يافعي رحمه الله تعالى ص ۱۱۵ .

یعنی ” دینوری فرماتے ہیں کہ میں نے بطور افسوس یہ قسم اٹھا

لی کہ اس وقت تک روٹی نہیں کھاؤنگا جب تک اس درویش بزرگ کی (دوبارہ) ملاقات نصیب نہ ہو جائے (مگر وہ درویش پھر کہاں مل سکتے تھے) چنانچہ دینوریؒ نے (اس درویش سے ملاقات نہ ہونے کی وجہ سے) تیس سال تک روٹی نہ کھائی (ترکاریوں اور درختوں کے پتوں پر گزارہ کرتے رہے)۔“

ایسے بزرگ بھی دنیا میں گزرے ہیں جن کی باطنی خوراک اور روحانی غذا صرف ذکر اللہ ہوتی تھی۔ ذکر اللہ ہی ان کی قوت و طاقت کا مدار ہوتا تھا۔ آج ہم ذکر اللہ سے کتنے غافل ہیں۔ ہم ظاہر میں کچھ اور ہیں اور باطن میں کچھ اور۔

دورنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا

مشہور بزرگ ابو ترابؓ نخشیؒ فرماتے ہیں۔

نخشی بندگی نکو چیز است نافہ راخوں شمر چو بونود

ہر کہ در بندگی نکو باشد جز نکوئی نصیب او نبود

(۱) ”اے نخشی! اللہ تعالیٰ کی بندگی ہی اچھی چیز ہے۔ خوشبو کے

بغیر نافہ مشک خون ہی ہے۔

(۲) جو شخص بندگی میں اچھے طریقے پر گامزن ہو۔ بس نیکی و فلاح

دارین ہی اس کے حصے میں آئیگی۔“

عبادت، تقویٰ اور ذکر اللہ سے غفلت ہی دنیاوی و اخروی

مصائب کا سبب اور تنگی رزق کی موجب ہے۔

شیخ ابو العباس مسروق ر۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بار

شہر بصرہ میں ساحل دریا پر ایک شکاری کو دیکھا جو مچھلیوں کا شکار کر رہا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی ایک چھوٹی بچی بھی تھی۔ وہ مچھلیاں پکڑ پکڑ کر اپنی بچی کے حوالے کر رہا تھا تاکہ وہ ان مچھلیوں کی نگرانی اور حفاظت کرے۔ کافی دیر کے بعد وہ شکاری اپنی بچی کے پاس آیا۔ اس کا خیال تھا کہ میں نے کافی مچھلیاں پکڑ لی ہیں۔ مگر اسے حیرت ہوئی کہ وہاں ایک مچھلی بھی موجود نہ تھی۔

اس نے بچی سے پوچھا کہ مچھلیاں کہاں گئیں؟ بچی نے بڑا قیمتی جواب دیا۔ کہنے لگی۔

يَا أَبَتِ ! أَلَيْسَ سَمِعْتُ تَرَوِي عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ : لَا تَقْعُ سَمَكَةٌ فِي شَبَكَةٍ إِلَّا إِذَا غَفَلَتْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى . فَبَكَى الرَّجُلُ وَرَمَى بِالسَّنَارَةِ .

یعنی ” اے ابا جان! میں نے آپ سے نبی اکرم ﷺ کی یہ حدیث سنی تھی کہ جال میں وہ مچھلی گرفتار ہوتی ہے جو ذکرِ خدا تعالیٰ سے غافل ہو جائے (لہذا یہ مناسب نہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل مچھلیوں کا گوشت کھائیں، چنانچہ میں ان مچھلیوں کو دریا میں واپس پھینکتی رہی)۔ یہ سن کر وہ شخص رونے لگا اور جال اور ڈور کو پھینک دیا (اور ذکر اللہ و عبادت کا مشغلہ اختیار کیا)۔“

حضرات کرام! اللہ تعالیٰ کے قرب میں جو عزت ہے وہ اور کہیں نہیں مل سکتی۔ ہر قسم کی عزت و عظمت و ترقی و اسبابِ مسرت و ذرائعِ رزق و مال اللہ عز و جل کے قبضے میں ہیں۔ عربی کے ایک شاعر نے کیا

خوب کہا ہے۔

لَقَدْ ضَيَّعْتَ حَظَّكَ مِنْ وَصَالِي

وَبِعْتَ بِأَبْخَسِ الْأَثْمَانِ كَنْزًا

فَكَيْفَ رَضَيْتَ يَا هَذَا بَدُونِي

وَقَرْبُكَ مِنْ جَنَابِي كَانَ عِزًّا

سَتَعْرِفُنِي إِذَا جَرَّبْتَ غَيْرِي

وَتَعْلَمُ أَنَّي لَكَ كُنْتُ حِرْزًا

(۱) یعنی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ” اے بندے! افسوس..... تو

نے میرے قرب میں سے اپنا حصہ ضائع کر دیا اور چند روٹی روپے کے بدلے تو نے بڑا خزانہ بیچ ڈالا۔

(۲) اے محبت! میرے سوا کسی غیر کے قرب پر تو کیسے راضی ہوا

جبکہ میری ذات کا قرب ہی تیرے لئے بڑی عزت کا باعث تھا۔

(۳) اے محبت! میری قدر تجھے اس وقت معلوم ہوگی جب تو

میرے سوا کسی غیر کو آزمالے گا۔ اس وقت تجھے پتہ چل جائیگا کہ میں تیرے لئے سرمایہ افتخار تھا۔“

روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی خلافت کے

زمانہ میں ایک رات گشت کرتے کرتے تھک گئے اور ایک دیوار سے

تکیہ لگایا۔

گھر کے اندر سے آپ کو باتوں کی آواز سنائی دی۔ ایک عورت

اپنی بیٹی سے کہہ رہی تھی۔ قَوْمِي إِلَى ذَلِكَ اللَّبَنِ فَاْمَذُقِيهِ بِالْمَاءِ .

” اٹھو اور دودھ میں پانی ملا دو “ -

بیٹی نے کہا۔ اے اماں! آج آپ نے امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم نہیں سنا؟ ماں نے کہا امیر المؤمنین کا کیا حکم ہے؟ بیٹی نے کہا۔

إِنَّهُ أَمَرَ مُنَادِيَهُ فَنَادَى : أَلَا لَأُشَابُ اللَّبَنُ بِالْمَاءِ .
فَقَالَتْ : اِمْدِقِيهِ فَإِنَّكَ بِمَوْضِعٍ لَا يِرَاكُ عَمْرٌ وَ لَا مُنَادِي
عَمْرٌ . فَقَالَتْ الصَّبِيَّةُ : مَا كُنْتُ لِأَطِيعُهُ فِي الْمَلَأِ وَأَعَصِيهِ
فِي الْخَلَاءِ .

یعنی ” حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے ان کے منادی نے یہ ندا دی ہے کہ دودھ میں پانی ملا کر نہ پیو۔ ماں نے کہا بیٹی! دودھ میں پانی ملا دے۔ اس جگہ تجھے نہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیکھ رہے ہیں اور نہ ان کا منادی۔ لڑکی نے کہا اے اماں! میں ایسی نہیں ہوں کہ ظاہر میں ان کی اطاعت کروں اور خلوت میں ان کی مخالفت کروں۔“

کتب آثار و تاریخ میں علماء اس حکایت کے بعد لکھتے ہیں کہ اس لڑکی کی دیانتداری و تقویٰ والی اس بات سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت خوش ہوئے اور اپنی اولاد میں سے ایک لڑکے سے اس کا نکاح کر دیا۔ اسی لڑکی کی نسل سے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ پیدا ہوئے جو بڑے عادل خلیفہ تھے۔

حکایت ہے کہ ایک دولتمند و امیر آدمی مشہور صوفی و زاہد حضرت حاتم اصم رحمہ اللہ تعالیٰ کے گھر پر گزرا۔ اس نے پینے کیلئے پانی مانگا۔

گھر والوں نے پانی دیا۔ پانی پینے کے بعد اس امیر آدمی نے ان کے گھر والوں کو کچھ مال دیا۔ اسے دیکھ کر اس کے دیگر رفقاء نے بھی حسبِ وسعت کچھ تحائف و عطایا دیئے۔ گھر والے بہت خوش ہوئے۔

صرف ایک بچی جو حضرت حاتمِ اصم کی بیٹی تھی رونے لگی۔ اس سے رونے کی وجہ پوچھی گئی تو اس نے جو جواب دیا وہ نہایت عارفانہ و حکیمانہ ہے اور آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔

فَقَالَتْ : مَخْلُوقَ نَظَرَ إِلَيْنَا نَظْرَةً فَاسْتَغْنَيْنَا . فَكَيْفَ لَوْ نَظَرَ إِلَيْنَا الْخَالِقُ سُبْحَانَهُ .

یعنی ” اس نے کہا کہ مخلوق کی ادنیٰ سخاوت و معمولی نگاہِ شفقت سے ہم غنی ہو گئے تو خالق جہاں کی نگاہِ شفقت و سخاوت کا کتنا بڑا اثر ہوگا۔“

اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں آخرت کی فکر اور جنت کا شوق و محبت ڈال دیں۔ ذکر اللہ و عبادت و ذکرِ موت کی طرف ہمارے قلوب کو متوجہ فرمادیں۔ یہ دنیا عیش و عشرت کی جگہ نہیں ہے یہاں کی سب چیزیں فانی ہیں۔ یہاں کی فانی رونقیں جی لگانے کے قابل نہیں ہیں۔

حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وہ ہے عیش و عشرت کا کوئی محل بھی

جہاں تاک میں ہر گھڑی ہو اجل بھی

بس اب اپنے اس جہل سے تو نکل بھی

یہ طرزِ معیشت اب اپنا بدل بھی

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جاہے تماشہ نہیں ہے
جب اس بزم سے اٹھ گئے دوست اکثر

اور اٹھتے چلے جا رہے ہیں برابر
یہ ہر وقت پیش نظر جب ہے منظر

یہاں پر ترا دل بہلتا ہے کیونکر
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے

یہ عبرت کی جاہے تماشہ نہیں ہے
یہ دنیائے فانی ہے محبوب تجھ کو

ہوئی واہ کیا چیز مرغوب تجھ کو
نہیں عقل اتنی بھی مجذوب تجھ کو

سمجھ لینا اب چاہئے خوب تجھ کو
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے

یہ عبرت کی جاہے تماشہ نہیں ہے
فاسق و فاجر عموماً خلوت ہی میں گناہ کی جرأت کرتا ہے اور جہاں

عام لوگ دیکھتے ہوں وہاں وہ گناہ کی جرأت کم کرتا ہے۔ افسوس صد
افسوس..... ان فساق و فجار کو یہ خیال کیوں نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ ہر وقت
حاضر و ناظر ہیں۔ اللہ تعالیٰ جس طرح جلوت میں دیکھتے ہیں اسی طرح وہ
خلوت میں بھی سب کچھ دیکھتے ہیں۔

عربی کا ایک شاعر اللہ تعالیٰ کے عالم الغیب ہونے کا ذکر کرتے

ہوئے کہتا ہے۔

إِذَا مَا خَلَوْتَ الدَّهْرَ يَوْمًا فَلَا تَقْلُ
خَلَوْتُ وَلَكِنْ قُلْ عَلَيَّ رَقِيبٌ
فَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ يَغْفُلُ سَاعَةً

و لَا أَنْ مَا تَخْفِيهِ عَنْهُ يَغِيبُ

(۱) یعنی ” بوقت خلوت (علیحدگی) یہ نہ سمجھنا کہ تو خلوت میں ہے بلکہ یقین رکھ کہ تجھ پر ایک نگران ہے۔

(۲) یہ خیال نہ کر کہ اللہ تعالیٰ کسی وقت غافل ہوتا ہے اور نہ یہ خیال کر کہ تیری مخفی باتیں اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ رہ سکتی ہیں “۔

شیخ ابوالربیع ماقی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں جنگلوں میں ذکر اللہ کر کے زندگی گزارتا تھا۔ فَقِيصَ اللَّهُ لِي طَيْرًا . إِذَا كَانَ اللَّيْلُ يَنْزِلُ قَرِيبًا مِنِّي يَبِيتُ يُسَامِرُنِي . فَكُنْتُ أَسْمَعُهُ فِي اللَّيْلِ يَنْطِقُ : يَا قُدُّوسُ ! يَا قُدُّوسُ ! فَإِذَا أَصْبَحَ صَفَّقَ بِجَنَاحَيْهِ وَ قَالَ : سُبْحَانَ الرَّازِقِ .

یعنی ابوالربیع فرماتے ہیں کہ ” اللہ تعالیٰ نے میری رفاقت کیلئے ایک پرندہ مقرر کر دیا۔ وہ رات کو میرے پاس ٹھہرتا تھا اور مجھ سے باتیں کرتا تھا۔ رات کو وہ پرندہ یہ ذکر کرتا تھا یا قُدُّوس ، یا قُدُّوس۔ جب صبح ہو جاتی تو وہ پروں کو آپس میں مارتے اور ہلاتے ہوئے کہتا سبحان الرازق (پاک ہے وہ ذات جو رازق ہے) “۔

دوستو! غور فرمائیں کہ پرندوں کو بھی اس بات کا یقین ہے کہ

ہمارا رازق اللہ تعالیٰ ہے۔ پرندوں کے اس قسم کے حیرت انگیز احوال دکھا کر اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رازقیتِ کاملہ کی تعلیم دیتے ہیں۔

حضرت ذوالنون مصریٰ فرماتے ہیں کہ میں ایک بار مصر سے بعض دیہات کی طرف جاتے ہوئے راستے میں ایک جگہ سو گیا۔ جب بیدار ہوا تو دیکھا کہ ایک اندھا پرندہ جسے عربی میں قنبرہ کہتے ہیں (یعنی چنڈول چڑیا جسے فارسی میں چکاوک کہتے ہیں) درخت سے نیچے گرا۔

فَانشَقَّتِ الْاَرْضُ فَخَرَجَ مِنْهَا سَكْرُجَتَانِ .

احداهما من ذَهَبٍ وِ الْاُخْرٰى مِنْ فِضَّةٍ . فِي اِحْدَاهُمَا بِمَسْمِمْ وِ فِي الْاُخْرٰى مَاءٌ وِرْدٍ . فَاكَلْتُ مِنْ هَذِهِ وَشَرِبْتُ مِنْ هَذِهِ . فَقُلْتُ : حَسْبِي . وَلَزِمْتُ الْبَابَ اِلٰى اَنْ قَبِلْنٰى .

یعنی ” (اس پرندے کے نیچے گرتے ہی) زمین پھٹ گئی، اس سے دو طشتریاں نمودار ہوئیں۔ ایک طشتری سونے کی تھی اور دوسری چاندی کی۔ ایک میں کنجد (تل) تھے اور دوسری میں گلاب کا پانی تھا۔

پرندے نے اُس (تل والی طشتری) سے کھایا اور اس (پانی والی طشتری) سے پیا۔ میں نے دل میں کہا۔ بس بس، عبرت کا یہ واقعہ میرے لئے کافی ہے۔ پھر میں (اللہ تعالیٰ کے) دروازہٴ رحمت سے وابستہ رہا تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے قبول فرمایا۔“

دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے مقبول بندے بنا لیں۔ آمین۔
اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کو خاص احسانات و انعامات سے نوازتے

ہیں۔

مشہور زمانہ ولی اللہ حضرت ابو تراب نخشی رحمہ تعالیٰ کی ایک رباعی

ہے، وہ فرماتے ہیں۔

نخشی چُست باش در رہِ حق قیمتی شد بدہر نافہ ز بُو

مرد کو چُست نیست در رہِ دین نزد مردانِ راہ زن بہ ازو

(۱) ” اے نخشی! راہِ عبادت و حق میں چست اور تیز رہنا چاہئے

کیونکہ صرف اعلیٰ مہک ہی کی وجہ سے نافہ مشک قیمتی شمار ہوتا ہے۔

(۲) جو مرد راہِ دین و خیر میں چست نہ ہو بلکہ کابل ہو۔ اہل حق کے

نزدیک ایسے مرد سے عورت بہتر و اعلیٰ ہے۔ “

بعض کتابوں میں مذکور ہے کہ ایک شخص طلبِ رزق کیلئے گھر سے

نکلا۔ فصلوں کی کٹائی کا موسم تھا۔ راستے میں بارش آگئی۔ وہ شخص بارش سے

بچنے کیلئے ایک غار میں گھسا۔ غار میں اس نے ایک اندھے عقاب کو

دیکھا (یہ پرندہ باز کی طرح دوسرے پرندوں کا شکار کرتا ہے اور سید الطیور

یعنی پرندوں کا سردار کہلاتا ہے)۔ وہ شخص متفکر ہوا اور یہ سوچنے لگا کہ یہ

اندھا عقاب کہاں سے کھاتا ہوگا؟

و إذا بحمامةٍ قد دخلت تستکنُ فی الکھفِ من

المطرِ . فوقعت فوقَ العُقاب . فأمسکھا العُقاب فأکلھا .

فرجع ذلك الانسان إلى مکانه و توکل علی اللہ .

یعنی ” اچانک ایک کبوتر بارش سے بچنے کیلئے غار میں گھسا اور جا کر

عقاب پر بیٹھ گیا۔ عقاب نے اسے دبوچ کر کھالیا۔ (یہ منظر دیکھ کر) وہ

شخص اسی جگہ سے واپس ہوا اور متوکل علی اللہ بن گیا۔“

قومِ کُرد کا ایک شخص کہتا ہے کہ میں پہلے ڈاکو تھا۔ ایک بار میں اپنے رفقاء کے ساتھ راستے پر بیٹھا تھا تاکہ ہم کسی قافلے کو لوٹ لیں۔ وہاں پر کھجور کے تین درخت تھے۔ ایک درخت پر پھل نہ تھا۔

وہ کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ جس درخت پر پھل تھا اس سے ایک چڑیا کھجور کا ایک ایک دانہ اٹھا کر اُس درخت پر لے جاتی ہے جس پر پھل نہ تھا۔ تا آنکہ دس مرتبہ اس چڑیا نے ایسا کیا۔

میں پھل سے خالی درخت پر چڑھا تو دیکھا کہ اس پر ایک اندھا سانپ ہے اور یہ چڑیا اس کے منہ میں کھجور کے دانے رکھتی جا رہی ہے اور اسے کھلاتی جا رہی ہے۔ میں یہ منظر دیکھ کر رونے لگا اور کہنے لگا۔

يَا سَيِّدِي ! هَذِهِ حَيَّةٌ قَدْ أَمَرَ نَبِيُّكَ ﷺ بِقَتْلِهَا .

فَلَمَّا أَعْمَيْتَهَا أَقَمْتَ لَهَا عُصْفُورًا يَقُومُ لَهَا بِالْكَفَايَةِ .

یعنی ” اے میرے آقا! یہ سانپ ہے جس کے بارے میں آپ کے نبی ﷺ نے قتل کا حکم دیا ہے۔ لیکن اب جب آپ نے اسے اندھا کیا ہے تو ایک چڑیا کو آپ نے اس کے رزق کی کفایت کیلئے مقرر فرمادیا۔“

اور میں آپ کا بندہ ہوں۔ آپ کی خدائی کا معترف ہوں۔ مجھے آپ نے قطع طریق (راستوں پر بیٹھ کر مسافروں کو لوٹنے) اور اخافتِ سبیل (راستوں میں مسافروں کو ڈرانے دھمکانے) کیلئے مقرر کر دیا

اس کے بعد میرے دل میں اس بات کا القاء ہوا کہ اے بندے! توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ وہ شخص کہتا ہے کہ میں نے اپنی تلوار توڑ دی اور اپنے سر پر مٹی ڈالی۔

و صُحْتُ : الإِقَالَةَ الإِقَالَةَ . فإذا بهاتفٍ يقول :
قد أقلناك .

یعنی ” میں چیخنے لگا اور کہنے لگا۔ اے اللہ! معاف فرمادے۔ اے اللہ! معاف فرمادے۔ پس اچانک ایک غیبی فرشتے ہاتف نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آواز دی کہ ہم نے تجھے معاف کر دیا۔ “ وہ شخص کہتا ہے کہ میں اپنے رفقاء کے پاس آیا اور انہیں سارا قصہ سنایا اور کہا۔ کنتُ مهجوراً وقد صُحْتُ . یعنی ” پہلے میں اللہ تعالیٰ سے کٹا ہوا اور دور تھا لیکن اب میں نے توبہ کر کے اللہ تعالیٰ سے صلح کر لی ہے۔ “

تمام رفقاء کہنے لگے ہم بھی اپنے رب سے صلح کرتے ہیں اور توبہ کرتے ہیں۔ پھر ہم نے زائد کپڑے پھینک دیئے۔ اسلحہ بھی چھوڑ دیا اور احرام حج باندھ کر مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔ ہم تین دن جنگل میں سفر کرتے رہے۔

پھر ایک بستی میں پہنچے۔ وہاں ایک بوڑھی نابینا عورت پر ہمارا گزر ہوا۔ اس نے ہم سے پوچھا کہ تم میں فلاں کُردی شخص (تائب ہونے والا مذکورہ ڈاکو) موجود ہے؟ ہم نے کہا۔ ہاں۔ اس بڑھیانے اپنے سامان سے کپڑے نکالے اور کہا میرا بیٹا مر گیا ہے اور یہ کپڑے اس کے ہیں۔

اس عورت نے کہا کہ میں نے مسلسل تین رات نبی ﷺ کی خواب میں زیارت کی۔ نبی ﷺ نے بار بار مجھے فرمایا۔ اَعْطِيَ هَذِهِ الشِّيَابَ فَلَانًا الْكُرْدِيَّ . یعنی ” یہ کپڑے قبیلہ کر د کے فلاں آدمی کو دے دو “۔

ہم نے کپڑے لے لئے اور میں نے اور میرے ساتھیوں نے پہن لئے۔ پھر ہم مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے اور بعافیت مکہ مکرمہ پہنچے۔

عارف باللہ امام نخشبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

نخشبی آں کہ کرد خارستان بوستاں راکجا کند ضائع

ہر کہ بردشمنان بہ بخشاید دوستاں راکجا کند ضائع

(۱) ” اے نخشبی! وہ اللہ جس نے خارستان یعنی کانٹوں والے درختوں کے جنگل کو آباد رکھا ہے وہ بوستان کو کیسے ضائع کریگا (یعنی بوستان کو تو وہ بطریقہ اولیٰ آباد اور تروتازہ رکھے گا)۔

(۲) وہ اللہ جو اپنے دشمنوں یعنی کفار کو رزق دیتا ہے وہ اپنے دوستوں اور اولیاء کو کیسے ضائع ہونے دیگا “۔

مشہور زاہد عبد الواحد بن زید رحمہ اللہ تعالیٰ کے متعلق کتابوں میں درج ہے کہ ان کے کچھ مرید جو سب کے سب قریشی تھے ایک دن ان کے پاس آئے اور کہنے لگے۔ حضرت! ہم تباہ ہونے اور قحط سے ہلاک ہونے سے ڈر رہے ہیں۔

عبد الواحد رحمہ اللہ تعالیٰ نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر یہ دعا فرمائی۔

اللَّهُمَّ ! إني أسألك بِاسْمِكَ المرتفع الذي تُكْرَمُ به من شئتَ من أوليائك و تُلهمه الصفيّ من أحبابك أن ترزُقنا برزقٍ من لَدُنكَ السَّاعَةَ تقطعُ به علائقَ الشَّيْطَانِ من قلوبنا و قلوبِ أصحابنا . إِنَّكَ أَنْتَ الحَنَّانُ المَنَّانُ القديمُ الإحسانِ . اللَّهُمَّ ! السَّاعَةَ . فسمعوا قَعَقَةَ السَّقْفِ . ثم تناثرت عليهم دنائير و دراهم . فقال عبدُالواحد : إستغنوا بالله عن غيره . فأخذوا ذلك و لم يأخذ عبدُالواحد منه شيئاً . رحمه الله تعالى .

یعنی ” اے اللہ! میں آپ سے اس اسمِ اعظم کے وسیلہ سے جس سے آپ اپنے اولیاء (دوستوں) کا اکرام کرتے ہیں یہ سوال کرتا ہوں کہ آپ ہمیں ابھی ابھی رزق دیں جس کی برکت سے ہمارے دلوں سے شیطان کے وسوسے ختم ہو جائیں۔

اے اللہ! آپ انتہائی مشفق اور قدیم احسان والے ہیں۔ پس اس دعا کے بعد کمرے کی چھت سے سکوں کی جھنکار کی آواز سنائی دی۔ پھر اشرفیاں اور دراہم لگا تار گرنے لگے۔ حضرت عبد الواحد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مریدوں سے فرمایا اٹھاؤ ان اشرفیوں اور دراہم کو۔ مریدوں نے اٹھا لئے مگر حضرت عبد الواحد نے خود کچھ بھی نہ اٹھایا۔“

برادران اسلام! یہ ایک کرامت تھی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے اس ولی یعنی شیخ عبد الواحد رحمہ اللہ تعالیٰ کی دعا کی برکت سے ظاہر فرمائی۔ کرامت سے کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔ لیکن اس سے یہ نہ سمجھیں کہ ہمیشہ ایسا ہوتا

ہے۔ کرامت کا ظہور کبھی کبھی ہوتا ہے۔

اس حکایت سے آپ اندازہ لگائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء (دوستوں) کے ساتھ کیسا احسان والا معاملہ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نیک بنائیں اور اپنے پسندیدہ بندوں میں شامل فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

عارف باللہ حضرت شیخ نخشی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

نخشی از خدا بخواه خدا ویں سعادت بروزگار کراست

صادقان جہاں ہی گویند از خدا جز خدا نباید خواست

(۱) ”اے نخشی! خدا سے صرف خدا تعالیٰ ہی مانگ۔ یعنی اللہ کا قرب

اور اللہ تعالیٰ کی محبت مانگ۔ یہ سعادت دنیا میں شخص کو حاصل نہیں ہو سکتی۔

(۲) اولیاء اللہ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے صرف خدا تعالیٰ ہی کو مانگنا

چاہئے۔ خدا سے قرب خدا کے سوا کچھ نہیں مانگنا چاہئے۔“

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں اور میرا ایک ساتھی ایک پہاڑ

میں عبادت کیلئے رہتے تھے۔ میرا ساتھی گھاس اور سبزیاں کھا کر گزارہ کرتا تھا۔

و أما أنا فكانت ظیبة تأتینی كل یوم . و تدنو منی

و تفتح رجليها . فأشرب لبنها . ثم تذهب عني . و ذمنا

على هذه الحالة مدة .

”اور میرے پاس ہر روز ایک ہرنی آتی جو میرے قریب کھڑے

ہو کر اپنے پاؤں کھول دیتی تھی۔ پس میں حسب ضرورت اس کے تھنوں

سے دودھ پی لیتا تھا۔ پھر وہ ہرنی چلی جاتی تھی۔ ہم اسی حالت پر ایک مدت تک رہے۔“

فرماتے ہیں کہ میرا ساتھی مجھ سے دور رہا کرتا تھا۔ ایک روز وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میرے قریب کچھ خانہ بدوش آئے ہوئے ہیں۔ آئیے ہم دونوں ان کے پاس چلتے ہیں تاکہ ان سے کچھ دودھ یا کوئی اور کھانے کی چیز مل جائے۔

میں نے انکار کیا لیکن اس کے اصرار کی وجہ سے بالآخر ہم دونوں ان کے پاس گئے۔ خانہ بدوشوں نے ہمیں کھانا کھلایا۔

پھر ہم واپس اپنے اپنے ٹھکانے پر آگئے۔ میں حسبِ عادت وقت مقررہ پر ہرنی کا انتظار کرنے لگا مگر وہ اپنے مقررہ وقت پر نہ آئی۔ پھر دوسرے دن بھی نہ آئی اور اس طرح ہرنی کے آنے کا سلسلہ بند ہو گیا۔

فَعَلِمْتُ أَنَّ ذَلِكَ بِشَوْمِ ذَنْبِي الَّذِي أَحْدَثْتُهُ بَعْدَ أَنْ كُنْتُ مُسْتَغْنِيًا بِلَبْنِهَا

یعنی ”میں سمجھ گیا کہ یہ ان خانہ بدوشوں کے پاس جا کر دودھ وغیرہ مانگنے کی سزا ہے۔ جبکہ اس سے پہلے میں ہرنی کے دودھ کی وجہ سے مستغنی تھا۔“

اس حکایت کے ذکر کے بعد شیخ یافعی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ جن گناہوں کے سبب ہرنی کا آنا بند ہوا وہ تین امور ہیں۔

اول۔ اس توکل سے نکلنا جس میں انہوں نے قدم رکھا تھا۔

دوم۔ طمع کرنا اور اس رزق پر قناعت نہ کرنا جو اللہ تعالیٰ کی

طرف سے انہیں مل رہا تھا۔

سوم۔ خبیث و غیر طیب طعام کھانا۔ ان تین امور نے انہیں حلال و طیب اور نبی خوراک سے محروم کر دیا۔ ایک شاعر کہتا ہے۔

حقیقۃ العبدِ عندی فی توکلہ

سکونُ إحساسہ عن کلّ مطلوب

و أن تراہ لکلّ الخلقِ مُطرحًا

یصونُ أسرارہ عن کلّ محبوب

(۱) یعنی ” بندے کا جوہر و کمال میرے نزدیک اس کے توکل میں ہے کہ وہ دنیاوی ہر مطلب کے جذبے سے بے فکر ہو۔

(۲) اور یہ کہ تمام مخلوق کو پس پشت ڈال دے اور اپنے خیالات کو دنیاوی ہر مرغوب چیز سے پاک رکھے۔“

حضرت عطاء ازرق رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے اپنی بیوی نے دو درہم دیئے تاکہ بازار سے آٹا لاؤں۔ میں بازار جانے لگا تو راستے میں ایک غلام کو روتے ہوئے دیکھا۔

میں نے اس سے رونے کی وجہ پوچھی تو کہنے لگا کہ آقا (مالک) نے سودا لانے کیلئے دو درہم دیئے تھے۔ وہ مجھ سے گم ہو گئے ہیں۔ اب مجھے مار پڑنے کا سخت خطرہ ہے۔

عطاء فرماتے ہیں کہ میں نے وہ دو درہم جو میرے پاس تھے اس کو دیدیئے اور میں ایک مقام پر شام تک نوافل پڑھتا رہا۔ خیال تھا کہ کچھ مل جائیگا تاکہ اسے گھر لے جاؤں مگر کچھ نہ ملا۔

آخر ایک دوست نجار (ترکھان) کی دکان پر بیٹھ گیا۔ دوست نے کہا کہ لکڑی کا یہ برادہ لے جا۔ شاید کام آجائے۔ میں نے وہ برادہ تھیلے میں بھر لیا اور آکر گھر میں رکھ دیا۔

پھر عشاء کی نماز کیلئے مسجد میں چلا گیا اور مسجد میں کافی دیر لگائی تاکہ گھروالے سو جائیں اور مجھ سے آٹے کا مطالبہ نہ کریں۔

فرماتے ہیں کہ میں جب مسجد سے کافی دیر کے بعد گھر آیا تو دیکھا کہ گھروالے روٹی پکا رہے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آٹا کہاں سے لیا ہے؟ گھروالوں نے کہا۔

من الذی حملته فی الجراب ما بقیۃ لا تشتت لنا
الدقیقَ إلا من هذا الذی اشتیت لنا هذا منه . قال :
قلتُ : أفعل هذا إن شاء الله تعالی .

یعنی ” ہم نے یہ آٹا اس تھیلے سے لیا ہے جو آپ لے آئے تھے۔ اور یہ بڑا مزیدار آٹا ہے۔ آئندہ ہمیشہ آپ اسی دکان سے آٹا خرید کر لایا کریں۔ عطاء رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی کرونگا۔“

اللہ تعالیٰ کی قدرت سے لکڑی کا وہ برادہ آٹا بن گیا تھا۔ یہ شیخ عطاء ازرقؒ کی کرامت تھی جو ان کے اخلاص کامل کا نتیجہ تھی۔ انہوں نے کامل اخلاص سے خدا کی راہ میں دو درہم دیئے جو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائے اور ان دو درہموں کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے انہیں مذکورہ صدر حیرت انگیز و ایمان افروز کرامت سے نوازا۔

بعض کتابوں میں یہ حکایت مذکور ہے کہ شہر بصرہ کے ذاکرین و عابدین میں سے ایک عابد لکڑی خریدنے بازار گیا۔ جاتے ہوئے راستے میں ایک مسجد میں نماز کیلئے اقامت ہوئی۔ اس نے بازار جانے کا ارادہ ترک کیا اور مسجد کی طرف مڑا۔ مڑتے ہی اس نے ایک ہمیانی دیکھی جس پر لکھا تھا۔

هذه الصَّوْرَةُ فِيهَا مِائَةٌ دِينَار . یعنی ”اس ہمیانی میں سو دینار ہیں“۔

عابد نے اس طرف کوئی توجہ نہ دی اور مسجد میں جا کر نماز میں شریک ہو گیا۔

نماز سے فارغ ہو کر بازار گیا اور لکڑیاں خرید کر گھر لے آیا۔ جب گھر میں لکڑیوں کا گٹھا کھولا تو اس میں وہی صرہ (ہمیانی) رکھی تھی جس میں سو دینار تھے۔

عابد نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر کہا۔

اللَّهُمَّ ! كَمَا لَمْ تَسْ عِبْدَكَ مِنْ رِزْقِكَ فَاجْعَلْهُ لَا يَنْسَاكَ فِي أَوْقَاتِ طَاعَتِكَ وَ خِدْمَتِكَ . وَ جَعَلَ يَقُولُ : لَوْ أَقْبَلْتَ عَلَيَّ خِدْمَتَهُ وَ نَهَيْتَ نَفْسَكَ عَنْ مَعْصِيَتِهِ رَأَيْتَ لَطَائِفَ إِحْسَانِهِ وَ نِعْمَتِهِ .

یعنی ”اے اللہ! جس طرح آپ نے اپنے اس بندہ کو یعنی مجھے رزق کے معاملے میں فراموش نہیں فرمایا (اسی طرح) اس بندہ کو (یعنی مجھے ہمیشہ کیلئے) یہ توفیق عطا فرمادیں کہ وہ بھی آپ کو اوقات

طاعت و عبادت میں یاد رکھے۔ پھر (عابد نے) اپنے نفس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جب تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہوئے اس کی نافرمانی سے اپنے آپ کو روکے گا تو (یوں) اللہ تعالیٰ کے احسانات اور اس کی نعمتوں کا مشاہدہ کرے گا۔“

عارف باللہ حضرت نخشبی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

نخشبی دل مبند در دنیا طرفہ مرغے کہ دل نہ گل بندد

”اے نخشبی! اپنے دل کو دنیا کے ساتھ نہ باندھ، یعنی دنیا کی

محبت سے اپنے دل کو بچا۔ تعجب ہے اس پرندے پر جو اپنے دل کو فانی گلوں اور گلوں کی زوال پذیر رنگینی کے عشق میں گرفتار کر لے۔“

افسوس..... کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں تو عام ہیں بلکہ دریا کی مانند

جاری ہیں مگر ہم مسلمان خواب غفلت میں سوئے ہوئے ہیں۔ ان رحمتوں کے حصول کی کوشش نہیں کرتے۔ ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں

راہ دکھلائیں کسے رہو منزل ہی نہیں

تر بیت عام تو ہے جو ہر قابل ہی نہیں

جس سے تعمیر ہو آدم کی یہ وہ گل ہی نہیں

کوئی قابل ہو تو ہم شان کئی دیتے ہیں

ڈھونڈنے والوں کو دنیا بھی نئی دیتے ہیں

ایک درویش فرماتے ہیں کہ میں ایک بار یگانہ دوراں شیخ ابوالخیر

رحمۃ اللہ تعالیٰ کی زیارت کیلئے گیا۔ زیارت سے مشرف ہونے کے بعد جب

واپس آنے لگا تو انہوں نے مجھے دو سیب دیئے۔

میں نے دل میں فیصلہ کیا کہ یہ شیخ کا تبرک ہے۔ میں انہیں کھاؤں گا نہیں۔ میں نے ان سیبوں کو اپنی جیب میں ڈالا اور سخت تنگی (بھوک) کے وقت بھی انہیں نہ کھایا۔

بالآخر ایک موقع پر بھوک کی وجہ سے بالکل ٹڈھال ہو گیا تو مجبوراً ایک سیب کھالیا۔ پھر جیب میں ہاتھ ڈالا تو اسی طرح دو سیب موجود تھے۔ یہ شیخ کی کرامت تھی۔

وہ درویش فرماتے ہیں کہ میں شہر موصل تک ان سیبوں میں سے کھاتا رہا۔ یہ کئی دنوں کا طویل سفر تھا۔

وہاں ایک خراب و ویران جگہ پر میرا گزر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ ایک آدمی بیمار پڑا ہے۔ وینادی من الخرابة أشتھی تُفاحاً ، و لم یکن وقت التفاح .

یعنی ” وہ بیمار یہ آواز دے رہا تھا کہ مجھے ایک سیب چاہئے۔ حالانکہ وہ سیب کا موسم نہ تھا “۔

وہ درویش فرماتے ہیں کہ میں نے دونوں سیب نکال کر اسے دیدیئے۔ اس نے کھائے اور فوراً اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔

فعلِمتُ أن الشیخَ إنما أعطانیہما من أجل ذلك العلیل .

یعنی ” میں سمجھ گیا کہ شیخ ابوالخیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں سیب

اس بیمار کیلئے دیئے تھے۔“

حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس مسجد میں خراسان کا ایک جوان رہا کرتا تھا۔ سات دن تک اس نے کوئی چیز نہ کھائی۔ میں اسے کھانے کیلئے کوئی چیز پیش کرتا تو وہ انکار کر دیتا۔ ایک روز ایک آدمی نے آکر سوال کیا۔ خراسانی جوان نے اسے کہا کہ اگر تو مخلوق کی بجائے خالق سے مانگتا تو وہ تجھے غنی کر دیتا اور تیری حاجت پوری ہو جاتی۔

سوالی نے کہا کہ میرا اتنا بلند مقام نہیں ہے۔

خراسانی جوان نے کہا کہ تو کیا چاہتا ہے؟ اس سائل نے کہا۔

مَا سَدَّ فَاقَتِي وَ سَتَرَ عَوْرَتِي .

یعنی ” اتنا رزق جس سے میرا فاقہ دور ہو جائے اور اتنا کپڑا جس سے میری ستر پوشی ہو (یہ دو چیزیں مطلوب ہیں)۔“

خراسانی جوان اٹھ کر مسجد کے محراب کی طرف گیا اور دو رکعت

نماز پڑھی۔

ثُمَّ أَتَى بِثَوْبٍ جَدِيدٍ وَ طَبَّقَ فِيهِ فَكِيهَةً فَأَعْطَاهُ

السَّائِلَ .

یعنی ” پھر (نماز کے بعد) وہ نئے کپڑے اور ایک رکابی

جس میں پھل تھا، لے آیا اور سائل کو دیا۔“

ذوالنون مصری فرماتے ہیں کہ میں نے اس خراسانی جوان سے

کہا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کا یہ مقام عظیم ہے اور آپ سات دن سے

بھوکے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

وہ جوان دو زانو ہو کر بیٹھا اور کہنے لگا۔ یا ابا الفیض! کیف تنبسطُ الألسنُ بالمسألة والقلوبُ ممتلئةً بأنوار الرضا عنه .
یعنی ” اے ابوالفیض! (یہ حضرت ذوالنون مصریٰ کی کنیت ہے) زبانیں کس طرح سوال کیلئے حرکت کر سکتی ہیں جبکہ بندوں کے قلوب اللہ تعالیٰ کی رضا کے انوار سے پُر ہیں۔“
میں نے کہا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوں کیا وہ خدا تعالیٰ سے کوئی سوال نہیں کرتے؟

اس نے کہا منهم من یسأل من الإِدْلال ، و منهم من یسأله عِنايةً ، و منهم من یسأل عَطفاً علی غیرہ .

یعنی ” (ایسے لوگ خاص طریقے سے سوال کرتے ہیں) ان میں سے بعض ناز کے طور پر سوال کرتے ہیں اور بعض عنایت و مہربانی کا سوال کرتے ہیں اور بعض دیگر لوگوں پر شفقت کیلئے سوال کرتے ہیں۔“
برادران کرام! دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔ ایک شاعر کہتا ہے۔

نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے

مزا تو جب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں

کہیں سے آبِ بقائے دوام لے ساقی

کٹی ہے رات تو ہنگامہ گسٹری میں تری

سحر قریب ہے اللہ کا نام لے ساقی

ذوالنون مصریٰ فرماتے ہیں کہ پھر نماز کیلئے اقامت ہوئی۔

خراسانی جوان نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی۔ نماز کے بعد اس نے اپنا

لوٹا اٹھایا اور مسجد سے نکلا۔ میں نے سمجھا کہ شاید طہارت کا ارادہ ہے۔

مگر وہ واپس نہ آیا اور آج تک پھر میں نے اسے نہیں دیکھا۔

برادران اسلام! اولیاء اللہ کے معاملات بہت انوکھے ہوتے

ہیں۔ ان کے احوال عالیہ و مقاماتِ سامیہ سے متعلق واقعات نہایت

ایمان افروز و عبرت انگیز ہوتے ہیں۔

ان اولیاء اللہ اور اہل اللہ کی برکت ہی سے یہ دنیا قائم ہے۔

اللہ عز و جل ان کی برکات سے ہمیں زیادہ سے زیادہ استفادہ کے مواقع

نصیب فرماتے ہوئے ان کے اتباع کی توفیق بخشیں۔ آمین۔

بعض صالحین سے منقول ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم ساحلِ سمندر

پر ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جا رہے تھے۔ چلتے چلتے ہم ایک

جنگل میں پہنچے جہاں کافی خشک لکڑیاں تھیں۔

ہم نے ابراہیم بن ادہم سے کہا کہ آج رات یہیں ٹھہریں گے

کیونکہ سردی ہے، یہ لکڑیاں جلائیں گے۔ ابراہیم نے فرمایا۔ بہت اچھا۔

چنانچہ ہم نے وہاں پڑاؤ کیا۔ ہمارے پاس روٹیاں تھیں۔ وہ ہم نے کھائیں

اور لکڑیاں جلائیں۔

ہم میں سے ایک شخص نے کہا کہ کیسی اچھی تیز آگ اور اچھے

دہکتے کوئلے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ ہمارے پاس گوشت ہوتا اور اسے اس آگ پر پکاتے۔ ابراہیمؑ نے فرمایا اللہ تعالیٰ گوشت کھلانے پر قادر ہیں۔

فَإِنَّمَا نَحْنُ كَذَلِكَ إِذَا بِأَسَدٍ يَطْرُدُ إِيلَاءَ . فَلَمَّا قَرُبَ
مَنَا وَقَعَ فَاذَقَ عُنُقَهُ . فَقَامَ اِبْرَاهِيمُ بْنُ اِدْهَمَ وَ قَالَ :
اَذْبَحُوهُ فَقَدْ اطْعَمَكُمْ اللّٰهُ . فَشَوِينَا اللّٰحْمَ وَ الْاَسَدَ وَاَقْفَ
يَنْظُرُ اِلَيْنَا .

یعنی ” اتنے میں ہم نے ایک شیر کو بارہ سنگھا بھگاتے ہوئے دیکھا۔ بارہ سنگھا ہمارے قریب آکر گر پڑا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی۔ ابراہیمؑ اٹھے اور فرمایا۔ اسے ذبح کرو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں گوشت کھلادیا ہے۔ ہم نے اس گوشت کو بھونا (اور کھایا) اور شیر کھڑا ہمیں دیکھتا رہا۔“
حضرت ابراہیم خراسانی رحمہ اللہ تعالیٰ بڑے ولی اللہ گزرے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک روز جب مجھے وضوء کی ضرورت پیش آئی۔

فَإِذَا أَنَا بِكُوزٍ مِنْ جَوْهَرٍ وَ سِوَاكِ مِنْ فَضَّةٍ أَلَيْنُ
مِنَ الْخَزْءِ فَاسْتَكْتُ وَ تَوَضَّأْتُ وَ تَرَكْتُهُمَا وَ انصَرَفْتُ .

یعنی ” اچانک مجھے موتیوں کا ایک لوٹا ملا اور اس کے پاس چاندی کی ایک مسواک بھی ملی۔ وہ مسواک ریشم سے زیادہ نرم و ملائم تھی۔ میں نے مسواک استعمال کی اور وضوء کیا۔ پھر میں ان دونوں چیزوں کو وہیں چھوڑ کر چل دیا۔“

غیبی رزق اور غیبی مال و دولت کے بارے میں ابراہیم خراسانی

رحمہ تعالیٰ کا ایک اور ایمان افروز واقعہ سن لیں۔ ابراہیم خراسانیؑ فرماتے ہیں کہ میں ایک زمانہ میں جنگل میں رہتا تھا۔ مدت مدید تک میں نے نہ کسی انسان کو دیکھا، نہ کسی پرندے کو اور نہ کسی اور ذی روح چیز کو۔

معلوم ہوتا ہے کہ اس جنگل میں پانی نہ تھا یا کم تھا، اسی وجہ سے اس میں کوئی ذی روح یعنی پرندہ وغیرہ موجود نہ تھا۔

ابراہیمؑ فرماتے ہیں کہ ایک موقع پر اچانک ایک شخص کسی نامعلوم جگہ سے نمودار ہوا اور اس نے کہا۔

قُلْ هَذِهِ الشَّجَرَةُ : تحمل دنانير . فقلتُ : إحملي
دنانير . فلم تحمل . ثم قال لها : إحملي . و إذا بشماريخ
الشَّجَرَةُ دنانير معلقة . فاشتغلتُ انظرُ إليها ثم التفتُ
فلم أرَ الشخص . و ذهبت الدنانير من الشجرة .

یعنی ” اس شخص نے مجھے کہا کہ اس درخت سے کہئے کہ
(بجائے پھل کے) اشرفیوں کو ظاہر کرے (یعنی اشرفیوں والے خوشے
ظاہر کرے)۔ میں نے درخت کو یہ حکم دیا مگر اشرفیاں ظاہر نہ ہوئیں۔

پھر اس شخص نے خود ہی درخت سے کہا کہ اشرفیاں ظاہر کر۔ تو
اچانک درخت سے اشرفیوں کے خوشے لٹکنے لگے۔ میں حیرت سے ان کی
طرف دیکھنے میں مشغول ہو گیا۔ پھر میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ شخص غائب
ہو چکا تھا اور (پھر درخت کی طرف دیکھا تو) درخت سے اشرفیاں بھی ختم
ہو چکی تھیں “۔

حبیب عجمی رحمہ تعالیٰ مشہور بزرگ و صاحب کرامات ولی اللہ

گزرے ہیں۔ ان کی بیوی بڑی سخت طبیعت والی تھی اور ان سے بڑی بدکلامی سے پیش آیا کرتی تھی۔ ایک دن اس نے حبیبؒ سے کہا کہ گھر میں کھانے کو کچھ نہیں ہے، لہذا تم جاؤ اور کوئی مزدوری کرو۔

حبیبؒ عجمیؒ گھر سے نکل کر قبرستان کی طرف تشریف لے گئے اور عشاء تک وہاں نوافل و ذکر اللہ میں مشغول رہے۔ رات کو پریشان ہو کر واپس گھر آئے کیونکہ بیوی کی بیہودہ گوئی کا خطرہ تھا۔ بیوی نے پوچھا کہ مزدوری کی کتنی اجرت لے کر آئے ہو مجھے دو۔

حبیبؒ نے فرمایا **إِن الَّذِي إِسْتَأْجَرَ نِي كَرِيمٍ إِسْتَعْجَلْتُ مِنْ إِسْتَعْجَالِهِ .**

یعنی ” جس نے مجھ سے اجرت پر کام کروایا ہے وہ بڑا کریم ہے۔ مجھے اس سے جلدی اجرت مانگنے سے حیا آئی “۔

کئی دن تک یہی سلسلہ رہا۔ حبیبؒ گھر سے نکل کر عشاء تک قبرستان میں عبادت کرتے اور پھر رات کو واپس گھر آجاتے اور بیوی اور ان کے درمیان وہی سابقہ گفتگو ہوتی۔

ایک روز بیوی نے کہا کہ جس کی مزدوری کرتے ہو اس سے اجرت لو اور پھر اسے چھوڑ کر کسی اور کی مزدوری کرو۔ حبیبؒ عجمیؒ نے وعدہ فرمایا کہ آج ضرور اجرت کا مطالبہ کرونگا۔

شام کو پھر خوفزدہ ہو کر لوٹے۔ جب گھر آئے تو دیکھا کہ چولہا جل رہا ہے اور کھانا پکایا جا رہا ہے۔ بیوی بہت خوش تھی۔ حبیبؒ عجمیؒ کے گھر پہنچتے ہی بیوی نے کہا۔

قد بَعَثَ لَنَا الَّذِي إِسْتَأْجَرَكَ مَا يَبْعَثُ الْكِرَامَ . وَ
 قَالَ رَسُولُهُ لِي : قُولِي لِحَبِيبٍ : يَجِدُ فِي الْعَمَلِ . وَلِيَعْلَمَ أَنَا
 لَمْ نُؤَخِّرْ أَجْرَتَهُ بَخْلًا وَلَا عَدَمًا . فَيَقْرَ عَيْنًا وَ يَطِيبُ نَفْسًا .
 یعنی ” جس کا تم کام کر رہے ہو اس نے کریموں (سخیوں)
 کی طرح آج بہت زیادہ مال بھیجا ہے۔ اور اس کے قاصد نے یہ پیغام دیا
 کہ حبیب سے کہنا کہ ہمارا کام اسی طرح کوشش سے کیا کرے۔ اور ہم نے
 اجرت دینے میں تاخیر بخل یا مفلسی کی وجہ سے نہیں کی (بلکہ کسی مصلحت
 کی وجہ سے دیر ہوئی)۔ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور دل خوش ہو۔
 (یہ قاصد کوئی فرشتہ ہوگا جو خدائے کریم کی طرف سے آیا تھا) “ -

ثُمَّ أَرْتَهُ أَكْيَاسًا مَمْلُوءَةً دَنَانِيرَ .
 یعنی ” پھر بیوی نے وہ تھیلے دکھائے جو اشرفیوں سے بھرے
 ہوئے بھیجے گئے تھے “ -

حبیب زار و قطار رونے لگے اور بیوی سے فرمایا۔

هَذِهِ الْأَجْرَةُ مِنْ كَرِيمٍ بَيِّدِهِ خَزَائِنُ السَّمَوَاتِ وَ
 الْأَرْضِ . فَلَمَّا سَمِعَتْ ذَلِكَ تَابَتْ إِلَى اللَّهِ . وَ أَقْسَمَتْ
 أَنَّهَا لَا تَعُودُ إِلَى مَا كَانَتْ عَلَيْهِ .

یعنی ” یہ اجرت اس کریم (خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجی گئی
 ہے جس کے قبضے میں آسمانوں اور زمین کے خزانے ہیں) اور پھر سارا
 قصہ بیوی کو بتا دیا۔ بیوی نے جب یہ سنا تو اس نے (اپنی بد خلقی سے)
 توبہ کی اور قسم اٹھائی کہ آئندہ ایسی بد خلقی نہیں کرونگی “ -

سعید بن یحییٰ بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں مشہور ولی اللہ زاہد حضرت عبدالواحد بن زید رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ سایہ میں تشریف فرماتھے۔ میں نے عرض کیا کہ اگر آپ اللہ تعالیٰ سے میرے لئے وسعت رزق کی دعا فرمادیں تو امید ہے کہ رزق فراخ ہو جائیگا۔ انہوں نے فرمایا۔

رَبِّي أَعْلَمُ بِمَصَالِحِ عِبَادِهِ . ثُمَّ أَخَذَ حِصَاةً مِنَ الْأَرْضِ وَ قَالَ : اللَّهُمَّ إِنْ شِئْتَ أَنْ تَجْعَلَهَا ذَهَبًا فَعَلْتَ . فَإِذَا هِيَ وَاللَّهِ فِي يَدِهِ ذَهَبٌ . فَأَلْقَاهَا إِلَيَّ وَ قَالَ : إِنْفِقْهَا أَنْتَ . فَلَا خَيْرَ فِي الدُّنْيَا إِلَّا لِلْآخِرَةِ .

یعنی ”میرا رب اپنے بندوں کے مصالح ہم سے زیادہ جانتا ہے۔ پھر زمین سے کنکریاں اٹھا کر کہا۔ اے اللہ! آپ چاہیں تو ان کنکریوں کو سونا بنا سکتے ہیں۔ (سعید بن یحییٰ فرماتے ہیں کہ) خدا کی قسم! بس یہ کہنا ہی تھا کہ فوراً وہ کنکریاں ان کے ہاتھ میں سونا بن گئیں۔ پھر انہوں نے وہ کنکریاں میری طرف پھینک دیں اور فرمایا انہیں خرچ کرو (مگر بات یہ ہے کہ) دنیا میں کوئی خیر نہیں مگر وہ جس سے آخرت کا فائدہ ہو۔“

ابوزید رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے پاس میرے استاد ابوعلیٰ سندی رحمہ اللہ تعالیٰ تشریف لائے۔ آپ کے ہاتھ میں تھیلا تھا۔

فَصَبَّهُ فَإِذَا هُوَ جَوَاهِرٌ . فَقُلْتُ لَهُ : مَنْ أَيْنَ لَكَ هَذَا؟ قَالَ : أَيْتُ وَادِيًا هُنَاكَ فَإِذَا هُوَ يَضِيءُ كَالسَّرَاجِ .

فحملتُ هذا منه .

یعنی ” انہوں نے وہ تھیلا کھول کر میرے سامنے رکھ دیا۔ میں نے دیکھا تو اس میں موتی تھے۔ میں نے پوچھا کہ یہ آپ کو کہاں سے ملے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ میں ایک وادی میں سے گزر رہا تھا کہ اچانک (اس کی ساری زمین ہیرے جواہرات میں تبدیل ہو گئی اور) وہ وادی چراغ کی طرح چمکنے لگی۔ میں نے ان میں سے یہ تھوڑے سے (موتی اور جواہرات) اٹھائے۔“

برادرانِ کرام! یہ ابوعلیٰ سندئ کی کرامت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس وادی کے سارے پتھر ان کیلئے گوہر (موتی) بنا دیئے۔ کرامت ہمیشہ نہیں ہوتی اور نہ ہی ولی کے اختیار میں ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حرص، لالچ اور حبِ دنیا کی تباہ کاریوں سے بچائیں اور اخلاص، حبِ اللہ، حبِ رسول، حبِ آخرت، شدید احتیاط، شدید تقویٰ اور دیگر خصالِ حمیدہ و صفاتِ سعیدہ سے ہمیں ہمکنار فرمائیں۔ آمین۔

شیخ ابو بکر کتانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں مکہ مکرمہ کے راستے میں پریشان و سرگرداں جا رہا تھا۔

فَإِذَا بِهَمِيَانٍ يَلْمَعُ . فَإِذَا بِهِ دَنَانِيرُ . فَهَمَمْتُ أَنْ أَحْمَلَهُ وَ أَفْرَقَهُ عَلَى فُقَرَاءِ مَكَّةَ . فَهَتَفَ بِي هَاتِفٌ : إِنْ أَخَذْتَهُ سَلَبْنَا عَنْكَ فُفْرَكَ .

یعنی ” اچانک مجھے اشرفیوں سے بھری ہوئی ایک تھیلی پڑی نظر

آئی۔ میں نے ارادہ کیا کہ اسے اٹھا کر فقراء مکہ مکرمہ میں تقسیم کر دوں مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہاتف نے آواز دے کر کہا کہ اگر تم نے اس تھیلی کو اٹھایا تو ہم تم سے تمہاری ولایت چھین لیں گے۔“

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اشرفیوں سے بھری ہوئی تھیلی اللہ عزوجل نے اپنی قدرت کا کرشمہ دکھانے کیلئے اور کتانیؒ کی آزمائش کیلئے ظاہر فرمائی تھی۔ مقصود صرف اطہارِ قدرت تھا۔ اس لئے اللہ عزوجل نے شیخ ابو بکر کتانی رحمہ اللہ تعالیٰ کو اسے اٹھا کر لے جانے کی اجازت نہ دی۔

بعض فقراء کی روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک بار مشہور بزرگ ابو تراب نخشبیؒ کے ساتھ سفر مکہ مکرمہ میں شریک تھے۔

ایک جگہ کسی وجہ سے ہم راستے سے برطرف ہوئے اور کچھ ہٹ گئے۔ ایک مرید نے عرض کیا کہ حضرت میں پیاسا ہوں۔

فَضْرِبْ بِرِجْلِهِ الْأَرْضَ فَإِذَا عَيْنٌ مَاءٍ زَلَالٍ . فَقَالَ
الْفَتَى : أَحَبُّ أَنْ أَشْرَبَهُ فِي قَدَحٍ . فَضْرِبْ بِيَدِهِ الْأَرْضَ
فَنَاقِلَهُ قَدَحًا مِنْ زُجَاجٍ أبيضَ كَأَحْسَنِ مَا رَأَيْتُ . فَشَرِبَ
وَسَقَانَا . وَ مَا زَالَ الْقَدَحُ مَعَنَا إِلَى مَكَّةَ .

یعنی ” ابو تراب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنا پاؤں زمین پر مارا۔ فوراً میٹھے پانی کا ایک چشمہ پھوٹ پڑا۔ اس مرید نے کہا کہ میں تو پیالے میں پانی پینا چاہتا ہوں۔ ابو ترابؒ نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا اور ایک پیالہ (غیب سے نمودار ہوا۔ شیخ ابو تراب نے وہ پیالہ) اٹھا کر مرید کو دیا۔ راوی کہتا ہے کہ وہ پیالہ سفید شیشے کا تھا۔ اس سے زیادہ خوبصورت برتن میں نے نہیں

دیکھا تھا۔ اس مرید نے اس پیالے میں پانی پیا اور ہمیں بھی پلایا۔ پھر وہ پیالہ مکہ مکرمہ تک ہمارے پاس رہا۔“

مشہور عارف باللہ ابوعلی دقاق رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بادشاہ وقت یعقوب بن لیث ایک دفعہ بیمار ہو گیا۔ اطباء اس کے مرض کے علاج سے عاجز آ گئے۔

کسی نے بادشاہ سے کہا کہ آپ کی سلطنت میں ایک بزرگ ہیں جن کا نام سہل بن عبداللہ ہے۔ اگر وہ آپ کیلئے دعا کر دیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کو شفاء حاصل ہو جائیگی۔ چنانچہ سہل کو بلایا گیا۔ بادشاہ نے سہل بن عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہا کہ آپ میری صحت یابی کیلئے دعا کر دیں۔

حضرت سہل رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میری دعا تمہارے حق میں کیسے قبول ہو سکتی ہے جبکہ تمہاری جیل میں مظلوم قیدی تمہیں بددعائیں دے رہے ہیں۔ بادشاہ نے فوراً سب کی رہائی کے احکامات جاری کر دیئے۔ پھر حضرت سہل نے یہ دعا فرمائی۔

اللّٰهُمَّ كَمَا أَرَيْتَهُ ذُلَّ الْمَعْصِيَةِ فَارِهِ عِزَّ الطَّاعَةِ وَفَرِّجْ عَنْهُ فُجُورِي .

یعنی ”اے اللہ! آپ نے اس کو گناہ کی ذلت دکھائی تو طاعت کی عزت بھی دکھا کر اسے شفاء دیدیں۔ پس وہ فوراً تندرست ہو گیا۔“

بادشاہ نے حضرت سہل کو مال دینا چاہا لیکن سہل نے انکار کیا۔ کسی نے کہا کہ حضرت! اچھا ہوتا اگر مال بادشاہ سے لے لیتے اور فقراء میں تقسیم کر دیتے۔

فَنظَرَ إِلَى الْحَصْبَاءِ فِي الصَّحْرَاءِ إِذَا هِيَ جَوَاهِرُ .
فَقَالَ : مَنْ يُعْطَى مِثْلَ هَذَا يَحْتَاجُ إِلَى مَالٍ يَعْقُوبُ بْنُ
اللَيْثِ ؟

یعنی ”سہل“ نے صحرا میں سنگریزوں اور کنکریوں پر نظر ڈالی۔ پس
اچانک وہ ساری کنکریاں جواہر بن گئیں۔ پھر فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف
سے یوں چیزیں مل رہی ہوں کیا وہ یعقوب بن لیث کے مال کا محتاج
ہو سکتا ہے؟“

دوستو! ظلم سے بچو۔ مظلوم کی آپہں رائیگاں اور بیکار نہیں جاتیں۔
کسی شاعر نے کہا ہے۔

یہ مظلوموں کی آپہں کیا یوں ہی بیکار جائیں گی
یہی اک دن زمیں پر آسمانوں کو گرا دیں گی
مسلمان جب عشقِ خدا تعالیٰ اور عشقِ رسول ﷺ کا درد حاصل
کر لے تو سب کچھ اس کو مل جاتا ہے۔

کسی شاعر کی ایک عجیب رباعی ہے۔ اس رباعی میں معشوق اپنے
عاشق سے خطاب کرتے ہوئے کہتا ہے۔

با درد بساز کہ دوائے تو منم در کس منگر کہ آشنائے تو منم
گر بر سر کوئے عشقِ ما کشتہ شوی شکرانہ بدہ کہ خونہائے تو منم
(۱) یعنی ”میرے عشق کے درد کے ساتھ رہا کر کیونکہ تیرے مرض
کی دوا میں ہی ہوں۔ نیز کسی اور کی طرف نگاہِ شوق و محبت سے مت دیکھ
کیونکہ تیرا محبوب تو صرف میں ہی ہوں۔

(۲) اگر میرے کوچہ عشق میں تو قتل ہو جائے تو تجھے پرواہ نہیں کرنی چاہئے بلکہ خوش ہونا چاہئے کیونکہ تیری جان کے بدلے میں تجھے میں ہی ملوگا، یعنی میں تیرا ہی ہو جاؤں گا۔“

افسوس صد افسوس..... کہ اس زمانے میں مسلمان عموماً عشقِ خدا و رسول اور محبتِ دین و اسلام سے خالی ہیں۔ کسی شاعر نے کہا ہے۔
 کروں کیا گلہ گردشِ آسماں کا چلن جب ہے بگڑا خود اہلِ زماں کا
 تعلق چھٹا جب سے رب جہاں کا رہا رنگ باقی نہ وہ گلستاں کا
 نہ نغمہ سرا عندلیبِ چمن ہے جدھر دیکھئے شورِ زانغ و زعن ہے
 ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم کشتی میں سوار تھے۔
 کشتی ٹوٹ گئی۔ میں اور میری حاملہ بیوی ایک تختہ پر سمندر میں رہ گئے۔
 اسی پریشانی کی حالت میں میری بیٹی پیدا ہو گئی۔

بیوی سخت تکلیف کی وجہ سے چیخنے لگی اور کہنے لگی کہ میں شدتِ پیاس کی وجہ سے مر جاؤں گی۔ میں نے اسے تسلی دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دیکھ رہا ہے اور وہ مسبب الاسباب ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے سر اٹھا کر دیکھا۔

فَإِذَا بَرَجُلٍ جَالِسٍ فِي الْهَوَاءِ . وَ بِيَدِهِ سِلْسِلَةٌ مِنْ ذَهَبٍ فِيهَا كَوْزٌ مِنْ يَاقُوتِ أَحْمَرَ . وَقَالَ : هَاكَ . اشْرَبَا .
 یعنی ” اچانک ایک شخص ہوا میں بیٹھا ہوا نظر آیا۔ اس نے ہاتھ میں سونے کی زنجیر تھام رکھی تھی جس کے ساتھ سرخ یاقوت کا ایک لوٹا بندھا ہوا تھا۔ اس شخص نے کہا۔ یہ لو، تم دونوں میٹھا پانی پیو۔“

فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے لوٹا لے کر پانی پیا۔

فَإِذَا هُوَ أَبْرَدُ مِنَ الثَّلَجِ ، وَ أَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ ، وَ
أَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ .

یعنی ” وہ پانی برف سے زیادہ ٹھنڈا ، شہد سے زیادہ میٹھا اور
مشک سے زیادہ خوشبودار تھا “ ۔

میں نے اس آدمی سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا۔

أَنَا عَبْدٌ لِمَوْلَاكَ . فَقُلْتُ : بِمَ وَصَلْتَ إِلَى هَذَا ؟
فَقَالَ : تَرَكْتُ الْهَوَى لِمَرْضَاتِهِ فَأَجْلَسَنِي عَلَى الْهَوَاءِ . ثُمَّ
غَاب عَنِّي فَلَمْ أَرَهِ .

یعنی ” میں تیرے رب کا بندہ ہوں۔ میں نے کہا کہ کس عمل
کی برکت سے تم اتنے عظیم مرتبے پر فائز ہوئے ہو؟ اس نے کہا کہ میں
نے اپنی خواہش اللہ تعالیٰ کی رضاء کیلئے چھوڑ دی۔ پس اللہ تعالیٰ نے مجھے
ہوا پر سوار کیا۔ یہ جواب دے کر وہ آدمی میری نظروں سے اوجھل ہو گیا۔“

اللہ تعالیٰ کی بندگی اور ذکر و طاعت میں جو مسرت ، قوت اور
عزت ہے وہ تاج و تخت میں کہاں۔ کسی شاعر نے کہا ہے۔

نہ تاج و تخت میں نئے لشکر و سپاہ میں ہے

جو بات مرد قلندر کی بارگاہ میں ہے

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ہم شہر عسقلان میں رہتے تھے۔ ایک
نوجوان ہمارے پاس آیا کرتا تھا اور آکر ہمارے ساتھ باتیں کیا کرتا تھا۔

جب بات چیت سے فارغ ہوتا تو نوافل پڑھنا شروع کر دیتا۔

ایک مرتبہ اس نے کہا کہ میں شہر اسکندریہ جانا چاہتا ہوں۔
میں اسے رخصت کرنے کیلئے اس کے ساتھ شہر سے باہر نکلا۔ پھر میں
نے اسے چند دراہم دینا چاہے مگر میرے اصرار کے باوجود اس نے لینے
سے انکار کر دیا۔

پھر اس نے بیت کی ایک مٹھی لوٹے میں ڈال کر سمندر کا پانی
لوٹے میں ڈالا اور ایک کلمہ دعائیہ پڑھا۔

فإذا هو سويق بسُكَّر كثير . فقال : من كان حاله
معہ مثل هذا يحتاجُ إلى دراهمك ؟

یعنی ” (میں نے دیکھا کہ) اچانک وہ لوٹا ستو اور چینی سے
بھر گیا۔ پھر اس جوان نے کہا کہ جس شخص کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ
ایسا ہو کیا وہ آپ کے دراہم کا محتاج ہو سکتا ہے؟“
پھر اس نے یہ اشعار پڑھے۔

بحق الهوى يا أهل وُدِّي تفهّموا

لسان وجود بالوجود غريب

حرام على قلبٍ تعرّض للهوى

يكون لغير الحق فيه نصيب

(۱) یعنی ” اے میرے دوستو! اللہ تعالیٰ کی محبت کی قسم، جان لو

کہ محبت کی زبان کا وجود ان موجودات میں غیر معروف ہوتا ہے۔

(۲) جس دل میں عشقِ خدا تعالیٰ آجائے۔ اس دل میں غیرِ خدا تعالیٰ کا

حصہ حرام ہو جاتا ہے۔“

ایک شخص کہتا ہے کہ ایک دفعہ ہم ایک جنگل میں حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جا رہے تھے۔ کیکر کے ایک درخت کے نیچے آرام کرنے کی خاطر ہم نے پڑاؤ ڈالا۔ ہم میں سے بعض متعلقین نے کہا کہ یہ بڑی اچھی جگہ ہے۔ کیا اچھا ہوتا کہ یہاں کھجوریں بھی مل جاتیں۔
حضرت ذوالنون نے تبسم فرمایا اور کہا۔

تشتہون الرطب؟ و حرک الشجرة .
یعنی ”کیا تم کھجوریں چاہتے ہو؟ یہ کہہ کر ذوالنون نے درخت کو حرکت دی“ اور فرمایا۔

أقسمتُ عليك بالذي ابتدأك و خلقتك شجرةً إلا ما نثرت علينا رطباً جنيئاً .

یعنی ”(اے درخت!) تجھے اس ذات کی قسم جس نے تجھے وجود بخشا اور درخت بنایا ہم پر ابھی ابھی تازہ کھجوریں گرا“۔

پھر ذوالنون مصری نے اس درخت کو ہلایا تو اس سے تازہ کھجوریں گرنے لگیں۔ وہ شخص کہتا ہے کہ ہم نے پیٹ بھر کر کھجوریں کھائیں اور سو گئے۔ بیدار ہونے کے بعد جب ہم نے دوبارہ اس درخت کو ہلایا تو کھجوروں کی بجائے صرف کانٹے ہی کانٹے گرے۔

معلوم ہوا کہ بطور کرامت ایک بار کھجوریں اس درخت سے ملیں مگر پھر نہ ملیں۔ کیونکہ کرامت ہمیشہ نہیں ہوتی۔

حضرت محمد بن المبارک صوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں بیت المقدس کے راستے پر ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جا رہا تھا۔

ہم نے قیلو لے (دوپہر کے آرام) کیلئے بوقتِ دوپہر انار کے ایک درخت کے نیچے پڑاؤ کیا۔ ہم نے چند رکعات نوافل ادا کئے۔ میں نے درخت کی اصل (جڑوں اور تنے) سے یہ آواز آتی ہوئی سنی۔ یا ابا اسحاق! اکر منا بان تأکل منا شیئا .

یعنی ”اے ابو اسحاق (یہ ابراہیم بن ادہم کی کنیت تھی)! ہم سے کچھ (انار) کھا کر ہمیں عزت بخشئے۔“

محمد بن المبارک فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا۔ اے ابو اسحاق! کیا آپ نے یہ آواز سنی ہے؟ انہوں نے فرمایا۔ ہاں۔ پھر وہ اٹھے اور دو انار توڑے۔ ایک انہوں نے خود کھایا اور ایک مجھے دیا۔ میں نے کھایا لیکن وہ ترش تھا۔ اس وقت یہ چھوٹا سا درخت تھا۔

پھر جب ہم کافی مدت کے بعد بیت المقدس کی زیارت سے واپسی پر اس درخت کے پاس سے گزرے تو اس وقت وہ بہت بڑا درخت بن چکا تھا اور اس کے انار بھی نہایت شیریں اور میٹھے ہو چکے تھے۔

وہی تشر کل سنة مرتین و سموها رمانة العابدین .

و یاویٰ اِلٰی ظِلِّهَا الْعَابِدُونَ رَحِمَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى .

یعنی ”وہ درخت سال میں دو بار پھل دیتا تھا۔ لوگوں نے اس کا نام ”عابدین کا انار“ رکھا ہوا تھا (کیونکہ) عابدین (عبادت گزار لوگ) اس درخت کے سائے میں آکر بیٹھتے تھے۔“

دوستو! ایسے بزرگ بھی دنیا میں آئے تھے لیکن وہ سب دنیا سے رخصت ہو گئے۔ ہم اور آپ نے بھی اس جہانِ فانی سے جانا ہے۔ اللہ

تعالیٰ ہمیں ان بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق دیں۔ آمین۔
کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

آج کچھ کر لو عبادت ورنہ کل روزِ قیام
سامنے حق کے تمہیں ہوگی خجالتِ لاکلام
منزلِ مقصود پر کس طرح ہم پہنچیں گے آہ
حد سے افزوں اپنے سر پر ہو گیا بارِ گناہ
اور ہزاروں سال کی راہ صراطِ پُر خطر
بال سے باریک تر ہے تیغ سے ہے تیز تر
ہے ثباتِ ہستی، موہوم مانندِ حباب
یا ہے افسانہ کوئی یا ہے خیال اور یا ہے خواب
تندرستی ہے بڑی شے اس کو نعمت جانئے

زندگی بہرِ عبادت ہے غنیمت جانئے
ایک شخص اپنا یہ واقعہ بیان کرتا ہے کہ میں ایک مرتبہ اپنے کسی کام
کیلئے باہر جنگل میں گیا۔ میں نے دیکھا کہ ایک خاردار درخت کے ارد گرد
ایک شخص گھوم رہا ہے اور اس سے کھجور کے دانے توڑ توڑ کر کھا رہا ہے۔
میں نے اسے سلام کیا۔ اس نے کہا وَعَلَيْكَ السَّلَام۔
پھر کہا۔ آئیے آپ بھی کھجور کھائیے۔ میں اپنی اوٹنی سے اترا اور اس
درخت کے پاس گیا۔ درخت پر کھجور کے دانے مجھے نظر آ رہے تھے مگر
میں توڑنے کیلئے جس دانے کو ہاتھ لگاتا وہ کانٹا بن جاتا۔

فَتَبَسَّمَ الرَّجُلُ وَقَالَ : هِيَاتَ . لَوْ أَطَعْتَهُ فِي

الخلواتِ أطعمَكَ الرطبَ في الفلواتِ .
 یعنی ” وہ شخص مسکرانے لگا اور کہا (آپ کو کھجوریں نہیں مل سکتیں
 کیونکہ) اگر آپ خلوت (یعنی تنہائی) میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت و عبادت
 کرتے تو اللہ تعالیٰ آپ کو بھی (میری طرح) جنگل میں کھجوریں کھلاتا ۔“
 حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں
 پانچ قسم کے لوگ رہتے ہیں۔

العلماءُ هم ورثةُ الأنبياءِ ، والزهادُ هم الأدلاءُ ،
 والغزاةُ هم أسیافُ اللہ ، و التّجارُ هم أمناءُ اللہ ، و
 الملوكُ هم رعاةُ الخلقِ .

یعنی ” اول علماء ہیں جو کہ انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔
 دوم زاہدین (یعنی تاریکین دنیا) ہیں۔ یہ قوم کے رہنما ہیں۔
 سوم غزاة (یعنی کفار سے جنگ کرنے والے) ہیں۔ یہ خدا کی
 تلواریں ہیں۔

چہام تجارت کرنے والے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے امین ہیں (یعنی
 مال تجارت میں امین ہیں۔ لہذا تاجروں کو چاہئے کہ امانت داری و
 دیانتداری سے کام کریں)۔

پنجم بادشاہ (یعنی ملکوں کے سربراہان) ہیں یہ مخلوق کے نگران ہیں۔“
 پھر حسن بصری نے فرمایا کہ جب علماء طامع دنیا (دنیا کا لالچ کرنے
 والے) بن جائیں اور مال جمع کرنے لگ جائیں تو پھر کس کی پیروی کی جائیگی
 اور کون رہنما ہوگا ؟

اور جب زاہدین راغب فی المال (مال میں رغبت کرنیوالے) ہو جائیں تو پھر کس سے رہنمائی حاصل کی جائے گی اور کون نیک ہوگا؟ اور جب غازی ریاکار ہو جائیں تو پھر دشمن پر فتح کون حاصل کریگا؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ریاکار کے عمل کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔

اور جب تاجر خائن (خیانت کرنیوالے) ہو جائیں فَمَنْ يُّؤْتَمَنُ و يُرْتَضَى ” تو پھر کون پسندیدہ اور امین ہوگا؟“ اور جب بادشاہ و سلاطین خود بھیڑیے بن جائیں تو پھر بکریوں (یعنی رعایا) کی کون حفاظت کرے گا؟

قال : والله ما أهلك الناس إلا العلماء المداهنون ، والزهاد الرّاعبون ، والغزاة المراءون ، والتجار الخائنون ، و الملوک الظالمون . و سيعلم الذين ظلموا أيّ منقلبٍ ينقلبون .

یعنی ” پھر حسن بصریؒ نے فرمایا کہ خدا کی قسم لوگوں کو ہلاک نہیں کیا مگر ان علماء نے جو تبلیغ دین میں غفلت برتتے ہیں اور ان فقیروں (زاہدوں) نے جو دنیا میں رغبت کرتے ہیں اور ان جہاد کرنیوالوں نے جو ریاکار ہیں اور ان تاجروں نے جو خیانت کرتے ہیں اور ان بادشاہوں اور سربراہوں نے جو ظلم کرتے ہیں۔ اور عنقریب ظالموں کو معلوم ہو جائیگا کہ ان کا انجام کتنا برا ہے۔“

ایک بزرگ نے تصوف اور سلوک فی اللہ کے متعلق لکھا ہے۔
يحتاجُ السّالِكُ في سلوكه إلى أربعة أشياء : علم يسوسه ،

و ذکر یونسہ ، و ورع یحجزہ ، و یقین یحملہ .
 یعنی ” اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کیلئے سالک (معرفتِ
 خدا کے متلاشی) کو چار چیزوں کی ضرورت ہے۔
 اول علمِ دین جس کے ذریعے وہ طریقہ زندگی کا بہتر نظم و ضبط
 قائم کر سکے۔

دوم ذکرِ خدا تعالیٰ جو اس کا انیس و رفیق ہو۔
 سوم تقویٰ جو اسے گناہ سے روکے۔
 چہارم یقینِ کامل جو عبادت کا باعث بنے۔ “
 افسوس صد افسوس آج ان چاروں امور کی کمی ہے۔ بلکہ یہ
 امور مفقود ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ آج لوگوں نے حصولِ رزق اور مال کمانے ہی کو
 مقصودِ زندگی بنا لیا ہے۔ چاہے وہ کسی گناہ کے ارتکاب سے حاصل ہو یا
 فریب و دھوکہ سے حاصل ہو یا چوری سے حاصل ہو۔
 یاد رکھئے۔ عقلمند و دانا وہ ہے جو مستحق ہو۔ دولت مند ہونا عقلمندی و
 دانائی کی علامت نہیں ہے۔ عربی کے کسی شاعر نے کہا ہے۔

و کم من تقیّ عاش فی الفقرِ راضیاً
 و کم من شقیّ کان أغنی الوری طراً

یعنی ” کئی پرہیزگار لوگ تقدیر پر راضی رہتے ہوئے فقر کی زندگی
 گزارتے ہیں اور کئی بدکار و بد بخت بہت بڑے دولت مند ہوتے ہیں۔ “
 بشر بن الحارث رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسی نے ان کی سرگزشتِ تصوف و زہد

کا ابتدائی حال پوچھا اور کہا کہ حضرت! لوگ آپ کی بہت زیادہ عزت کرتے ہیں اور آپ کا نام یوں احترام و اکرام سے لیا جاتا ہے جیسا کہ نبی ﷺ کا نام مبارک ہو۔ اس کا سبب کیا ہے؟

بشرؑ نے فرمایا کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے۔ پھر فرمایا کہ میں پہلے بڑا گنہگار انسان تھا۔ ایک مرتبہ میں نے راستے میں کاغذ کا ایک ٹکڑا پڑا ہوا دیکھا۔

میں نے اسے اٹھا کر دیکھا تو اس میں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی ہوئی تھی۔ میں نے اس پر لگی ہوئی گرد و غبار کو صاف کر کے اسے اپنی جیب میں رکھ لیا۔ اس وقت میرے پاس صرف دو درہم تھے۔ ان کے علاوہ میں کسی چیز کا مالک نہ تھا۔

میں نے عطار (عطر فروش) سے نہایت قیمتی اور اعلیٰ قسم کا عطر خریدا اور اس کاغذ کے ٹکڑے کو، جس پر بسم اللہ درج تھی، عطر لگا کر رات کو سو گیا۔

میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا اللہ تعالیٰ مجھے مخاطب ہو کر یوں ارشاد فرما رہے ہیں۔

يا بشرُ! طيَّبْتَ اِسْمِي لِاَطْيَبِّينَ اِسْمِكَ فِي الدُّنْيَا وَ
الْآخِرَةِ .

یعنی ”اے بشر! تم نے میرے نام کو معطر کیا (یعنی خوشبو لگائی) اس لئے میں بھی ضرور دنیا و آخرت میں تمہارے نام کو معطر (معظم و محترم) کروں گا۔“

برادران اسلام! اللہ عزوجل کے نام کی تعظیم کرنے والے بزرگ کا یہ واقعہ نہایت ایمان افروز ہے۔ اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ اُخروی مقبولیت کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی محبوبیت و مقبولیت نصیب فرماتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بزرگوں کا نام ہمیشہ احترام سے لیا جاتا ہے۔

روایت ہے کہ منصور بن عمار و اعظ رحمہ اللہ کی توبہ کا سبب یہ تھا کہ انہوں نے راستے میں ایک رقعہ (کاغذ کا ٹکڑا) دیکھا جس پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی ہوئی تھی۔

انہوں نے اس کاغذ کے ٹکڑے کو اٹھا لیا لیکن اسے محفوظ رکھنے کیلئے وہاں انہیں کوئی جگہ نہ ملی تو انہوں نے اسے منہ میں ڈال کر نگل لیا۔ پھر خواب میں کسی نے انہیں یہ بشارت سنائی۔

فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكَ بَابَ الْحِكْمَةِ بِاحْتِرَامِكَ تِلْكَ

الرُّقْعَةَ .

یعنی ” اللہ تعالیٰ نے تم پر علم و حکمت کا دروازہ کھول دیا ہے کیونکہ تم نے اس رقعے کی (جس پر بسم اللہ درج تھی) تعظیم کی ہے۔“ یہ اللہ عزوجل کے مکتوب نام مبارک کی برکت تھی جس کے طفیل اللہ تعالیٰ نے شیخ منصور کو اپنا برگزیدہ بندہ بنا کر ان پر اسرار و حکمت ظاہریہ و باطنیہ کا دروازہ کھول دیا۔

حضرات! آج کل مسلمانوں کے دلوں میں شعائر اللہ کی تعظیم اور احکامات خداوندی کی بجا آوری کی تڑپ باقی نہیں رہی۔ مال و دولت کی محبت و فکر بڑھ گئی ہے اور طولِ آمال اور لمبی امیدوں کی وباء عام ہو گئی ہے

جس کی وجہ سے آج مسلمان ذلیل و خوار ہو رہے ہیں اور مصائب و مشکلات سے دوچار ہیں۔

کتابوں میں مذکور ہے کہ حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ اذان و اقامت کہا کرتے تھے اور خود اقامت نہیں کراتے تھے۔

منقول ہے کہ ایک بار انہوں نے اقامت کہی اور محمد بن ابی توبہ سے فرمایا کہ آپ نماز پڑھائیں۔ محمد نے کہا ٹھیک ہے میں یہ نماز (مثلاً ظہر کی نماز) تو پڑھا دیتا ہوں مگر دوسری (مثلاً عصر کی) نماز میں نہیں پڑھاؤنگا، کوئی اور پڑھائے۔

حضرت معروف کرخی نے فرمایا۔ و انت تحدث نفسك أن تصلي صلاة أخرى . نعوذ بالله من طول الأمل . فإنه يمنع خير الأمل و العمل .

یعنی ” (اے محمد!) تیرے دل میں یہ خیال ہے کہ (تو اگلی نماز تک زندہ رہے گا اور) تجھے دوسری نماز پڑھنے کا موقع ملے گا۔ ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں ایسی لمبی امیدوں سے۔ ایسی (دنیاوی) امیدیں تو امیدِ آخرت کیلئے اور نیک اعمال کیلئے رکاوٹ بنتی ہیں۔“

حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ بڑے مشہور صاحبِ کرامات ولی اللہ گزرے ہیں۔ وہ فرمایا کرتے تھے۔

الدنيا أربعة أشياء : المال ، و الكلام ، و المنام ، و الطعام . فالمال يُطغى ، و الكلام يُلهي ، و المنام يُنسى ، و الطعام يُقسى .

یعنی ” دنیا چار چیزوں کا نام ہے: مال، کلام، نیند اور طعام۔ پس کثرتِ مال سرکشی پر آمادہ کرتی ہے اور کثرتِ کلام لہو و لعب (کھیل تماشے) میں مبتلا کرتی ہے اور کثرتِ نوم (زیادہ سونا) یادِ آخرت بھلاتی ہے اور کثرتِ طعام (زیادہ کھانا) دل کو سخت کرتی ہے۔“

دنیا کی محبت اگر حد سے بڑھ جائے اور محبتِ آخرت پر غالب آجائے تو اس کا انجام ندامت و حسرت ہوتا ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔ دنیا سے محبت کرنے والوں کیلئے ان اشعار میں درسِ عبرت ہے۔

باغِ رنم و گلِ چیدم و فغاں کردم

نظارۂ دلِ مجروح بلبلاں کردم

بما بگفت یکے بلبلے کہن سالے

ہزار سال دریں باغِ آشیاں کردم

وفائے عہد و مرّوت ز گلر خاں مہ طلب

من ایں معاملہ را کردم و زیاں کردم

(۱) یعنی ” میں نے ایک مرتبہ باغ میں جا کر ایک پسندیدہ پھول کو توڑا اور پھولوں کے عشق میں مبتلا بلبلوں کے مجروح و غمزہ دلوں کا مشاہدہ کیا۔

(۲) مجھے ایک تجربہ کار طویل العمر بلبل عاشق زار نے یہ رقت انگیز نصیحت کی کہ میں ہزار سال سے اس باغ میں گلوں کی محبت و عشق میں گرفتار ہونے کی وجہ سے مقیم ہوں۔

(۳) یاد رکھ! دنیا میں رنگین و حسین چہرے والوں سے کسی عہد و مروت اور وفا کی طمع و امید رکھنا عبث و بے فائدہ ہے۔ خبردار! میں نے یہ معاملہ کیا اور تباہ ہو کر اپنا نقصان کیا۔“

۵ گر نکتہ دان عشقی خوش بشنوائیں حکایت

”اگر تو رموزِ عشق کا نکتہ دان ہے تو یہ حکایتِ عبرت گوش

ہوش سے سن۔“

اللہ عز و جل ہمارے دلوں کو نورِ ایمان سے منور کرتے ہوئے
حبِ آخرت اور شوقِ طاعت سے معمور فرمائیں۔ آمین۔

دوستو اور بزرگو! ہمیں ہر مشکل و مصیبت میں اور ہر حاجت
کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ اسی سے گڑگڑا کر مانگنا چاہئے۔
وہ اپنے در پر آنے والوں کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا۔ وہ چاہے تو ایک دن
میں غنی کر دے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

جو مانگنے کا طریقہ ہے اس طرح مانگو درِ کریم سے بندے کو کیا نہیں ملتا
ایک اور شاعر کہتا ہے۔

خدا سے مانگ جو کچھ مانگنا ہو اے اکبر

یہی وہ در ہے کہ ذلت نہیں سوال کے بعد

ایک اور شاعر کے واعظانہ و عارفانہ دو اشعار پیش خدمت ہیں۔

ایمن مشو، کہ مرکبِ مردانِ حق شناس

در سنگلاخِ بادیہ پہا بریدہ اند

نومید ہم مباش کہ رندان بادہ نوش

ناگاہ بیک خروش بہ منزل رسیدہ اند

(۱) ”خبردار! بے فکر نہ رہ کیونکہ کئی مرتبہ اہل حق کا قافلہ اس سنگلاخ صحرا میں تباہی کا شکار ہوا۔

(۲) نیز بالکل ناامید بھی نہ ہو اس لئے کہ کئی مرتبہ جماعتِ رفقاء اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق و فضل سے منزل مقصود پر پہنچ جاتی ہے۔“

اللہ تعالیٰ غیبی و اعلیٰ طریقوں سے انبیاء علیہم السلام کی تعلیم و تربیت کی تکمیل فرماتے ہیں۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کو نبوت کے ابتدائی دور میں اہل و عیال کے نان و نفقہ کے بارے میں مطمئن و بے فکر کرنے کی خاطر اللہ عز و جل نے یہ حکم دیا کہ اے موسیٰ! تمہارے قریب جو چٹان ہے اسے اپنی لاٹھی ماریں یعنی اس پر اپنا عصا ماریں۔

موسیٰ علیہ السلام نے اس چٹان پر اپنا عصا مارا تو چٹان دو ٹکڑے ہو گئی۔ اس کے اندر ایک اور پتھر تھا۔ اس پر عصا مارا وہ بھی دو ٹکڑے ہو گیا۔ اس کے اندر سے ایک تیسرا پتھر نکلا۔ اس پر جب عصا مارا۔

فَانشَقَّتْ عَنْ دُوْدَةَ كَالذَّرَّةِ ، وَفِي فَمِهَا شَيْءٌ يَجْرِي
مَجْرَى الْغِذَاءِ هَا . وَسَمِعَهَا تَقُولُ : سُبْحَانَ مَنْ يَرَانِي ، وَ
يَسْمَعُ كَلَامِي ، وَيَعْرِفُ مَكَانِي ، وَيَذَكِّرُنِي وَلَا يَنْسَانِي .

یعنی ”وہ پتھر بھی پھٹ گیا اور اندر سے ایک کیڑا نکلا جس کے منہ میں بطور غذا کوئی چیز (پتہ وغیرہ) تھی۔ موسیٰ علیہ السلام نے کان لگا کر سنا تو وہ کیڑا یہ دعا پڑھ رہا تھا سبحان من یرانی الخ . یعنی پاک

ہے وہ جو مجھے ہر وقت دیکھتا ہے اور میری بات سنتا ہے اور میرے رہنے کی جگہ کو جانتا ہے اور مجھے ہر وقت یاد رکھتا ہے اور مجھے بھولتا نہیں۔“

عربی کے ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

لقد علمتُ وما الإشرافُ من خلقي

إنّ الذی هو رزقی سوفَ یأتیني

أسعی إليه فیعینی تطبُّبه

و لو أقمتُ أتانی لا یعینیني

(۱) ” حرص اور لالچ میری خصلت نہیں۔ مجھے یقین ہے کہ میرا رزق میرے پاس ضرور پہنچے گا۔

(۲) میں اس کو طلب کرنے کی کوشش کرتا ہوں تو اس کے حصول کی جدوجہد مجھے تھکا دیتی ہے اور اگر میں اپنی جگہ پر مقیم رہتا (یعنی زیادہ بھاگ دوڑ نہ کرتا) تو میرا رزق خود ہی میرے پاس آجاتا اور مجھے اس قدر پریشان نہ کرتا۔“

احیہ کرام! اس پر آشوب دور کا حال پہلے ادوار سے بالکل مختلف ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے وابستگی ناپید ہو گئی ہے۔ لوگ مال و رزق اور دنیا کے حصول کیلئے ہر ظلم کو جائز سمجھنے لگے ہیں اور مسلمانوں کے افکار و خیالات بالکل الٹے ہو گئے ہیں۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

کب تک ستم کو لطف، جفا کو وفا کہیں

بادِ خزاں کو موجِ حرامِ صبا کہیں

مرگِ چمن کو جشنِ بہاراں کا نام دیں
 زانغ و زغن کو بلبل شیریں نوا کہیں
 جب آبروئے حرفِ تمنا ہی مٹ گئی
 ہر بوا ہوس کے سامنے کیا مدعا کہیں

قرآن پاک میں رزق کی ضمانت دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا . یعنی ” زمین پر موجود ہر دابہ (ذی روح و جاندار) کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے “۔

حضرات کرام! مذکورہ بالا آیت کریمہ میں اللہ جل جلالہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ رزق کا ضامن میں ہوں۔

آیت ہذا سے ہمیں رزق کے معاملے میں اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے کا سبق ملتا ہے۔ مگر نہایت دکھ کی بات ہے کہ انسان جو اپنے آپ کو عقلمند کہتا ہے رزق کے معاملے میں تمام حیوانات سے زیادہ کمزور ثابت ہوا ہے۔ صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک حلال و حرام کی تمیز کیے بغیر ذخیرہ اندوزی میں لگا رہتا ہے۔ حلال مال جمع کرنے میں تو کوئی حرج نہیں لیکن افسوس ہے کہ اکثر مسلمان مشتبہ مال تو درکنار حرام مال کمانے سے بھی اجتناب نہیں کرتے۔

انسان کے علاوہ باقی حیوانات رزق کی ذخیرہ اندوزی نہیں کرتے سوائے دو چار قسم کے حیوانات کے۔ قرآن پاک میں اللہ جل جلالہ کا ارشاد ہے۔ وَكَأَيِّنْ مِنْ دَابَّةٍ لَا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللَّهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ

و هو السَّمِيعُ الْعَلِيمُ . ” اور بہت سے جاندار اپنا رزق اٹھانے نہیں پھرتے۔ اللہ تعالیٰ ہی رزق دیتے ہیں انہیں بھی اور تمہیں بھی۔ اور اللہ خوب سننے والے اور جاننے والے ہیں۔“

علامہ زمخشری نے اس آیت کے تحت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کا یہ عجیب قول نقل کیا ہے۔

ليسَ شَيْءٌ مِنَ الْحَيْوَانِ يَجْبَأُ قُوَّتَهُ إِلَّا الْإِنْسَانَ ، وَ النَّمْلَ ، وَ الْفَارَّ ، وَ الْعَقْعَقَ .

یعنی ” صرف چار قسم کے حیوانات اپنی خوراک کی ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں انسان، چیونٹی، چوہا اور کوآ۔“

و عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما : لا يدخر إلاّ الآدمی والنمل والفارة والعققق . روح المعانی ج ۲۱ ص ۱۱ .

” حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ صرف انسان، چیونٹی، چوہا اور کوآ ہی ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں۔“

بعض اہل علم و دانش کہتے ہیں کہ بلبل بھی ذخیرہ اندوزی کرتی ہے۔ ان کی عربی عبارت یہ ہے۔ رأیتُ البلبیل یحتکر فی حَضْنِیہ .

یعنی ” میں نے دیکھا کہ بلبل بھی ذخیرہ اندوزی کرتی ہے۔“

علامہ کمال الدین دمیری رحمہ اللہ تعالیٰ حیاء الحيوان میں لکھتے ہیں۔ و يقال : إنّ للعققق مخابئ إلاّ أنه ينساها . حياة الحيوان ج ۲

یعنی ” کہتے ہیں کہ کواکئی جگہ اپنی خوراک کی ذخیرہ اندوزی کرتا ہے مگر پھر ان جگہوں کو وہ بھول جاتا ہے “ -

علامہ آلوسی رحمہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ و ذَكَرَ لِي بَعْضُهُمْ : أَنْ أَغْلِبَ الْكُؤَامِنَ مِنَ الطَّيْرِ يَذْخِرُ .

یعنی ” بعض نے میرے سامنے یہ بات ذکر کی ہے کہ اکثر پرندے خوراک کی ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں “ -

ایک حدیث پاک میں ہے کہ نبی ﷺ نے جب صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا تو بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا۔ کیف نقدم بلدة ليس لنا فيها معيشة .

یعنی ” اس شہر میں ہم کیسے جائیں جس میں ہمارے لئے معیشت کا کوئی انتظام نہیں “ -

تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ وَكَأَيِّنْ مِنْ دَابَّةٍ لَا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللَّهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ . پ ۲۱ ، آیت ۶۰ .

اس آیت کے بعد اللہ جل جلالہ ارشاد فرماتے ہیں۔

وَلَمَّا سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لِيَقُولُنَّ اللَّهُ فَأَنَّى يُؤْفَكُونَ . اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَ يَقْدِرُ لَهُ إِنْ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ .

” اور اگر آپ لوگوں سے پوچھیں کہ کس نے بنائے آسمان و زمین اور کام پر لگائے سورج و چاند؟ تو کہیں گے کہ اللہ نے۔ پھر کہاں پھرے جاتے ہیں۔ اللہ پھیلاتا ہے روزی جس کے واسطے چاہے اپنے بندوں میں سے اور ماپ کر دیتا ہے جسے چاہے۔ بیشک اللہ ہر چیز سے خبردار ہے۔“

دوستو! جس طرح ہم اپنے ظاہری لباس کی صفائی کا خیال رکھتے ہیں اسی طرح باطنی لباس یعنی لباسِ دین و ایمان کی صفائی کا بھی خیال ہونا چاہئے۔ جس طرح ظاہری لباس یعنی کپڑوں پر چھوٹے چھوٹے داغوں اور دھبوں کی تعداد بڑھ جائے تو لباس انتہائی بدنما معلوم ہوتا ہے۔ کوئی معزز سفید پوش آدمی ایسا لباس پہننا پسند نہیں کرتا۔

اسی طرح باطنی لباس یعنی لباسِ ایمان بھی چھوٹے چھوٹے گناہوں سے مسخ و بدنما ہو جاتا ہے۔

بدنما اور میلا لباس پہن کر بڑی مجلسوں، بادشاہوں کے درباروں اور بڑے لوگوں سے ملاقات کیلئے کوئی عقلمند جانا پسند نہیں کرتا۔

مگر افسوس صد افسوس..... مسلمان اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری دینے اور اس سے ملاقات کرنے کیلئے گناہوں سے داغدار لباسِ ایمان پہن کر جانے سے نہیں شرماتے۔

عربی کے ایک شاعر نے اس سلسلے میں کیا خوب کہا ہے۔

ما بال دینک ترضی أن تدنسه

و ثوبك الدهر مغسولٌ من الدنس

ترجُو النجاةَ و لم تسلكَ طريقَتها

إِنَّ السَّفِينَةَ لَا تَجْرِي عَلَى الْيَبَسِ

(۱) یعنی ”کیا وجہ ہے کہ تو اپنے دین کے میلے ہونے پر راضی ہے

جبکہ تیرا لباسِ ظاہری ہمیشہ میل سے صاف ہوتا ہے۔

(۲) تجھے نجات کی امید ہے مگر تو نجات کی راہ پر نہیں چلتا۔ یاد رکھ!

کشتی خشکی پر کبھی نہیں چل سکتی۔“

دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں راہِ سنت پر چلنے کی اور لباسِ باطنی

یعنی اعمالِ زندگی کو گناہوں اور لغزشوں سے پاک و صاف رکھنے کی توفیق

بخشیں۔ آمین۔

برادرانِ اسلام! مسلمانوں کا مقام اللہ جل جلالہ کے ہاں بہت

بلند ہے۔ اللہ تعالیٰ جب کافروں کو بھی روزی دے رہے ہیں تو مسلمانوں

کو کیسے محروم رکھیں گے۔

شیخ شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے یہی بات بیان فرمائی ہے۔

اے کریمے کہ از خزانہٴ غیب گبر و ترسا و طیفہ خور داری

دوستاں را کجا کنی محروم تو کہ بادشمنان نظر داری

(۱) ”اے رب کریم! آپ کے خزانہٴ غیب سے کفار بھی پوری

طرح رزق حاصل کر رہے ہیں۔

(۲) آپ اپنے دوستوں (یعنی مسلمانوں) کو رزق سے کیوں محروم

کرینگے جبکہ آپ رزق اور دنیاوی سہولتوں کے بارے میں دشمنوں یعنی

کفار کی بھی رعایت کرتے ہیں۔“

بھائیو! اللہ تعالیٰ کا نظامِ رازقیت بڑا محکم ہے۔ عجیب طریقوں سے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو روزی پہنچاتے ہیں۔

ماہرینِ حیوانات نے لکھا ہے کہ کوئے کے بچے ابتدا میں سفید رنگ کے ہوتے ہیں۔ اس لئے کوؤا انہیں اجنبی بچے سمجھ کر چھوڑ دیتا ہے اور ان کی پرورش اور دیکھ بھال نہیں کرتا۔

اس کے بعد کوئے کے بچے اپنا منہ کھول دیتے ہیں اور ایک خاص قسم کی مکھیاں اڑاڑ کر ان بچوں کے منہ میں داخل ہوتی رہتی ہیں۔ یہی مکھیاں ان کی غذا بن جاتی ہیں تا آنکہ وہ بچے کچھ بڑے ہو جائیں۔ چند دنوں کے بعد ان کا رنگ سیاہ ہو جاتا ہے اور کوؤا ان کو اپنے بچے سمجھ کر ان کی پرورش اور دیکھ بھال شروع کر دیتا ہے۔

آپ اندازہ کریں کہ کوئے کے بچوں کی پرورش اور ان کو رزق پہنچانے کا یہ نظامِ ربانی کتنا عجیب ہے۔

اسی وجہ سے عرب دعا میں کہتے ہیں۔ یا رازق الغراب النُّعَابِ فِي عُشَّتِهِ .

یعنی ”اے وہ رزاق جو کوئے کے بچوں کو (انتہائی لطیف طریقے سے) ان کے گھونسلے میں رزق پہنچاتا ہے“۔

حلیۃ الاولیاء میں ہے۔ عن مکحول قال : کَانَ مِنْ دَعَاءِ دَاوُدَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ : يَا رَازِقَ الْغُرَابِ النَّعَابِ فِي عُشَّتِهِ . حلیہ ج ۵ ص ۱۸۲ .

یعنی ”حضرت مکحول فرماتے ہیں کہ داود علیہ السلام بوقتِ دعا

یہ کہتے تھے کہ اے کوئے کے چھوٹے بچوں کو گھونسلے میں رزق دینے والے۔“

داود علیہ السلام جلیل القدر نبی ہیں۔ ہر نبی و رسول کی خصوصی دعاؤں میں بڑی مصلحتیں اور حکمتیں ہوتی ہیں۔ داود علیہ السلام کی مذکورہ صدر دعا کی نرالی مصلحت اور عجیب وجہ تخصیص بیان کرتے ہوئے صاحبِ حلیہ لکھتے ہیں۔

وذلك أنّ الغراب إذا فقصَ عن فراخِهِ فقصَ عنها
بِیضاءَ . فإذا رآها كذلك نفر عنها . ففتَحُ أفواهُها
فیرسِلُ اللهُ علیها ذُباباً یدخلُ أفواهُها . فیکون ذلك
غذاءً لها حتی تَسوَدُّ . فإذا اسوَدَّت انقطع الذبابُ عنها
فعاد الغراب إليها فغذاها . کذا فی الحلیة .

یعنی ” اس دعا کی وجہ تخصیص یہ ہے کہ کوّا جب انڈوں کو بچے نکالنے کیلئے توڑتا ہے تو ابتداء میں وہ بچے سفید رنگ کے ہوتے ہیں۔ سفید رنگ کی وجہ سے کوّا ان بچوں سے متنفر ہو کر ان کی پرورش چھوڑ دیتا ہے۔ چنانچہ کوئے کے یہ بچے اپنے منہ (یعنی چونچیں) کھول دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ خاص قسم کی مکھیاں بھیج دیتے ہیں جو ان بچوں کے منہ میں داخل ہوتی رہتی ہیں۔ یہی مکھیاں ان بچوں کی غذا بنتی رہتی ہیں تا آنکہ ان بچوں کا رنگ سیاہ ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد ادھر ان مکھیوں کا آنا بند ہو جاتا ہے اور ادھر کوّا اپنے بچوں کی طرف لوٹ کر آ جاتا ہے اور ان کی پرورش شروع کر دیتا ہے۔“

بہر حال اللہ تعالیٰ کا نظام رزق بڑا عجیب و لطیف اور نہایت محکم

ہے۔

رزق کے بارے میں مشہور محدث حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے دو عبرت انگیز شعر ہیں جو حلیہ (ج ۷ ص ۲۷۶) میں درج ہیں۔ وہ فرماتے ہیں۔

کم من قوی قوی فی قلبہ

مہذب الرأی عنہ الرزق منحرف

کم من ضعیف ضعیف العقل مختلط

کأنه من خلیج البحر یغترف

(۱) یعنی ”کئی طاقتور انسان قوی الافعال اور بڑے عقلمند ہوتے ہیں مگر رزق کے دروازے ان پر بند ہوتے ہیں۔

(۲) اور کئی کمزور، کم عقل اور بیوقوف انسان سمندر اتنی دولت کے مالک ہو کر اس سے حسبِ منشا خرچ کرتے ہیں۔“

حضرات عظام! اللہ تعالیٰ سے رزقِ حلال طلب کیا کریں اور حرام مال سے اجتناب کیا کریں۔ حرام مال دنیا و آخرت کی آفات کا سبب ہے۔ طلبِ رزقِ حلال میں کوئی حرج نہیں ہے۔ خود نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی حصولِ رزقِ حلال کی دعا فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک حدیث ہے۔

عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما أن النبی ﷺ کان یقول فی دعائه : اللهم ارزقنا من فضلك ، ولا تحرمنا رزقك ، وبارک لنا فیما رزقتنا ،

و اجعل غنانا في أنفسنا ، و اجعل رغبتنا فيما عندك .
 اخرجہ الأصبهانی فی الحلیة ج ۵ ص ۶۶ . وقال : غریب
 من حدیث مسعر تفرد به عنه و کعب .

” سعید بن جبیر رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما
 سے اس حدیث کی روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام یہ دعا فرمایا
 کرتے تھے کہ اے اللہ! ہمیں اپنے فضل و کرم سے رزق نصیب فرما۔
 اے اللہ! اپنے رزق سے ہمیں محروم نہ فرما اور اپنے دیئے ہوئے رزق
 میں برکت ڈال دے۔ ہمارے دلوں کو غنی کر دے اور ہماری رغبت کو
 ان دائمی نعمتوں کی طرف پھیر دے جو تیرے پاس ہیں۔ “

ایک حدیث پاک میں ہے۔ من كان لله كان الله له .
 ” جو شخص خدا تعالیٰ کا ہو جاتا ہے خدا تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے “

یعنی جو آدمی اللہ تعالیٰ کا مطیع و فرمانبردار بندہ بن جائے تو اللہ تعالیٰ
 ہر معاملے میں اس کی مدد و نصرت فرماتے ہیں اور اللہ جل جلالہ جس کے مددگار
 و ناصر ہوں اس کو بہر صورت رزق پہنچاتے ہیں۔

حلیۃ الاولیاء (ج ۸ ص ۳۸) میں ایک واقعہ درج ہے۔ حضرت
 حذیفہ معرشی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ شہر کوفہ جانے کیلئے
 حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ کا رفیق سفر ہوا (ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ
 مشہور بزرگ ہیں)۔

ابراہیم بن ادہم ہر میل کی مسافت کے بعد دو رکعت نفل پڑھتے
 تھے۔ ہم ایک مدت تک جنگل و بیابان میں رہے۔ ہمارے کپڑے بھی

پھٹ گئے۔ بالآخر ہم کو فہ شہر میں داخل ہوئے اور ایک غیر آباد مسجد میں قیام کیا۔

ابراہیم بن ادہم نے میری طرف دیکھ کر فرمایا۔ اے حذیفہ! تم بہت بھوکے معلوم ہو رہے ہو۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ بہت زیادہ بھوک لگ رہی ہے۔ ابراہیم نے فرمایا کہ قلم اور کاغذ لا کر مجھے دو۔ میں باہر نکلا اور کسی سے قلم و دوات اور کاغذ لے کر انہیں دیا۔ ابراہیم بن ادہم نے رقعے پر یہ لکھا۔

بسم الله الرحمن الرحيم . أنت المقصود إليه بكلّ حال و المشار إليه بكلّ معنی .

یعنی ” بسم اللہ کے بعد یہ تحریر فرمایا کہ اے اللہ! آپ ہر حال میں مقصود ہیں اور ہر مقصد کیلئے مرجع ہیں “۔

پھر ابراہیم بن ادہم نے درج ذیل اشعار لکھے ، جن کا حاصل یہ ہے کہ اے اللہ! چھ امور میں سے تین آپ کے ذمے ہیں اور تین میرے ذمے ہیں۔ میری غذا، لباس اور پگڑی و جوتا وغیرہ آپ کے ذمے ہیں اور ذکر کرنا، شکر کرنا اور آپ کے دربار میں حاضری دینا میرے ذمے ہیں۔ وہ اشعار یہ ہیں۔

أنا حاضر أنا ذاكر أنا شاكر

أنا جائع أنا حاسر أنا عاری

هی سِتّة وأنا الضّمین بِنِصفِها

فكُن الضّمین لِنِصفِها یا باری

مدحی لِغیرِكَ لَفحُ نارٍ خُضتُها

فأجرُ فدیتُكَ من دُخولِ النار

(۱) یعنی ” (اے اللہ!) میں (عبادت کیلئے) حاضر ہوں، ذاکر ہوں

اور شاکر ہوں۔ میں بھوکا ہوں، ننگے سر ہوں اور لباس سے عاری ہوں۔

(۲) یہ چھ امور ہیں۔ ان میں سے پہلے تین امور (یعنی عبادت، ذکر

اور شکر) میرے ذمے ہیں اور اے اللہ! باقی نصف (یعنی رزق، لباس

اور پگڑی وغیرہ) کے آپ ضامن ہو جائیں۔

(۳) آپ کے سوا کسی غیر کی مدد و ثنا کرنا میرے لئے آگ میں داخل

ہونے کے مترادف ہے۔ اے اللہ! آپ مجھے غیر کی محتاجی اور اس کی

مدد کی آگ سے بچائیں۔“

حذیفہ عرشؓ فرماتے ہیں کہ یہ رقعہ لکھ کر حضرت ابراہیم بن ادہمؑ

نے مجھے دیا اور فرمایا کہ باہر جائیے اور صرف اللہ تعالیٰ کی طرف اپنے قلب

کو متوجہ رکھئے اور جو شخص سب سے پہلے ملے اسے یہ رقعہ دیدے۔

میں رقعہ لیکر باہر نکلا تو ایک شخص جو خچر پر سوار تھا سب سے پہلے

ملا۔ میں نے وہ رقعہ اسے دیا۔ وہ پڑھ کر رونے لگا اور کہا کہ جس نے تمہیں

یہ رقعہ دیکر بھیجا ہے وہ خود کہاں ہے؟ میں نے کہا وہ فلاں مسجد میں ہے۔

پھر اس شخص نے اشرفیوں سے بھری ہوئی ایک تھیلی نکال کر مجھے

دی۔ میں نے اس سے تفصیل احوال پوچھی تو معلوم ہوا کہ وہ عیسائی ہے۔

حذیفہ عرشؓ فرماتے ہیں کہ میں نے واپس آ کر ابراہیمؑ کو سارا قصہ

سنایا۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ تھیلی اسی طرح رکھ دو۔ اسے ہاتھ نہ لگانا۔ وہ

عیسائی خود ابھی یہاں آ جائیگا۔

چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد وہ عیسائی آ گیا اور آ کر ابراہیمؑ کے سر کو

بوسے دینے لگا اور کہنے لگا اے شیخ! اللہ تعالیٰ کی طرف آپ کی دعوت و رہنمائی بہت بہتر ہے۔

پھر وہ عیسائی مسلمان ہو گیا اور ابراہیم بن ادہم کا مرید بن گیا۔

قال : فانكبّ علی رأس ابراهیم فقال : یا شیخ !

قد حسن إرشادك إلی الله . فأسلم وصار صاحبًا لإبراهیم
ابن ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ .

یعنی ” وہ ابراہیم بن ادہم کے سر پر بوسہ دینے کیلئے جھک گیا اور کہا۔ اے شیخ! اللہ تعالیٰ کے مبارک دین کی طرف آپ کی دعوت بہت اچھی ہے۔ پھر وہ اسلام لے آیا اور ابراہیم بن ادہم کا مصاحب و مرید بن گیا۔“

برادران اسلام! اللہ سبحانہ و تعالیٰ حکیم ہیں۔ ان کے فعل میں کئی مصلحتیں چھپتی ہوتی ہیں۔

بعض لوگوں کے ذہنوں میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں شخص کو تنگ دست اور فلاں شخص کو دو لہتمند کیوں بنایا۔

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اس میں حکمت یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان ہے۔ اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کا امتحان تنگ دستی سے اور بعض کا امتحان دو لہتمندی سے لیتے ہیں۔

نیز ایک حکمت یہ بھی ہے کہ بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اگر انہیں دو لہتمند بنا دیا جائے تو وہ سرکش ہو کر کفر اختیار کر لیں۔ تو ایسے لوگوں کیلئے تنگ دستی بہتر ہوتی ہے۔

حافظ الحدیث حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔ عن عبید اللہ بن عائشہ قال : قال سفیان بن عیینة : لولا أن الله طَاطَأَ من ابنِ آدمِ بثلاثِ ما أطاقه شيءٌ . وإنَّهُنَّ لفيهِ . و إنّه على ذلك لَوَثَّابٌ : الفقرُ ، و المرضُ ، و الموتُ . حلیة الاولیاء ج ۷ ص ۲۷۷ .

”عبید اللہ بن عائشہ کی روایت ہے کہ سفیان بن عیینہ نے فرمایا کہ اگر ابن آدم کو اللہ تعالیٰ تین تباہ کن چیزوں کے ذریعے پست نہ فرماتے تو اس کا تکبر و فساد حد سے زیادہ بڑھ جاتا اور کوئی چیز اس کا شر برداشت کرنے کی طاقت نہ رکھتی۔ افسوس کہ انسان ان تباہ کن چیزوں میں مبتلا ہونے کے باوجود شر و فساد کے میدان میں چھلانگیں لگاتا رہتا ہے۔ سرکشی اور شرّ انسانی کو دبانے والی وہ تباہ کن تین چیزیں یہ ہیں (۱) فقر و افلاس (۲) امراض (۳) موت“۔

اللہ تعالیٰ ہمیں تکبر سے، فساد سے، سرکشی سے اور ان اعمال سے بچائیں جو اللہ عز و جل کی ناراضگی اور غضب کے موجب ہیں۔ اور ان اعمال کی توفیق نصیب فرمائیں جو سعادت داریں کے اسباب ہیں۔ آمین۔

بھائیو اور دوستو! اس زمانے میں مسلمان بڑی غفلت میں مبتلا ہیں۔ موت سے غافل ہیں۔ مصائب و مشکلات میں گھرے ہوئے ہیں۔ آخرت کی کچھ فکر نہیں کرتے۔ اس کے باوجود تکبر و غرور سے ان کے سر بلند ہیں۔

کسی شاعر نے اسی افسوسناک حالت کو یوں بیان کیا ہے۔

دنیا کا ذرا یہ رنگ تو دیکھ ایک ایک کو کھائے جاتا ہے
 بن بن کے بگڑتا جاتا ہے اور بات بنائے جاتا ہے
 انسان کی غفلت کم نہ ہوئی قانونِ فنا کی عبرت سے
 ہر گام پہ کٹتے پاؤں بھی ہیں اور سر بھی اٹھائے جاتا ہے
 اسکو نہ خبر کچھ اسکی ہے اسکو ہے نہ کچھ پرواہ اسکی
 روتا ہے رُلائے جاتا ہے ہنستا ہے ہنسائے جاتا ہے
 کچھ سوچ نہیں کچھ ہوش نہیں فتنوں کے سوا کچھ جوش نہیں
 وہ لوٹ کر بھاگا جاتا ہے یہ آگ لگائے جاتا ہے
 بہر حال جو رزق اللہ جل جلالہ نے انسان بلکہ ہر جاندار کیلئے
 مقرر کیا ہے وہ ضرور اسے پہنچ کر رہیگا۔ اور جو اس کے مقدر میں نہیں
 ہے وہ اسے کسی طرح بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔
 لہذا انسان کو چاہئے کہ وہ رزق کے بارے میں مطمئن رہے اور
 صرف رزقِ حلال کے حصول کی کوشش کرے۔ حرام مال سے اجتناب
 کرے۔

اس سلسلے میں ایک حدیث پیش خدمت ہے۔

عن محمد بن المنکدر عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 قال : قال رسول اللہ ﷺ : لا تستبطؤوا الرزق فانہ
 لم یکن لیموت عبد حتی یبلغ آخر رزق له . فاتقوا اللہ
 و اجملوا فی الطلب . و خذوا الحلال و اتركوا الحرام .
 امرجہ ابو نعیم فی الحلیة ج ۷ ص ۱۵۸ وقال : غریب من

حدیث شعبۂ . تفرّد بہ جیش بن وہب .
 یعنی ” محمد بن المنکدر رحمہ اللہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 سے یہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔ اے مسلمانو! تاخیر
 رزق سے پریشان و نا امید نہ ہو کرو۔ کیونکہ کوئی شخص اس وقت تک
 نہیں مریگا جب تک وہ اپنے رزق کا حصہ نہ کھالے۔ سو اللہ تعالیٰ سے
 ڈرو اور جائز طریقوں سے رزق حاصل کیا کرو۔ حلال رزق حاصل کرو
 اور حرام چھوڑ دو “ -

اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے دروازے کھلے ہیں۔ وہ دعائیں قبول
 فرماتے ہیں۔ لہذا ہمیں اللہ جل جلالہ سے فراخی رزق اور عافیت دنیا و عقبیٰ
 کی دعا کرنی چاہئے۔ یہی ایمانِ کامل کا تقاضا ہے اور یہی فکرِ آخرت کی
 علامت ہے۔

عربی کا ایک شاعر کہتا ہے۔

ألوذُ ببابِ من أدعوه فردًا

و آمل أن أقرب من حبيبي

إذا نامت غيوضُ الناسِ طرًا

قرعتُ البابَ بالقلبِ الكئيبِ

- (۱) یعنی ” میں اس خدائے یکتا کے دروازے سے چمٹا رہوں گا جسے
 میں پکارتا ہوں۔ اور مجھے امید ہے کہ میں اپنے حبیب کے قریب ہو جاؤں گا۔
 (۲) جب رات کو سب لوگ سو جاتے ہیں تو اس وقت میں دعا و
 عبادت کے ذریعے اپنے رب کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہوں غمگین دل کے

ساتھ “

حضرات کرام! ہر وقت ہمیں اللہ تعالیٰ کی رضا کا خیال رکھنا چاہیے۔
یہ دنیا کچھ بھی نہیں ہے۔ بس اس کی حقیقت ایک خواب سے زیادہ نہیں
ہے۔ موت ہر وقت ہمارے سر پہ کھڑی ہے اور اس انتظار میں ہے کہ
کب وہ ہمیں اپنا لقمہ بنالے۔ موت کے وقت پتہ چل جائیگا کہ یہ کوٹھیاں،
مکانات، جائیداد اور دنیاوی ساز و سامان ایک کھیل تھا۔

ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

اس موت کے آگے اے اکبر مشغولی دنیا کچھ بھی نہیں

سب کچھ جسے ہم سمجھے تھے ابھی دم بھر میں جو دیکھا کچھ بھی نہیں

تدبیر کی کوئی حد نہ رہی اور بالآخر کہنا ہی پڑا

اللہ کی مرضی سب کچھ ہے بندے کی تمنا کچھ بھی نہیں

حلیۃ الاولیاء میں مشہور ولی اللہ حضرت احمد بن روح رحمہ اللہ تعالیٰ کے

یہ دو قیمتی شعر درج ہیں۔

إِذَا حَلَّتِ الْبَلْوَى صرخت لِسَيِّدِي

بِهِ تُدْفَعُ الْبَلْوَى وَيُنْكَشِفُ الضَّرَّ

أَوْ مَلَّ مَوْلَى لَا يُخَيِّبُ عَبْدَهُ

لَهُ الْعِزُّ وَالْآلَاءُ وَالْخَلْقُ وَالْأَمْرُ

(۱) یعنی ” جب میں کسی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہوں تو میں اپنے

آقا (یعنی اللہ تعالیٰ) کو مدد کیلئے پکارتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہی کی مدد و نصرت

سے ہر ضرر و مصیبت دور ہوتی ہے۔

(۲) میں اس رب و مولیٰ ہی کی ذات سے امید وابستہ رکھتا ہوں جو اپنے بندے کو ناامید نہیں کرتا۔ اور عزت، نعمتیں، مخلوق اور اوامر و نواہی سب اللہ تعالیٰ ہی کے قبضے میں ہیں۔“

دوستو! اس زمانے میں مسلمان اسلام سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے ان کا تعلق معدوم و ناپید ہے۔ حلال و حرام کی تمیز ختم ہو رہی ہے۔ دل اتنے سخت ہو چکے ہیں کہ ان میں خوفِ خدا نہیں ہے۔ آنکھیں اتنی سخت ہو چکی ہیں کہ ان سے خشیت اور خوفِ خدا تعالیٰ کی وجہ سے کبھی آنسو نہیں بہتے۔ زبانیں ذکر اللہ سے غافل ہیں۔ شر اور برائی کے خیالات دماغوں پر چھائے ہوئے ہیں۔

اگر چار چیزوں دل، زبان، خواہش اور آنکھوں کی اصلاح کر لی جائے تو انسان کی مکمل اصلاح ہو سکتی ہے۔

لیکن افسوس..... کہ اس دور میں انسان کی یہ چاروں چیزیں فاسد ہو گئی ہیں جس کی وجہ سے انسان بھی مفسد و فاسق ہو چکا ہے اور راہِ راست سے بھٹک گیا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کی غیبی رحمتوں اور برکتوں کے دروازے خود ہم نے اپنے نفسوں پر بند کر دیئے ہیں۔

مشہور ولی اللہ حضرت حذیفہ مرثیٰ جن کا ذکر پہلے گزرا ہے۔ ان کا ایک نہایت قیمتی قول ہے۔ فرماتے ہیں ما ابتلی أحد بمصیبة أعظم علیہ من قسوة قلبہ .

یعنی ”دل کا سخت ہونا آدمی کیلئے سب سے بڑی آفت ہے۔“
نیز حضرت حذیفہ مرثیٰ فرماتے ہیں۔

انما هي أربعة أشياء : عينك ، ولسانك ، و هواك ،
 و قلبك . فانظر عينيك لا تنظر بهما الى ما لا يحلّ لك
 وانظر لسانك لا تقل به شيئاً يعلم الله خلافه من قلبك
 و انظر قلبك لا يكن فيه غلّ و لا دغل على أحد من
 المسلمين . و انظر هواك لا تهوى شيئاً من الشرّ . فما
 دام لم تكن فيك هذه الأربعة خصال فألق الرماد على
 رأسك . حلية الاولياء ج ۱۰ ص ۱۶۸ .

یعنی ” یہ چار چیزیں آنکھیں، زبان، خواہش اور دل سعادت و
 شقاوت کے مدار ہیں۔ پس آنکھوں کا خیال رکھو کہ حرام جگہ پر نہ پڑیں۔
 اور زبان کا خیال رکھو کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ زبان پر تو کچھ اور ہو اور دل میں
 کچھ اور ہو۔ اور دل کا خیال رکھو کہ اس میں کسی مسلمان کیلئے خیانت،
 کینہ اور فریب جگہ نہ پائے اور خواہشات کا خیال رکھو کہ شر و فساد کی خواہش
 (دل میں پیدا) نہ ہو۔

پس اگر یہ چاروں خوبیاں تمہارے اندر موجود نہیں ہیں (یعنی یہ
 چاروں امور صحیح نہیں ہیں) تو پھر اپنے سر پر (بطور حسرت) مٹی ڈالو
 (کیونکہ یہ تمہاری تباہی کی علامت ہے)۔“

یاد رکھیں۔ روزی فراخ اور تنگ کرنیوالے اور تمام امور کے مالک
 اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔ لہذا ہمیں ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی نصرت کا طلبگار ہونا
 چاہئے اور انہی کی ذات پر مکمل بھروسہ کرنا چاہئے۔

عقبیٰ کی فکر اور درد و غم کے سلسلے سے متعلق اکبر الہ آبادی کے

چند مفید اشعار پیش خدمت ہیں۔

یہ عمر کب تک وفا کریگی زمانہ کب تک جفا کرے گا
مجھے قیامت کی ہیں امیدیں جو کچھ کریگا خدا کریگا

فلک جو برباد بھی کریگا بلند ارادے مرے رہیں گے
جو خاک ہوں گا تو خاک سے بھی سدا بگولا اٹھا کریگا

خدا کی پاکی پکارتا ہوں ہوا کرے ناخوشی بتوں کی
مری غرض کچھ نہیں کسی سے تو پھر مرا کوئی کیا کریگا

اگرچہ ہے درد و غم سے مضطرب یہی ہے ورد زبان اکبر
یہ درد جس نے دیا ہے ہم کو وہی ہماری دوا کریگا

اللہ تعالیٰ کی عبادت اور دل کی قناعت بہت بڑی دولت اور
سعادت ہے۔ اس سلسلے میں ایک روایت ہے۔ عن ابی حمزہ الشمالی

قال : سمعتُ علی بن الحسین رحمہما اللہ تعالیٰ یقول :
من قنع بما قسم اللہ فهو من أغنی الناس . حلیۃ الاولیاء

ج ۳ ص ۱۳۵ . یعنی ” ابو حمزہ شمالی علی بن حسینؑ سے اس قول کی
روایت کرتے ہیں کہ جس آدمی نے روزی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی

تقسیم پر قناعت کی وہ بڑے اغنیاء میں سے ہے “
حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ تو نگرہی بدل است نہ

بمال۔ یعنی ” تو نگرہی اور غنا کا مدار دراصل دل ہے نہ کہ مال “
حلال مال حاصل کرنا شرعاً منع نہیں ہے بلکہ حصولِ رزقِ حلال

بہت بڑا جہاد ہے۔ قناعت کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ حصولِ رزق کے

تمام اسباب ترک کر دیئے جائیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حرام طریقوں سے اجتناب کیا جائے اور صرف رزقِ حلال پر قناعت کی جائے۔

حصولِ رزقِ حلال سے متعلق ایک حدیث پیشِ خدمت ہے۔

عن مکحول عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی ﷺ قال : من طلب الدنيا حلالاً استعفاً عن المسألة و سعياً على أهله و تعظفاً على جاره لقي الله تعالى يوم يلقاه و وجہه مثل القمر ليلة البدر . و من طلب الدنيا حلالاً مكثرًا مفاخرًا مرثياً لقي الله تعالى و هو عليه غضبان . اخرجہ ابو نعیم فی الحلیة ج ۳ ص ۱۱۰ .

” ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی علیہ السلام کی یہ حدیث روایت کرتے ہیں کہ جو شخص حلال مال کے حصول کی اس نیت سے کوشش کرے کہ وہ حرام سوال سے محفوظ رہے اور اپنے اہل و عیال کیلئے رزق حاصل کر سکے اور اس مال کے ذریعے اپنے ہمسایہ کی مدد کر سکے تو وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کا چہرہ بدرِ کامل (چودھویں رات کے چاند) کی طرح چمکتا ہوگا۔

اور جو شخص تکبر، فخر اور ریا کیلئے حلال مال جمع کرے تو وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر شدید غصے میں ہوں گے “۔

جس شخص کو حلال طریقے سے رزق حاصل کرنے کی توفیق نصیب ہو جائے وہ بڑا سعادتمند اور خوش نصیب ہے۔ اور حرام طریقے

سے رزق حاصل کرنے والا آدمی نہایت بد بخت ہے۔

وصولِ رزق کی تقسیمِ ربّانی سے متعلق ایک حدیث پیش خدمت

ہے۔

عن ابن سیرین عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
قال : قال رسول اللہ ﷺ : ما خلق اللہ من صباح
فیعلم ملکٌ مُقَرَّبٌ ولا نبیٌّ مُرْسَلٌ ما یكونُ فی آخر ذلك
الیوم .

فیقسم اللہ تعالیٰ فیہ قوتَ کُلِّ دابّةٍ حتیٰ أن
الرّجلَ لیجئ من أقصى الأرض و أن الشیطان بین عاتقیہ
فیقول لہ : اکذب بالحقّ . فمنہم من یأکلُ رزقہ بکذبٍ
و فجورٍ فذلک الخاسرُ . و منهم من یأخذہ ببرٍّ و تقویٰ
فذلک الذی عزم اللہ تعالیٰ علیٰ رُشدہ .

اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ج ۳ ص ۶۱ . و قال :

غریب من حدیث ابن سیرین لم یروہ عنہ الا منصور .

”ابن سیرین رحمہ اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

اور حضرت ابو ہریرہؓ نبی ﷺ سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں کہ اللہ
تعالیٰ جس صبح کی تخلیق فرماتے ہیں تو نہ کسی مقرب فرشتے کو یہ علم ہوتا
ہے اور نہ کسی نبی مرسل کو کہ اس دن کے آخر تک کونسے احوال درپیش
ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ہر صبح ہر جاندار و حیوان کا رزق و قوت (خوراک) تقسیم

فرماتے ہیں۔ پھر ایک انسان دو تر علاقے سے آتا ہے اور شیطان اس پر سوار ہوتا ہے۔ شیطان اسے جھوٹ بولنے اور حق بات سے انکار کرنے کی ترغیب دیتا رہتا ہے۔ پس بعض لوگ جھوٹ اور حرام طریقے سے رزق حاصل کرتے ہیں۔ یہ لوگ بڑے خسارے میں ہیں۔ اور بعض لوگ حلال و تقویٰ والے (اور جائز) طریقے سے رزق حاصل کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے رشد و ہدایت کا اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہوتا ہے۔“

اللہ عزوجل ہمیں حرام رزق و حرام مال سے بچائیں اور حلال رزق و حلال مال و دولت نصیب فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔ حرام رزق و حرام مال حاصل کرنا بہت بڑی شقاوت ہے اور حلال رزق و حلال مال نصیب ہونا عظیم سعادت ہے۔

احباب کرام! اللہ تعالیٰ نے جو رزق ہمارے لئے مقرر کیا ہے وہ لازماً ہمیں پہنچ کر رہے گا۔

نبی علیہ السلام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو رزق کے بارے میں تسلی و اطمینان کی تعلیم دیتے تھے۔ اس سلسلے میں ایک حدیث پیش خدمت ہے۔ عن ابن المنکدر رحمہ اللہ تعالیٰ عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال : قال رسول اللہ ﷺ : لا تَسْتَبْطِئُوا الرزقَ فانہ لم یکن عبد لیْموتَ حتی یبلُغَ آخرَ رزقِ لہ . فاتَّقوا اللہ و اَجْمَلُوا فی الطلَبِ اِخْذِ الحلالِ و ترکِ الحرامِ . اخرجہ ابو نعیم فی الحلیة ج ۳ ص ۱۵۶ و قال :

غریب من حدیث محمد و شعبۂ تفرّد بہ و ہب بن جریر .
و اخرجہ ایضاً ابونعیم فیہا ج ۷ ص ۱۵۸ و قال : غریب
من حدیث شعبۂ تفرّد بہ جیش عن و ہب .

” حضرت ابن منکدرؓ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور
جابرؓ نبی علیہ السلام سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں کہ تاخیر رزق کی وجہ
سے ناامید نہ ہوا کرو کیونکہ کوئی شخص اس وقت تک نہیں مر سکتا جب تک
وہ اپنا رزق پورے کا پورا حاصل نہ کر لے۔ پس نیک اور جائز طریقے سے
رزق حاصل کرو۔ حلال مال حاصل کرو اور حرام مال چھوڑ دو “ -

حضرت جعفر صادقؓ نے حضرت سفیان ثوریؓ کو نصیحت کرتے
ہوئے فرمایا۔ یا سُفیان ! إذا جاءك ما تحبّ فأكثِر من
” الحمد لله “ . و إذا جاءك ما تكره فأكثِر من ” لا حول
ولا قوّة إلاّ بالله “ . و إذا استبطأت الرزق فأكثِر من
الاستغفار . كذا في الحلیة ج ۳ ص ۱۹۶ .

یعنی ” اے سفیان ! جب آپ کو اپنی پسندیدہ چیز مل جائے تو
کثرت سے الحمد للہ پڑھا کریں اور جب آپ غم و مصیبت میں مبتلا ہو جائیں
تو لا حول و لا قوّة الا باللہ کثرت سے پڑھا کریں اور جب حصول رزق میں
تنگی اور تاخیر واقع ہو جائے تو کثرت سے استغفار کیا کریں “ -

حافظ ابو نعیمؓ نے اپنی کتاب حلیۃ الاولیاء میں یہ روایت نقل کی ہے۔
قال سفیان : قال عیسیٰ علیہ الصلاة والسلام :
كونوا أوعیة الكتاب ، وینایع العلم . و سلوا الله رزق

یومِ بیوم . و لا یضُرکم ان لا یُکثِرکم . حلیہ ج ۷
ص ۲۷۴ .

یعنی ” حضرت سفیانؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ عیسیٰ علیہ السلام نے (اپنی قوم سے) فرمایا۔ تم کتاب اللہ (انجیل) کے حافظ اور دینی علم کا سرچشمہ بنو۔ اور اللہ تعالیٰ سے ایک ایک دن کا رزق مانگا کرو۔ اور اگر اللہ تعالیٰ تمہیں (ایک وقت میں) زیادہ رزق نہ دے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ “

جو رزق ہمارا مقدر ہے وہ ضرور پہنچتا ہے۔ اس معاملے میں ایک کامل مومن زیادہ فکر مند نہیں ہوتا۔

اس سلسلے میں ایک حدیث پیش خدمت ہے۔

عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال : قال رسول اللہ ﷺ : لو أن ابن آدم هرب من رزقه كما يهرب من الموت لأدركه رزقه كما يُدركه الموت . أخرجه ابو نعیم فی الحلیة ج ۸ ص ۲۴۶ .

” جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں کہ اگر انسان اپنے رزق (جو اس کے مقدر میں لکھا جا چکا ہے) سے یوں بھاگے جس طرح وہ موت سے بھاگتا ہے تب بھی وہ رزق اسے ضرور پالے گا (یعنی اسے ضرور پہنچ کر رہیگا) جس طرح موت انسان کو بہر صورت گرفتار کر لیتی ہے۔ “

رزق کے بارے میں ایک اور حدیث شریف ہے۔

عن ابی سعید بن الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال :
 قال رسول اللہ ﷺ : من سَخِطَ رِزْقَهُ وَ بَثَّ شِكْوَاهُ وَ
 لَمْ يَصْبِرْ لَمْ يَصْعَدْ لَهُ إِلَى اللَّهِ عَمَلٌ . وَ لَقِيَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ
 وَهُوَ عَلَيْهِ غَضِبَانٌ . أَخْرَجَهُ الْحَافِظُ أَبُو نَعِيمٍ فِي الْحَلِيَةِ ج ۳
 ص ۲۴۵ .

یعنی ” جو شخص اپنے (مقدر شدہ) رزق پر (کسی وجہ سے) ناراض
 رہے اور زبان پر اس کی شکایت کرتا رہے اور صبر نہ کرے تو اس شخص کی
 کوئی عبادت اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچ کر مقبول نہیں ہوتی اور موت کے بعد
 اللہ تعالیٰ سے وہ اس حالت میں ملاقات کریگا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کے
 بارے میں سخت غصے میں ہوں گے “ ۔

افسوس..... کہ اس زمانے میں ہر انسان کو اپنا پیٹ پالنے کی فکر
 لگی ہوئی ہے اور اسی کی خاطر دن رات محنت کر کے مال کماتا ہے چاہے
 حلال ہو یا حرام۔ رزق حلال پر قناعت اور صبر کرنے والے لوگ اس
 دور میں بہت کم ہیں۔

کسی شاعر نے کہا ہے۔

گو ہو گئے شکم کے مطالب کے ترجمان

افسوس ہے کہ دل کے زبان داں نہیں رہے

انسان آئے دن ایسے واقعات و حالات دیکھتا ہے جو عمر کی بے شبافی
 کی دلیل ہوتے ہیں اور فکرِ آخرت کی تلقین کرتے ہیں مگر وہ ان سے عبرت
 حاصل نہیں کرتا۔ ایسے حالات و واقعات سے عبرت حاصل کر نیوالے لوگ

مفقود ہو گئے ہیں یا بہت کم ہیں۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

سامنا ہر دم قیامت کا مجھے جینے میں ہے
کچھ نہ پوچھو کس قدر بے چین دل سینے میں ہے
کیا ثباتِ عمر بس اک جنبشِ فطرت کی دیر
زندگی کیا ہے فقط اک عکس آئینے میں ہے
مشہور ولی اللہ حضرت سہل بن عبد اللہؒ کا قول ہے۔

المؤمنُ أكرمُ على الله تعالى من أن يجعل رزقه من
حيثُ يحتسبُ . يطمعُ المؤمنُ في موضعٍ فيمنع من ذلك و
يأتيه من حيث لا يحتسبُ . حلية الاولياء ج ۱۰ ص ۲۰۲ .

یعنی ” مؤمن کا مقام اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بلند ہے۔ اسی
وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کا رزق صرف ایک جگہ سے جہاں اس کا خیال ہو
متعین نہیں کرتے (بلکہ کئی ایسی جگہوں سے اسے رزق پہنچاتے ہیں جہاں
اس کا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا)۔ سو وہ ایک مقام سے رزق کی توقع رکھتا
ہے لیکن وہاں سے اس کے ہاتھ کچھ نہیں آتا اور ایسی جگہ سے اسے
رزق پہنچتا ہے جہاں اس کا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا “۔

نیز حضرت سہل بن عبد اللہؒ فرماتے ہیں۔

ما من أحدٍ يسر الله له شيئاً من العبادة إلا فرغهُ
لنلك العبادة . ولا فرغ الله أحداً إلا أسقط عنه مؤونة
الرزق من أين يأخذه . و إلا جعل له مقاماً عنده . و
جعل هذا العبد يؤثره في كل حالٍ وعلى كل حالٍ . وما

من عبدٍ آثر الله إلاّ سلّمه من الدُّنيا ولم يَكِلْهُ إلى غيره .
حلیہ ج ۱۰ ص ۲۰۲ .

یعنی ” اللہ تعالیٰ جس شخص کو عبادت کی توفیق دیں تو اسے عبادت کیلئے دیگر اشغال سے فارغ کر دیتے ہیں۔ اور جسے اللہ تعالیٰ عبادت کیلئے فارغ کر دیں تو اس کے دل و دماغ سے رزق کے بارے میں یہ غم کہ رزق کہاں سے حاصل ہوگا دور فرما دیتے ہیں (یعنی اسے رزق ملتا رہتا ہے)۔

اور اللہ تعالیٰ اس شخص کو اپنے ہاں اتنا بلند مرتبہ عطا فرما دیتے ہیں کہ اس کی برکت سے وہ ہر وقت اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی رضا کا خیال رکھتا ہے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کا خیال رکھے اور ان کی رضا کو سب امور پر ترجیح دے تو اللہ تعالیٰ اسے دنیاوی غموں اور مصیبتوں سے محفوظ رکھتے ہیں اور اسے غیر کے سپرد نہیں فرماتے۔“

آج کل مسلمانوں نے چونکہ اللہ تعالیٰ کی طاعت و عبادت چھوڑ دی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی خصوصی مدد و نصرت کا دروازہ بند کر دیا ہے۔ یاد رکھئے! اگر ہم نے اللہ تعالیٰ کی بندگی کو اپنا مقصود زندگی بنایا تو اللہ جل جلالہ بھی اپنا وعدہ نصرت پورا فرمائیں گے۔ کسی شاعر نے کہا ہے۔

طاعت باری سے دل کو شاد رکھ

إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ يَادُ رُكْهُ

اللہ جل جلالہ کے احکامات کی بجا آوری ہی صراطِ مستقیم ہے۔ اسی

پر چلنا مسلمان کا فرض ہے۔

ہو اگر اکبر تمہیں شوقِ صراطِ مستقیم

دیکھ لو قرآن میں مَنْ يَعْصِمُ بِاللّٰهِ كُو

اللہ جل جلالہ کی اطاعت اور ان کے احکامات کے سامنے سر تسلیم

ختم کرنا ہی مقصودِ زندگی ہے۔ اور یہ مقصد انبیاء علیہم السلام کی مقدس

تعلیمات سے معلوم ہو سکتا ہے۔

آجکل کے نام نہاد دانشور جو علمِ دین اور احکاماتِ خداوندی سے

بے بہرہ ہیں اور قوم کے رہبر بنے ہوئے ہیں وہ زندگی کا مقصد سوائے اس

کے کچھ نہیں جانتے کہ کھاؤ، پیو اور کماؤ۔ خواہ حلال ہو یا حرام۔ ایسے

دانشور قوم کی تباہی کا باعث ہوتے ہیں۔ ایسے جاہل دانشوروں ہی کے

بارے میں کسی شاعر نے کہا ہے۔

کہا بقراط سے دنیا میں کیوں آیا تو لے ناداں

کہا اس نے کہ میں لایا گیا مجھ کو پڑا آنا

کہا کیونکر بسر کی عمر، بولا ساتھ حیرت کے

کہا، کیا جانا، بولا کچھ نہیں جانا یہی جانا

حضرت سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ بٹے ولی اللہ، صاحبِ کشف بزرگ

گزرے ہیں۔ ان کے متعدد اقوالِ ناصحانہ و عارفانہ کا ذکر گزر چکا ہے۔

کتابوں میں مذکور ہے کہ رزق کے بارے میں ان کا اپنا حال بڑا

عجیب تھا۔ ظاہری طور پر ان کے رزق کا کوئی سبب نہ تھا۔ لوگ حیران

ہوتے تھے کہ حضرت سہل کہاں سے کھاتے ہیں؟

ان کی غذا ایک کرامت پر مبنی تھی۔ وہ اس طرح کہ ہر رات جنگل

سے ایک بکری خفیہ طور پر ان کے پاس آتی تھی اور وہ اس بکری کا دودھ دوہ کر پی لیتے تھے۔

علماء کرام کہتے ہیں کہ حضرت سہلؓ کے اکثر احوال پوشیدہ تھے۔ غیب سے ان کے پاس ضروریاتِ زندگی کا سامان پہنچتا تھا۔

حضرت احمد بن عمران ہرویؒ نے ابوالعباس خواصؒ کے اصحاب میں سے کسی صاحب سے ایک حکایت نقل کی ہے۔

وہ شخص کہتا ہے کہ مجھے حضرت سہل بن عبداللہؓ کی پوشیدہ کرامات اور ان کی عبادت کے بعض احوال پر مطلع ہونے کی بڑی خواہش تھی۔ اس غرض سے میں نے حضرت سہلؓ کے متعدد شاگردوں سے ان کے حالات دریافت کئے۔

ایک رات اسی غرض سے میں خفیہ طور پر حضرت سہلؓ کی مجلس میں گیا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت سہلؓ نوافل پڑھنے میں مشغول ہیں۔ آپ نے لمبا قیام کیا اور لمبی لمبی کعتیں پڑھتے رہے۔

اتنے میں جنگل سے ایک بکری آئی اور مسجد کا دروازہ اپنے سر سے کھٹکھٹانے لگی۔ سہلؓ نے جب وہ آواز سنی تو قیام مختصر کر کے رکوع و سجدہ کیا اور قعدہ کے بعد سلام پھیرا۔

پھر دروازہ کھولا اور ایک برتن لے کر مسجد سے باہر نکلے۔ بکری ان کے پاس کھڑی ہو گئی۔ انہوں نے برتن میں اس کا دودھ دوہا اور پیا۔ پھر اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور فارسی زبان میں، جو حضرت سہلؓ کی اپنی مادری زبان تھی، اس بکری کے ساتھ کچھ باتیں کیں۔

پھر وہ بکری جنگل میں چلی گئی اور حضرت سہلؓ واپس مسجد میں آکر پھر نوافل پڑھنے میں مشغول ہو گئے۔

برادران اسلام! ایسے بزرگ بھی اس دنیا میں گزرے ہیں۔ وہ خود رخصت ہو گئے لیکن ان کی کرامات اور ان کے عبرت انگیز و ایمان افروز حالات و واقعات کا ذکر آج بھی ہو رہا ہے۔ وہ دنیا میں بظاہر مسکین و فقیر رہے مگر وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ترین بندے تھے۔

محبت خدا تعالیٰ ہی مسلمان کا سرمایہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو یہ عظیم سرمایہ اور یہ بے بہا نعمت نصیب فرمائیں۔ آمین۔

بڑے بڑے دولت مند اور بادشاہ جو سیم و زر کے مالک تھے وہ بھی دنیا سے چلے گئے اور دو گز زمین میں مدفون ہوئے اور ابو ذر غفاری، سلمان فارسی اور دیگر بے شمار فقراء صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے اولیاء اللہ و اہل اللہ جو بظاہر غریب و مسکین تھے وہ بھی دنیا سے رخصت ہو گئے اور دو گز قبر میں مدفون ہوئے۔ لیکن ان بزرگوں کی قبریں جنت کے باغیچے ہیں اور ناجائز سیم و زر کے مالکوں کی قبریں دوزخ کے گڑھے ہیں۔

وہ دولت مند لوگ جو حرام اور ناجائز طریقوں سے سیم و زر کے مالک بنے تھے، قبر میں انہیں مال کا کیا فائدہ پہنچا؟ اور فقراء صحابہ و اولیاء اللہ جو تنگ دست اور مسکین تھے، غربت و افلاس کی وجہ سے انہیں قبر میں کیا نقصان پہنچا؟ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

فزوں ہے سود سے سرمایہ حیات ترا

میرے نصیب میں ہے کاوش زیاں پھر کیا

ہوا میں تیرتے پھرتے ہیں تیرے طیارے

مرا جہاز ہے محرومِ بادباں پھر کیا
فارسی کے ایک شاعر کے اشعار ان سے بھی زیادہ واضح اور رقت
انگیز ہیں۔ وہ کہتا ہے۔

قوی شدیم چه شد ناتواں شدیم چه شد

چنیں شدیم چه شد یا چناں شدیم چه شد

بہیج گونہ دریں گلستاں قرارے نیست

تو گر بہار شدی ما خزاں شدیم چه شد

(۱) ” ہم نے اس دنیا سے بہر صورت رخصت ہونا ہے۔ یہاں کی ہر
حالت فانی ہے۔ لہذا ہم انسانوں میں سے اگر بعض افراد طاقتور ہوئے تو
کیا فائدہ؟ اور اگر بعض افراد ناتواں رہے تو کیا نقصان؟ اُس طرح ہوئے
تو کیا نفع اور اس طرح ہوئے تو کیا تاوان؟

(۲) کیونکہ کسی طرح اور کسی حالت میں بھی گلستانِ رنگ و بو میں قرار و
بقا نہیں۔ اگر تم بہار اور مسرتوں سے ہم آغوش ہوئے اور ہم خزاں و غموں
اور مصائب کے شکار ہوئے تو اس سے کیا فرق پڑ سکتا ہے۔ اس لئے کہ
دونوں صورتیں فانی اور غیر باقی ہیں۔ “

برادرانِ اسلام! تقویٰ اور خوفِ خدا تعالیٰ سب سے بڑی دولت
ہے۔ رزقِ حلال پر صبر و قناعت کرنا اگرچہ وہ رزق تھوڑا ہو باعثِ
اطمینان ہوتا ہے۔

اس سلسلے میں ایک جامع و مفید حدیثِ نبوی پیشِ خدمت ہے۔

یہ حدیث نہایت جامع و نافع ہے۔ اس میں رزقِ قلیل پر قناعت کرنے اور اکتسابِ مال کے سلسلے میں محنت و مزدوری کو عار نہ سمجھنے کی فضیلت کے علاوہ بہت سے اہم امور کا تذکرہ ہے۔

عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال : قال رسول اللہ ﷺ : من نقلہ اللہ عز و جل من ذلّ المعاصی إلی عزّ التقویٰ أغناه بلا مالٍ ، و أعزّه بلا عشیرةٍ ، و آنسه بلا أنیس . و من خاف اللہ أخاف اللہ تعالیٰ منه کلّ شیءٍ . و من لم یخف اللہ أخافہ اللہ من کلّ شیءٍ . و من رضی باللہ بالیسیر من الرزق رضی اللہ تعالیٰ عنہ . و من لم یتحی من طلب المعیشة خفت مؤؤنته ، و رخی بالہ ، و نعم عیالہ . و من زهد فی الدنیا ثبت اللہ الحکمة فی قلبہ ، و أنطق اللہ بہا لسانہ ، و أخرجه من الدنیا سالمًا إلی دار القرار .

اخرجه ابونعیم فی الحلیة ج ۳ ص ۱۹۱ وقال : هذا حدیث غریب لم یروہ مرفوعًا مسندًا إلاّ العترة الطیبة خلفها عن سلفها بهذا السند ، أی :

حدثنا محمد بن عمر عن القاسم بن محمد بن جعفر بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم حدثنی ابی عن ابیہ عن ابی عبد اللہ جعفر بن محمد بن علی عن ابیہ عن علی بن

الحسین بن علی عن امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ . الحدیث .

یعنی ” حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ﷺ سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں (جس میں آپ ﷺ نے پانچ اہم امور کا ذکر فرمایا ہے)۔

امر اول۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ ذلتِ گناہ سے نکال کر عزتِ تقویٰ سے ہم آغوش کر دیں اسے اللہ تعالیٰ تین نعمتوں سے سرفراز فرما دیتے ہیں۔ اول یہ کہ مال و دولت کے بغیر اسے غنی کر دیتے ہیں (یعنی غناءِ قلبی اسے نصیب ہو جاتی ہے۔ مشہور مقولہ ہے ”تو نگری بدل است نہ بمال“)۔ دوسری نعمت یہ کہ قوم و قبیلہ کے بغیر اسے معزز کر دیتے ہیں۔ تیسری نعمت یہ کہ کسی انیس و ہم نشین کے بغیر اسے اطمینانِ قلبی نصیب فرما دیتے ہیں۔

امر ثانی۔ جس شخص کے دل میں خوفِ خدا تعالیٰ جاگزیں ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ہر شے کے دل میں اس شخص کا خوف ڈال دیتے ہیں اور جس شخص کے دل میں خوفِ خدا تعالیٰ نہ ہو تو اللہ تعالیٰ ہر شے کا خوف اس شخص کے دل میں ڈال دیتے ہیں۔

امر ثالث۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے تھوڑے رزق پر راضی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جاتے ہیں۔

امر رابع۔ جو شخص طلبِ رزق اور حلال روزی کے حصول میں محنت اور جدوجہد کرنے سے شرم نہ کرے اور حصولِ رزق کا جو جائز طریقہ

بھی سامنے آئے وہ اس پر عمل کرنے میں جاہ و منزلت کو رُو کاوٹ نہ بننے دے تو اس کا بوجھ ہلکا ہوگا، دل مطمئن ہوگا اور اہل و عیال خوشحال ہوں گے۔

امرِ خمس۔ جو شخص دنیا کی رغبت اپنے دل سے نکال دے تو اللہ تعالیٰ علم و حکمت سے اس کا دل بھر کر اس علم و حکمت کو اس شخص کی زبان پر جاری فرمادیتے ہیں اور دنیا سے آخرت کی طرف صحیح و سالم (ایمان کے ساتھ) رخصت فرماتے ہیں۔“

حضرات کرام! مذکورہ صدر حدیث میں کتنی پیاری اور قیمتی باتیں مذکور ہیں۔ کتنے مبارک ہیں وہ لوگ جو ان باتوں پر عمل پیرا ہوں اور ان پانچوں خصال سے متصف ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق بخشیں۔ آمین۔

ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

| | |
|-------------------------------|------------------------------|
| جس کے سینے میں دل آگاہ ہے | اس کے لب پر اللہ ہی اللہ ہے |
| منزلِ قومی سے آتی ہے صدا | جو نہیں ہے قبلہ رُو گمراہ ہے |
| ساری دنیا کو جو چھوڑے بہرِ حق | ساری دنیا میں اسی کی واہ ہے |
| لا الہ آسان ہے سانس میں | فلسفے میں مشکلِ اِلا اللہ ہے |
| قبر پر کراکِ تعمق کی نظر | بحرِ ہستی کی یہی پرتھاہ ہے |

اللہ عز و جل ہمیں ذلتِ حرص و ہوا اور ذلتِ گناہ سے نکال کر

شرافتِ قناعت و عزتِ تقویٰ سے ہمکنار کر دیں۔ آمین۔

آج مسلمان مال و دولت اور دنیاوی امور کی باتوں سے زیادہ

خوش ہوتے ہیں جبکہ ہمارے اسلاف اور بزرگ دینی باتوں سے اور نصیحت سننے سنانے سے زیادہ خوش ہوتے تھے۔

حافظ ابو نعیمؒ نے حلیۃ الاولیاء ج ۳ ص ۱۹۳ میں لکھا ہے کہ مشہور محدث حضرت سفیان ثوریؒ نے حضرت جعفر بن محمد بن علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بوقت ملاقات کہا۔

لا أقوم حتیٰ تحدّثنی . یعنی ”جب تک آپ مجھے کوئی حدیث یا نصیحت کی بات نہیں سنائیں گے میں یہاں سے نہیں جاؤنگا“۔
حضرت جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ اچھا میں آپ کو صرف تین باتوں کی نصیحت کرتا ہوں۔ زیادہ باتوں سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔

اول یہ کہ اگر آپ دوامِ نعمت اور اس کی زیادتی کی خواہش رکھتے ہیں تو نعمت حاصل ہونے پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور شکر زیادہ بجالایا کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔

لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ . ”اگر تم نعمتوں کا شکر بجالاؤ گے تو میں تمہیں مزید نعمتیں عطا کرونگا“۔

دوم یہ کہ اگر رزق میں تنگی پیش آجائے تو کثرت کے ساتھ استغفار کیا کریں۔ اس لئے کہ قرآن مجید میں ہے۔

استغفروا ربکم إِنَّہ کان غَفَّارًا یرسل السماء علیکم مدرارًا ویمددکم بأموالٍ و بنینَ ویجعل لکم جنّٰتٍ و یجعل لکم أنہرًا . (سورہ نوح۔ آیت ۱۰، ۱۱، ۱۲)

یعنی ”تم اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگو۔ بیشک وہ بخشنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تم پر آسمان سے بارش برسائیں گے اور اموال و اولاد سے تمہاری مدد فرمائیں گے اور تمہیں باغات اور نہروں سے نوازیں گے۔“

سوم یہ کہ اے سفیان! جب آپ کو حاکم وقت یا کسی اور سے خوف و خطرہ ہو تو لاحول ولا قوۃ الا باللہ کثرت سے پڑھا کریں کیونکہ یہ کشائشِ غم و مصیبت کی چابی ہے اور جنت کے خزانوں میں سے ایک (عجیب) خزانہ ہے۔

حلیۃ الاولیاء میں مذکور اس واقعہ کی عربی عبارت یہ ہے۔

قال له (ای جعفر لسفیان) : أنا أحدثك وما كثرة الحديث لك بخير . يا سفیان ! إذا أنعم الله عليك بنعمة فأحبت بقاءها ودوامها فأكثر من الحمد والشكر عليها . فان الله عزوجل قال في كتابه : لئن شكرتم لأزيدنكم . و إذا استبطأت الرزق فأكثر من الاستغفار . فإن الله تعالى قال في كتابه : استغفروا ربكم إنه كان غفاراً . يرسل السماء عليكم مدراراً . ويمددكم بأموالٍ و بنين و يجعل لكم جناتٍ و يجعل لكم أنهاراً .

يا سفیان ! إذا حزبك امر من سلطانٍ او غيره فأكثر من لاحول ولا قوۃ الا باللہ . فانها مفتاح الفرج و كنز من كنوز الجنة . حلیہ ج ۳ ص ۱۹۳ .

اس قصے کے راوی امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ سفیان ثوریؒ اس نصیحت سے بہت زیادہ متاثر ہوئے اور انگلیوں سے گننا شروع کیا اور

کہنے لگے۔ ہاں یہ تین باتیں کتنی اہم اور عظیم الشان ہیں۔ حضرت جعفر صادقؑ نے فرمایا۔ ہاں۔ واللہ! سفیان ثوری پوری طرح سمجھ گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان باتوں کے ذریعے انہیں ضرور نفع پہنچائیں گے۔

اس واقعے کے عربی الفاظ یہ ہیں۔ قال : فعقد سفیان بیدہ و قال : ثلاث وای ثلاث . قال جعفر : عقلها واللہ ابو عبد اللہ و لینفعنہ اللہ بہا .

برادران اسلام! ایسی دینی باتوں اور قیمتی نصیحتوں پر عمل پیرا ہونا ہی مسلمانوں کو تخت شاہی عطا کرتا ہے اور یہی ان کی اصل طاقت ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

مصلیٰ ہے ہمارا تخت شاہی خدا کی یاد ہے طاقت ہماری

ہمارا حصن ہے ترکِ مناہی ہماری فوج ہے اخلاقِ حسنہ

کرگی کیا کسی کی کم نگاہی بلند اپنی نظر ہے فضلِ حق سے

افسوس صد افسوس کہ آج لوگ دعوے تو بڑے بڑے کرتے ہیں اور ہر شخص کامل مسلمان ہونے کا مدعی ہے لیکن ان کے باطن سوز و گداز سے خالی ہیں اور دل اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہیں۔

عبث اظہار خودی میں ہے یہ مستی میری

وقت کے ساتھ اڑی جاتی ہے ہستی میری

خس و خاشاک بھی ہو جاتے ہیں شعلے سے بلند

سوز باطن کے نہ ہونے سے ہے پستی میری

حضرت جعفر صادقؑ کی مذکورہ صدر نصیحت میں ذکر اللہ یعنی اللہ

تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اس کا شکر و استغفار کرنے اور لا حول و لا قوۃ
إلا باللہ کثرت سے پڑھنے کی تاکید ہے۔ یہی مسلمان کی سب سے
بڑی تجارت ہے۔

تجارت دو قسم پر ہے۔ اول دنیاوی تجارت ، دوم اخروی تجارت۔
دنیاوی تجارت بندوں کے مابین ہوتی ہے اور اخروی تجارت اللہ تعالیٰ اور
بندے کے مابین ہوتی ہے۔

دنیاوی تجارت کے فوائد و منافع چونکہ ظاہر ہوتے ہیں اس لئے
لوگ اس تجارت پر خوش ہوتے ہیں۔ جبکہ یہ سب کچھ عارضی ہے۔
اور اخروی تجارت کے فوائد و منافع اگرچہ یہاں دنیا میں ظاہر
نہیں ہوتے لیکن وہ فوائد و منافع دائمی ہیں۔ آخرت میں انسان ان فوائد و
منافع سے ہمیشہ مالا مال رہیگا۔

اخری تجارت کے بارے میں اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد
فرماتے ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنْ
لَّهُمُ الْجَنَّةَ .

پ ۱۱۔ التوبہ۔ آیت ۱۱۱۔
یعنی ” اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے جنت کے بدلے میں ان کی
جانیں بھی خرید لی ہیں اور ان کے اموال بھی “۔

یہ اخروی تجارت بندہ اپنے ذکر و استغفار اور اپنی عبادت کے
ذریعے سے کرتا ہے۔ جس کی بدولت انسان مغفرتِ خداوندی اور جنت
کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

ہمارے بزرگ اس دوسری قسم کی تجارت پر زیادہ خوش ہوتے تھے۔ یہ کتنی مبارک تجارت ہے کہ تھوڑی سی عبادت، ذکر اللہ، حمد و شکر اور استغفار سے انسان کو جنت اور رضائے خدا تعالیٰ ایسی عظیم دولت حاصل ہو جاتی ہے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

خود کہ یابی این چنین بازار را کہ بیک جوئے خری گلزار را
یعنی ”آپ کو دنیا میں ایسا بازار (منڈی) نہیں مل سکتا سوائے
بازار تجارتِ اخرویہ کے کہ جو کے ایک دانے ایسی قلیل شے سے آپ
ایک بڑے عریض و وسیع باغ کو خرید لیں“۔

ذکر اللہ سے متعلق ایک عجیب حدیث مبارک سن لیں۔

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی ﷺ قال :
ما من قوم اجتمعوا یذکرون اللہ تعالیٰ لا یریدون بذلك
إلاّ وجهه إلاّ ناداهم مناد من السماء : أن قوموا مغفوراً
لکم قد بدلتُ سیئاتکم حسناتٍ . اخرجہ الحافظ ابو نعیم
فی الحلیة ج ۳ ص ۱۰۸ .

”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی علیہ السلام کی یہ حدیث
روایت کرتے ہیں کہ جو گروہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے
ذکر اللہ کیلئے جمع ہو تو آسمان سے ایک فرشتہ بحکم خدا تعالیٰ اس گروہ کو یہ
مژدہ سناتا ہے کہ اللہ سبحانہ نے تم سب کو بخش دیا اور تمہارے گناہوں کو
نیکیوں سے بدل دیا“۔

دیکھئے۔ اخروی تجارت کتنی نفع بخش ہے۔ تھوڑے سے ذکر اللہ سے مغفرتِ خداوندی حاصل ہوگئی اور گناہ نیکیوں سے بدل دیئے گئے۔ آخرت کی مسرتیں اور خوشیاں حاصل کرنے کیلئے دل کو دنیا کی محبت سے خالی کرنا ہوگا۔ دنیا میں رہتے ہوئے دنیا سے آزادی حاصل کرنا ہوگی۔ ایک شاعر اس موضوع کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتا ہے۔

اگر منظور ہو تجھ کو خزاں نا آشنا رہنا
 جہانِ رنگ و بو سے پہلے قطع آرزو کر لے
 تجھے کیوں فکر ہے اے گلِ دل صد چاک بلبل کی
 تو اپنے پیرہن کے چاک تو پہلے رفو کر لے
 تمنا آبرو کی ہے اگر گلزارِ ہستی میں
 تو کانٹوں میں الجھ کر زندگی کرنے کی خو کر لے
 صنوبر باغ میں آزاد بھی ہے پابگل بھی ہے
 انہی پابندیوں میں حاصل آزادی کو تو کر لے

اللہ تعالیٰ ہمیں گناہوں سے بچاتے ہوئے اخروی تجارت یعنی ذکر اللہ و عبادت کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین۔

حلیۃ الاولیاء (ج ۳ ص ۱۹۵) میں جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک قیمتی و مفصل بیان درج ہے۔ وہ حکیمانہ و عارفانہ بیان نہایت جامع و مفید ہے۔ اس میں حضرت جعفر صادقؑ اپنے صاحبزادے حضرت موسیٰ کاظمؑ رحمہ اللہ تعالیٰ کو نصیحت فرماتے ہیں۔ وہ بیان نصیحت آپ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ اس نصیحت میں کامیاب زندگی کے تقریباً سارے اصول بتائے

گئے ہیں۔ اس بیان میں مذکور باتوں پر عمل کرنا بلا ریب دنیا و آخرت میں کامیابی کا باعث ہے۔

وہ بیان نصیحت اگرچہ مفصل و طویل ہے لیکن نہایت مفید و جامع و لطیف ہے۔ اسی وجہ سے یہ بندہ عاجز یہاں اس کا ذکر ضروری سمجھتا ہے۔ اس بیان میں پہلی بات رزق سے متعلق ہے۔ اس کی توضیح یہ ہے کہ اپنے حصہ رزق پر راضی ہونا چاہئے۔ یہ دل کی غنا ہے اور یہی سب سے بڑی دولت ہے۔ غیر کے مال پر نگاہ رکھنے والا فقیر و تنگ دست ہی مرتا ہے۔ طمع و لالچ بڑا فقر ہے اگرچہ طمع کرنے والا خود صاحب مال ہو۔

اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق پر (اگرچہ وہ تھوڑا ہو) راضی رہنا ایمانِ کامل کی علامت ہے اور اس پر راضی نہ ہونے کا نتیجہ بہت برا ہے۔ گویا یہ شخص اللہ تعالیٰ پر اس کے فیصلوں اور تقدیر و قضا کے بارے میں تہمت لگاتا ہے۔ اور اللہ جل جلالہ پر ایسی تہمت لگانا اور اعتراض کرنا بدبختی و شقاوت کی علامت ہے۔

افادہ عوام و خواص کی خاطر ہم آگے حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ کی قیمتی نصیحت کی عربی عبارت ذکر کرنا چاہتے ہیں۔

حضرت پیشم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ کے بعض شاگردوں اور رفقاء نے مجھے بتایا کہ وہ ایک مرتبہ حضرت جعفر صادقؑ سے ملنے گئے۔ آپ کے سامنے آپ کے صاحبزادے حضرت موسیٰ کاظمؑ بیٹھے تھے اور آپ اپنے صاحبزادے کو یہ نصیحت فرما رہے تھے۔

یا بُنئی ! اقبل وصیتی و احفظ مقالتي فانك ان

حفظتها تعيش سعيداً و تموت حميداً .

(١) يا بُنَيَّ ! مَنْ رَضِيَ بِمَا قُسِمَ لَهُ اسْتَغْنَى . وَ مَنْ
مَدَّ عَيْنِيهِ إِلَى مَا فِي يَدِ غَيْرِهِ مَاتَ فَقِيرًا . وَ مَنْ لَمْ يَرْضَ بِمَا
قَسَمَهُ اللَّهُ لَهُ إِتَّهَمَ اللَّهَ فِي قَضَائِهِ .

(٢) وَ مَنْ اسْتَصْغَرَ زَلَّةَ نَفْسِهِ اسْتَغْظَمَ زَلَّةَ غَيْرِهِ .
وَ مَنْ اسْتَصْغَرَ زَلَّةَ غَيْرِهِ اسْتَغْظَمَ زَلَّةَ نَفْسِهِ .
(٣) يا بُنَيَّ ! مَنْ كَشَفَ حِجَابَ غَيْرِهِ انْكَشَفَتْ
عَوْرَاتُ بَيْتِهِ .

(٤) وَ مَنْ سَلَّ سَيْفَ الْبَغْيِ قَتَلَ بِهِ .
(٥) وَ مَنْ احْتَفَرَ لِأَخِيهِ بئراً سَقَطَ فِيهَا .
(٦) وَ مَنْ دَاخَلَ السُّفْهَاءَ حُقِرَ . وَ مَنْ خَالَطَ
الْعُلَمَاءَ وُقِّرَ .

(٧) وَ مَنْ دَخَلَ مَدَاخِلَ السُّوءِ اتَّهَمَ .
(٨) يا بُنَيَّ ! إِيَّاكَ أَنْ تَزْرِيَ بِالرِّجَالِ فَيُزْرِيَ بِكَ .
(٩) وَ إِيَّاكَ وَالدَّخُولَ فِيمَا لَا يَعْنيكَ فَتَذَلَّ لِدَلِكِ .
(١٠) يا بُنَيَّ ! قُلِ الْحَقَّ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ . تَسْتَشَانُ
مِنْ بَيْنِ أَقْرَانِكَ .

(١١) يا بُنَيَّ ! كُنْ لِكِتَابِ اللَّهِ تَالِيًا .

(١٢) وَ لِلْإِسْلَامِ فَاشِيًا .

(١٣) وَ بِالْمَعْرُوفِ أَمْرًا وَ عَنِ الْمُنْكَرِ نَاهِيًا .

(۱۴) و لمن قطعك واصلاً . و لمن سکت عنك

مبتدئاً .

(۱۵) و لمن سألک مُعطيّاً .

(۱۶) و إِيّاك و النميمة فانها تزرع الشحنةاء في

قلوب الرجال .

(۱۷) و إِيّاك و التعرّض لعيوب الناس ، فمنزلة

التعرّض لعيوب الناس بمنزلة الهدف .

(۱۸) يا بُنَيَّ ! إذا طلبتَ الجودَ فعليك بمعادنه .

فإنَّ للجود معادن ، وللمعادن أصولاً ، وللأصول فروعاً ،

و للفروع ثمرًا ، و لا يطيب ثمر إلاّ باصولٍ ، و لا أصل

ثابت إلاّ بمعادن طيب .

(۱۹) يا بُنَيَّ ! إن زُرْتَ فزر الأخيـار . و لا تزُرْ الفُجَّارَ

فانهم صخرة لا يتفجّرُ ماؤها ، و شجرة لا يخضِرُ ورقها ،

و أرض لا يظهرُ عُشبها .

قال على بن موسى : فما ترك هذه الوصية الى ان

توفي . حليه ج ۳ ص ۱۹۵ .

یعنی ” اے میرے پیارے بیٹے! میری وصیت و نصیحت یاد کر

اور اس پر عمل کر۔ اس سے تیری زندگی بھی سعادت مند اور قابل رشک ہوگی

اور موت بھی قابل صد تعریف ہوگی۔

(۱) اے میرے پیارے بیٹے! جو شخص اللہ تعالیٰ کی تقسیم رزق

پر راضی ہو جائے وہ غنائے قلبی کے ذریعے مستغنی رہتا ہے۔ اور جو غیر کے مال پر طمع یا حسد کے طور پر نگاہ رکھے وہ فقیر و مسکین ہی مرتا ہے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق پر راضی نہ ہو وہ اللہ جل جلالہ پر برے اور غلط فیصلے کرنے کی تہمت لگاتا ہے (جو انتہائی تباہ کن بات ہے)۔

(۲) اور جو شخص اپنے گناہ کو کم سمجھے وہ غیر کے گناہ کو بڑا سمجھتا ہے (اور یہ بڑی بڑی بات ہے) اور جو غیر کے گناہ کو کم سمجھے وہ اپنی لغزش اور اپنے گناہ کو بڑا اور نہایت خطرناک سمجھتا ہے (اور اپنے گناہ کو بڑا سمجھنا نیک بختی کی علامت ہے)۔

(۳) جو شخص دوسروں کے عیوب ظاہر کرے تو اس پاداش میں کسی وقت اس کے اور اس کے اہل خانہ کے چھپے ہوئے عیوب ظاہر ہو جائیں گے۔ (لہذا دوسروں کی پردہ دری سے اپنے آپ کو بچاؤ)۔

(۴) جو شخص شر و فساد کی تلوار نیام سے باہر نکالتا ہے (یعنی فساد برپا کرنے کیلئے تلوار نکالتا ہے) تو وہ خود اسی تلوار سے قتل کیا جاتا ہے (لہذا سرکشی اور شر و فساد سے اپنے نفس کو محفوظ رکھو)۔

(۵) جو شخص دوسروں کی ہلاکت کیلئے گڑھا کھودے تو وہ خود اس میں گر کر تباہ ہوتا ہے۔

(۶) جو بیوقوفوں اور بے دینوں کے ساتھ رہتا ہو وہ حقیر و ذلیل سمجھا جاتا ہے اور جو علماء و اولیاء کی صحبت میں رہتا ہو وہ معزز و محترم سمجھا جاتا ہے۔

(۷) جو شخص بری اور ناپسندیدہ جگہوں میں جائے وہ متہم ہوتا

ہے۔ یعنی لوگ اسے بھی برا سمجھتے ہیں۔

(۸) اے پیارے بیٹے! لوگوں پر عیوب کی تہمت نہ لگانا ورنہ وہ بھی مقابلے میں تجھ پر تہمت لگائیں گے۔

(۹) بے فائدہ امور میں نہ گھسنا ورنہ ذلیل ہو جاؤ گے۔

(۱۰) اے پیارے بیٹے! حق بات کہا کر خواہ وہ دنیاوی لحاظ سے تیرے لئے مفید ہو یا غیر مفید۔ اس بات کے ذریعے اپنے ہم عمروں میں تیری شان بلند رہے گی۔

(۱۱) اے پیارے بیٹے! قرآن پاک کی تلاوت کثرت سے کیا کر (کیونکہ یہ بہت بابرکت کام ہے)۔

(۱۲) اشاعتِ اسلام کی کوشش کیا کر (کیونکہ یہ مسلمان کا فرض ہے)۔
 (۱۳) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا کر (یعنی لوگوں کو نیک کام کرنے اور برے کام چھوڑنے کی تبلیغ کیا کر کیونکہ تبلیغ بہت ضروری ہے)۔

(۱۴) اور جو رشتہ دار جھگڑ کر یا کسی اور وجہ سے تجھ سے رشتہ توڑ دے تو تو محبت و احسان سے اس رشتے کو جوڑنے کی کوشش کیا کر اور جو عزیز اور دوست قطع تعلق کر کے تجھ سے بات کرنا چھوڑ دے تو تو پہل کر کے اس کو منانے کی کوشش کیا کر۔

(۱۵) جو شخص تجھ سے کچھ مانگے تو تو حسب استطاعت اسے کچھ دیا کر۔

(۱۶) چغلی (یعنی ایک شخص کی بات دوسرے شخص تک شرارت

کی نیت سے پہنچانے کی بُری خصلت) سے بچا کر کیونکہ چغلی سے دلوں میں افتراق اور بغض پیدا ہوتا ہے۔

(۱۷) لوگوں کے عیوب کے درپے نہ ہوا کر کیونکہ یہ کام اپنے آپ کو لوگوں کی زبانوں کا نشانہ بنانے کے مترادف ہے۔

(۱۸) اے پیارے بیٹے! جب کسی سے کچھ مانگنا ہو تو معدنِ جُود یعنی شریف النسب انسان سے مانگ۔ کیونکہ جود و سخاوت کے اپنے معدن یعنی مرکز ہوتے ہیں اور معدن کے اصول ہوتے ہیں اور اصول کے فروع اور فروع کا ثمر یعنی پھل ہوتا ہے اور پھل کا شیریں ہونا اصل کا مرہونِ منت ہوتا ہے اور اصل کا ثابت و محکم ہونا پاکیزہ معدن یعنی پاکیزہ نسب پر موقوف ہوتا ہے۔

(۱۹) اے پیارے بیٹے! اگر کسی سے ملاقات کرنی ہو تو علماء کی زیارت و ملاقات کر اور فاجروں کی صحبت سے بچ کیونکہ فاجر لوگ اس چٹان کی طرح ہیں جس سے ذرہ بھر پانی نکلنے کی توقع نہیں ہوتی اور اس خشک درخت کی طرح ہیں جس کے پتے کبھی سرسبز نہیں ہوتے اور اس زمین کی طرح ہیں جس پر کبھی گھاس نہیں اگتی۔

علی بن موسیٰ بن جعفرؑ فرماتے ہیں کہ میرے والد موسیٰ بن جعفرؑ موت تک اس نصیحت پر کاربند رہے۔

برادرانِ کرام! یہ اس قیمتی نصیحت کی انیس^{۱۹} باتیں ہیں جو کہ نہایت اہم ہیں۔ ان پر عمل کرنے سے دنیا و آخرت کی مسرتیں اور خوشیاں نصیب ہو سکتی ہیں۔ مگر افسوس کہ آجکل ان زیریں باتوں میں سے صرف چند باتوں

پر عمل کرنے والے لوگ بھی نادر و نایاب ہیں۔

خیر و شر، نیک و بد اور حسنات و سیئات جاننے والے تو بہت ہیں مگر عمل کرنے والے بہت تھوڑے ہیں۔ ایک شاعر نے ان دو ابیات میں اس موضوع کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے۔

عالم نے یہاں قبول و رد کو جانا

دیکھا دنیا کو نیک و بد کو جانا

عاقل وہ ہے کہ جس نے ہنگام عمل

اپنی قوت کو اپنی حد کو جانا

یہ دنیا عیش و عشرت کی جگہ نہیں ہے۔ اس کی ظاہری رنگینی اور خوبصورتی فریب ہے۔ مومن کیلئے ضروری ہے کہ ہر وقت آخرت کی تیاری میں مصروف رہے۔

ایک شاعر کہتا ہے۔

ہر ساعت رخت بستہ دنیا میں رہے

مغموم و ملول و خستہ دنیا میں رہے

عاشورہ ہے ہر روز پس از قتل حسین

مؤمن اب دل شکستہ دنیا میں رہے

آج کل لوگ دنیاوی چیزوں اور دنیاوی فنون و علوم پر نازاں ہیں، سیم و زر کی کثرت پر شاداں ہیں۔ لیکن موت کے وقت پتہ چل جائیگا کہ یہ سب فریب تھا اور جہالت تھی۔ نیز موت کے بعد معلوم ہو جائیگا کہ طاعت، ذکر اللہ، عبادت، دینی باتوں اور نیک کاموں کے سوا کوئی چیز نفع

نہیں دے سکتی۔

ہر ایک سے سنا نیا فسانہ ہم نے

دیکھا دنیا میں اک زمانہ ہم نے

اول یہ تھا کہ سیم و زر پہ تھا ناز

آخر یہ کھلا کہ کچھ نہ جانا ہم نے

مال و دولت کی کثرت پر خوش ہونے اور اس میں ایک دوسرے

سے مقابلہ کرنے کی بجائے طاعت و عبادت پر خوش ہونا چاہئے اور اس میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے کی اور آگے بڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

اس سلسلے میں ایک حدیث شریف پیش خدمت ہے۔

عن معاوية بن قرة قال : قال ابو الدرداء رضی

الله تعالیٰ عنہ : ليس الخیرُ أن یکثر مالک و ولدک . و

لکن الخیرُ أن یعظم حلمک ، و یکثر علمک ، و أن

تباری الناس فی عبادۃ اللہ تعالیٰ . فإن أحسنت حمدت

الله تعالیٰ . و إن أسأت استغفرت الله عز و جلّ . حلیہ

ج ۱ ص ۲۱۲ .

”معاویہ بن قرہ ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول نقل کرتے

ہیں کہ خیر کثیر یہ نہیں ہے کہ مال و اولاد و اسبابِ دنیویہ زیادہ ہوں بلکہ

خیر کثیر یہ ہے کہ دینی دانائی زیادہ ہو، علم زیادہ ہو اور یہ کہ لوگوں کے

ساتھ طاعت و عبادتِ خدا تعالیٰ میں مقابلہ کیا جائے۔ یعنی عبادت میں

ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔ نیز خیر کثیر یہ

ہے کہ طاعت اور نیک کام کی بجآوری پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے اور گناہ سرزد ہو جانے پر اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کی جائے۔

آخرت سے غافل اور دنیا کو مقصود بنانے والوں کے بارے میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ رقت انگیز اور رُلانے والا قول حلیۃ الاولیاء میں درج ہے۔

عن جعفر بن یرقان قال : بلغنا انّ سلمانَ الفارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان یقول : أضحکنی ثلاث و أبکانی ثلاث :

ضحکتُ من مؤملِ الدّنيا والموتُ یطلبُه ، وغافلٍ لا یغفلُ عنہ ، و ضاحکٍ ملءَ فیه لا یدری أمْسخطُ ربّه أم مرضیه .

و أبکانی ثلاث : فراق الأحبّة محمدٍ و حزبه . و هولُ المطلّع عند غمراتِ الموت . و الوُوقوف بین یدی اللّٰه تعالیٰ ربّ العالمین حین لا أدری إلی النار انصرافی أم إلی الجنّة . حلیۃ الاولیاء للحافظ ابی نعیم ج ۱ ص ۲۰۷ .

یعنی ” جعفر بن یرقان کہتے ہیں کہ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ تین قسم کے آدمیوں نے مجھے بڑا ہنسایا اور تین قسم کی چیزوں نے مجھے بہت رُلایا۔

جن تین اشخاص کی غفلت نے مجھے حیران کر کے ہنسایا وہ یہ ہیں۔

اول وہ شخص جو دنیا سے لمبی امیدیں وابستہ رکھے اور لمبی سکیمیں

بنائے حالانکہ موت اسے طلب کر رہی ہے۔

دوم وہ شخص جو موت کے حملے سے غافل ہو اور غفلت کی زندگی گزار رہا ہو حالانکہ موت اس سے غافل نہیں ہے۔

سوم وہ شخص جو ہر وقت ہنستا رہے اور قہقہے لگاتا رہے اور یہ خیال نہ کرے کہ اس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوں گے یا راضی۔

اور جن تین چیزوں نے مجھے بہت رُلیا وہ یہ ہیں۔

اول اپنے احباب یعنی محمد ﷺ اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فراق اور موت نے۔

دوم حالت نزع اور حالت موت کے ہولناک منظر نے۔

سوم قیامت کے دن اللہ جل جلالہ کے سامنے حساب کیلئے کھڑا ہونے نے۔ جبکہ اس وقت مجھے یہ پتہ نہیں ہوگا کہ میرا انجام دوزخ ہے یا جنت۔“

ایک شاعر نے موعظت کی بڑی اچھی بات کہی ہے۔ وہ کہتا ہے۔

روشن سینے میں شمعِ ایماں کر دے

دل تیری طرف رہے وہ سماں کر دے

دنیا سے ہو بے خبر ترے شوق میں روح

یارب ہم سب پہ زیست آساں کر دے

افسوس صد افسوس..... کہ آج مسلمان صرف دنیاوی امور کیلئے

تگ و دو میں مصروف ہیں۔ آخرت کی انہیں کچھ فکر نہیں۔ کسی شاعر نے

یہی بات کہی ہے۔

اک روز بھی تازک تگ و دو نہ ہوئے

فارغ از بحث گندم و جو نہ ہوئے

جمعیتِ دل کہاں حریموں کو نصیب

ننانوے ہی رہے کبھی سو نہ ہوئے

برادرانِ اسلام! میرے مذکورہ صدر مفصل بیان میں عبادت کرنے اور آخرت کی طرف زیادہ توجہ دینے کا ذکر تھا۔ لیکن یاد رکھیں اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آپ دنیا ترک کر دیں۔ اہل و عیال اور جائیداد وغیرہ سب کچھ چھوڑ کر رہبانیت اختیار کر لیں اور شہروں سے نکل کر جنگلوں میں جا بیٹھیں۔

نہیں نہیں۔ میرا یہ مطلب نہیں اور نہ ہی یہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ و السلام کی تعلیم ہے۔ میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ و السلام کی تعلیمات سے متضاد باتوں کی ترغیب نہیں دے رہا۔

ہمارے نبی محمد ﷺ کی مقدس تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے کہ اصل مقصود آخرت ہے اور سب سے بڑا مطلوب رضائے خدا تعالیٰ ہے۔ دنیا اور مال و دولت انسان کے اصلی مقاصد نہیں ہیں۔ یعنی مال و دولت وغیرہ دنیاوی چیزیں مقصود بالذات نہیں ہیں۔ مقصود بالذات صرف رضائے خدا تعالیٰ ہے۔

میرے اس تفصیلی بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ مسلمان دنیا کو مقصودِ اعلیٰ و مطلوب بالذات نہ بنائیں۔ البتہ اہل و عیال سے محبت کرنا، حلال مال کمانا، تجارت کرنا اور جائیداد بنانا یہ سب امور جائز ہیں بلکہ ضروری ہیں۔

اہل و عیال کیلئے حلال مال اور حلال نفقہ حاصل کرنے کی غرض سے تجارت کرنا موجب اجر و ثواب ہے۔

دیکھئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نہایت پارسا اور زاہد و عابد تھے مگر اس کے ساتھ ساتھ وہ تجارت بھی کرتے تھے اور ان کی جائیدادیں بھی تھیں۔ معلوم ہوا کہ یہ امور شرع کے خلاف نہیں ہیں۔ البتہ صحابہ کرامؓ کی اصلی محبت اللہ و رسول سے تھی۔ ان کی حالت یہ تھی جو کسی شاعر نے بیان کی ہے۔

دنیا میں ہوں دنیا کا طلبگار نہیں ہوں

بازار سے گزرا ہوں خریدار نہیں ہوں

اسی طرح اہل و عیال کیلئے پورے سال کا خرچ جمع کر کے رکھنا بھی توکل، زہد اور تقویٰ کے خلاف نہیں ہے بلکہ یہ سنت ہے اور بہتر بھی ہے۔ کیونکہ اس طرح اس شخص کا دل عبادت کیلئے فارغ ہوگا اور اسے نان و نفقہ کے بارے میں اطمینان ہوگا۔

اطمینان بہت بڑی نعمت ہے، اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو نصیب فرمائیں۔ اور دل کی پریشانی اور بے اطمینانی بہت بڑی آفت ہے، اللہ تعالیٰ اس سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھیں۔ آمین۔

اس سلسلے میں کئی احادیث و آثار صحابہؓ مروی ہیں۔

عن ابی غنیة قال : قال سلمان الفارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ : إنَّ النفسَ إذا أحرزتَ رزقها اطمأنت . حلیۃ الأولیاء ج ۱ ص ۲۰۷ .

” ابو غنیہ کی روایت ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رزق و نفقہ حاصل ہونے سے اطمینانِ قلب حاصل ہوتا ہے۔“

اس قسم کی ایک مرفوع روایت بھی مروی ہے۔

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ : کانت اموالُ بنی النّضیرِ مما أفاءَ اللہ علی رسولہ مما لم یوجف المسلمون علیہ بخیلٍ ولا رکابٍ . فکانت لرسول اللہ ﷺ خالصًا . فکانَ رسول اللہ ﷺ یعزل نفقہَ أهلہ سنۃً . ثم یجعل ما بقی فی الکراعِ والسّلاحِ عُدَّةً فی سبیل اللہ . اخرجہ الترمذی ج ۱ ص ۲۴۲ .

” حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بنو نضیر (یہودِ مدینہ طیبہ کا قبیلہ جو مدینہ سے نکالا گیا تھا اور ان کی جائیداد مدینہ منورہ میں رہ گئی تھی) کے اموال اللہ تعالیٰ نے بطورِ غنیمت نبی ﷺ کو عطا فرمائے تھے کیونکہ یہ اموال مسلمانوں نے جنگ سے حاصل نہیں کئے تھے۔ سو یہ بحکمِ خدا تعالیٰ خاص نبی ﷺ کا حصہ تھے۔ تو نبی علیہ السلام ان اموال سے اپنے اہل خانہ کیلئے سال کا خرچ جدا کر دینے کے بعد جہاد کی تیاری کیلئے اسلحہ خریدتے تھے۔“

عن سالم مولی زید بن صوحان قال : کنتُ مع مولای زید بن صوحان فی السّوقِ . فمرَّ علینا سلمان الفارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقد اشترى وسقًا من طعامٍ .

فقال له زيد : يا ابا عبد الله ! تفعل هذا و أنت صاحب رسول الله ﷺ . فقال : إن النفس إذا أحرزت رزقها اطمأنت و تفرغت للعبادة و أيس منها الوسواس . حليه ج ۱ ص ۲۰۷ .

”زيد بن صوحان کے غلام سالم روایت کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ اپنے آقا زید بن صوحان کے ساتھ بازار میں تھا۔ ہم پر سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گزرے۔ سلمان نے بازار سے ایک وسق طعام (گندم وغیرہ) خریدا تھا (ایک وسق ۶۰ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع تقریباً ساڑھے تین سیر کا ہوتا ہے۔ یعنی تقریباً پانچ من غلہ وغیرہ خریدا)۔ زید نے کہا اے سلمان! کیا آپ بھی ذخیرہ رکھنے کیلئے اتنے دانے (گندم وغیرہ) خریدتے ہیں؟ حالانکہ آپ تو صحابی رسول ہیں (زید کا مطلب یہ تھا کہ گھر کے نفقہ کیلئے اتنا ذخیرہ رکھنا توکل و زہد کے خلاف ہے) تو سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ نفس پورا رزق حاصل کرنے کے بعد مطمئن ہو کر عبادت کیلئے فارغ ہو جاتا ہے اور شیطانی وسواس اس سے دفع ہو جاتا ہے۔“

احباب عظام! صرف حلال مال کی طلب کرنی چاہئے اور حرام مال سے بچنا چاہئے۔ یہی خدا و رسول کا حکم ہے۔ جب حرام مال سامنے آئے تو اس سے بچنے کا بہترین نسخہ یہ ہے کہ دو باتوں پر غور و فکر کریں۔

اول یہ کہ قبر کی تنگی، اس کی تاریکی اور تنہائی اور اس تنہائی میں

تکبر و منکر کے سخت سوالات کو یاد کریں اور یہ سوچیں کہ یہی حرام مال قبر کی ان سختیوں کا سبب ہوگا۔

دوم یہ سوچیں کہ حلال مال سے تو دولت مند بننا درست ہے۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ لیکن حلال مال نہ ملنے کی صورت میں غریب و مفلس ہونا اللہ و رسول کے نزدیک ذلت کا باعث نہیں بلکہ عزت کا باعث ہے۔ خود رسول اکرم ﷺ فقیرانہ زندگی گزارتے تھے۔

دولت مند ہونا اور وہ بھی حرام مال سے یہ اللہ و رسول کے نزدیک کوئی اعزاز نہیں ہے بلکہ باعثِ ذلت ہے۔

دیکھئے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء کرام کی زندگیاں عموماً فقر و غربت والی زندگیاں تھیں اور اللہ تعالیٰ کے دشمن قارون، فرعون، ہامان، شداد، نمرود اور دیگر کفار بڑے دولت مند تھے۔ معلوم ہوا کہ دولت مند ہونا کوئی بڑا اعزاز نہیں ہے بلکہ سب سے بڑا اعزاز تقویٰ اور خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہے۔

حضرات کرام! سب سے بڑی سعادت ایمان، اسلام، قناعت اور نیک اعمال ہیں۔ کتنا مبارک ہے وہ شخص جس کے پاس بروز قیامت نورِ ایمان، نورِ قناعت، نورِ عبادت اور نورِ اعمالِ صالحہ کا بہت بڑا سرمایہ اور وافر ذخیرہ موجود ہو۔

قناعت نہیں ہے تو ایمان رخصت

عبادت نہیں تو مسلمان رخصت

اللہ تعالیٰ ہمیں حرام مال سے بچائیں اور حلال رزق پر قناعت کی

نعمت سے نوازتے ہوئے نیک اعمال کی توفیق بخشیں۔ آمین ثم آمین۔
و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین والصلاة و
السلام علی رسولہ محمد و آلہ و أصحابہ أجمعین .



فہرست مضامین

- ۱ انسان اور تمام حیوانات کا رزق اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے اور اس بات کی تائید میں متعدد آیات کا ذکر۔
- ۲ اس سلسلے میں چند اہم احادیث مبارکہ کا بیان۔
- ۳ اللہ تعالیٰ سے روحانی تعلق کے بارے میں چند مفید اشعار۔
- ۳ انسان کی ضروریاتِ اصلیہ تین ہیں لباس، مکان، طعام۔ اور طعام کے دائرے کی وسعت اور اس کے نتائج کی مفید تفصیل۔
- ۶ تبلیغی جماعت کے بانی حضرت مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک نہایت مفید و عبرت انگیز قول۔
- ۶ نعیمی رزق کے بارے میں مشہور بزرگ ابراہیم خواص رحمہ اللہ تعالیٰ اور ایک فقیر کے ایمان افروز قصے کا تذکرہ۔
- ۸ ایک عابد اور امام مسجد کے مابین معاش کے سلسلے میں دلچسپ و مفید گفتگو۔
- ۸ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چند مفید و واعظانہ اشعار۔
- ۹ عابدین و ذاکرین کے اکرام سے متعلق اللہ تعالیٰ کے ایک ازلی فیصلے کی توضیح۔
- ۱۰ مشہور ولی اللہ جنید بغدادیؒ اور ان کے مریدین کی توکل کے بارے میں دلچسپ گفتگو۔
- ۱۱ توکل کے بارے میں ایک نیک آدمی کی حکایت اور واعظانہ و رقت

- انگیز ابیات۔
- مشہور زاہد ابویزید بسطامیؒ اور ایک امام مسجد کے مابین رزق و طعام کے بارے میں مفید و واعظانہ مکالمہ۔ ۱۳
- مشہور صاحب کرامات بزرگ حضرت شبلیؒ کے توکل کا ایک عبرت انگیز واقعہ۔ ۱۴
- ایک بزرگ کا واعظانہ واقعہ۔ ۱۴
- عارف جامیؒ کے چند عبرت انگیز ابیات۔ ۱۶
- شیخ ابویزید بسطامیؒ نے خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت کی اور اس خواب میں ملنے والے اللہ تعالیٰ کے مبارک حکم کی توضیح۔ ۱۷
- احمد بن خضرویہؒ کو خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت نصیب ہونے کا تذکرہ اور اس خواب میں اللہ تعالیٰ کے مبارک فرمان کی تشریح۔ ۱۸
- شیخ ابوالفتحؒ کا خواب میں مشہور بزرگ بشرحانیؒ سے ملنا اور ان سے امام احمدؒ و معروف کرنخیؒ کے مراتب اخرویہ کے بارے میں ایمان افروز سوال و جواب کی تشریح۔ ۱۹
- سفیان ثوریؒ، مشہور زاہد محمد بن واسعؒ اور مالک بن دینارؒ کا ایک زاہد و متوکل علی اللہ بزرگ کی زیارت کرنا اور اس رقت انگیز رُلانے والی حکایت کی توضیح۔ ۲۱
- چند صالحین کی ایک سیاہ رنگ والے صاحب کرامت باغبان سے ملاقات اور ظہور کرامت عجیبہ کا بیان۔ ۲۳
- حضرت ابوالقاسم جنید رحمہ اللہ تعالیٰ کی عجیب حکایت کہ ایک ولی اللہ کے کہنے سے بطور کرامت مسجد کا ستون آدھا سونے کا اور آدھا چاندی کا ہو گیا۔ ۲۵
- فضیل بن عیاضؒ کی ایک ایمان افروز کرامت کہ ان کے اشارے سے منیٰ کا پہاڑ ہلنے لگا۔ ۲۶

- ۲۷ دریائے فرات کے کنارے پر ایک بزرگ کے دل میں مچھلی کھانے کی خواہش پیدا ہونے کے بعد ایک کرامت کے ظاہر ہونے کا تذکرہ۔
- ۲۷ زہد و فکرِ آخرت کے بارے میں عمر بن عبدالعزیزؒ کے چند ایمان افزا اقوال و واقعات۔
- ۲۹ مشہور ولی اللہ حاتم اصمؒ کے اس حکیمانہ قول کی تشریح کہ میں نے چار امور کو ملحوظ رکھتے ہوئے زندگی گزاری۔
- ۳۰ فکرِ آخرت میں حضرت فضیل بن عیاضؒ کی حالت۔
- ۳۱ فکرِ آخرت کے بارے میں چند رقت خیز آیات۔
- ۳۳ اسلاف کے فقر و غربت کے واقعات میں سے محمد بن واسعؒ کا ایک عبرت انگیز واقعہ کہ انہیں چالیس سال تک جگر اور کلیجی کھانے کی خواہش رہی مگر تنگدستی کی وجہ سے وہ اس نعمت سے محروم رہے اور اس قصے سے متعلق ان کے جہاد پر جانے کے دلچسپ واقعہ کی تفصیل۔
- ۳۴ ابو تراب نخشیؒ کا ایک روح پرور واقعہ کہ عمر بھر صرف ایک مرتبہ ان کے دل میں یہ دنیاوی خواہش پیدا ہوئی کہ انٹا اور تازہ روٹی کھانے کو مل جائیں اور پھر اس خواہش کا عبرت انگیز انجام۔
- ۳۵ اہل و عیال کے نان و نفقہ کے بارے میں فکر مند ایک شخص کا عجیب واقعہ۔
- ۳۶ جبل لبنان میں ایک صالح شخص کی ایک تارک دنیا، عابد، زاہد، عمر بھر پہاڑ کے ایک غار میں رہنے والے نابینا ولی اللہ سے ملاقات کا عبرت انگیز واقعہ۔
- ۳۷ اس بات کی ایمان افزا تفصیل کہ وہ ولی اللہ نابینا ہونے کے باوجود اوقات نماز جانتے تھے۔
- ۳۸ اس نابینا ولی اللہ کی ایک مبارک و مفید دعا کی توضیح۔
- ۴۰ اس نابینا ولی اللہ کے پاس ایک غیبی پرندے کے مسلسل تیس سال تک

- صبح و شام خوراک پہنچانے کے روح پرور واقعہ کی تشریح۔
- ۴۱ اس ناپینا بزرگ کے لباس، وضوء اور پینے کیلئے پانی کے غیبی ذرائع کی تفصیل۔
- ۴۲ حالتِ سجدہ میں اس ناپینا بزرگ کی دعاءِ مستجاب کا ذکر۔
- ۴۳ اس ناپینا بزرگ کے ایک مسخر درندے کے ذریعے اس مردِ صالح کو مقامِ مقصود تک پہنچانے کی تفصیل۔
- ۴۶ اس ناپینا بزرگ کی موت اور پھر اسی وقت ان کے طعام کا انتظام کرنے والے پرندے کی موت اور اس کے دفنانے کا ایمان افروز تذکرہ۔
- ۴۷ ایفائے قول و عہد کی برکات کے سلسلے میں چند مفید آیات۔
- ۴۸ ایک ایمان افروز حکایت کا ذکر کہ حضور ﷺ نے ایک شخص کو ایفائے قول و عہد کی وجہ سے ابو الوفاء کا لقب عطاء فرمایا اور پھر اسے بطور معجزہ چند لمحات میں مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ پہنچا دیا۔
- ۵۱ شیخ واسطی اور رضوان فرشتے کی ایمان افروز ملاقات اور گفتگو کی تفصیل۔
- ۵۲ ایک بزرگ کی خدمت میں غیب سے طعام پیش ہونے کے بابرکت واقعہ کا ذکر۔
- ۵۳ غیبی رزق پہنچنے سے متعلق بعض صالحین کا سبق آموز واقعہ۔
- ۵۵ شیخ ابو جعفر حداد اور ایک عیسائی کے توکل علی اللہ اور باری باری دونوں کی دعاؤں کے ذریعہ غیب سے رزق ملنے اور آخر میں اس عیسائی کے مسلمان ہونے کا دلچسپ واقعہ۔
- ۵۸ دنیاوی نعمتیں اخروی ثواب میں نقصان کی موجب ہیں اور اس سلسلے میں ولی اللہ حلائی اور ان کی والدہ کے ایمان افروز واقعے کا ذکر۔
- ۶۰ ایک بزرگ کی درد انگیز حکایت کہ وہ نہ کھاتے تھے اور نہ پیتے تھے اور ترکِ اکل و شرب کے سبب کی توضیح۔

| | |
|--|----|
| عید کے دن دو اولیاء اللہ کی ملاقات کا ایمان افزا واقعہ۔ | ۶۲ |
| صحراء میں ایک بزرگ کی موت اور غیب سے ان کی تجہیز و تکفین کے اسباب کے نمودار ہونے کا باعث درس و عبرت قصہ۔ | ۶۵ |
| آخرت و موت کی فکر کے سلسلے میں چند مفید آیات۔ | ۶۸ |
| ایک اندھے درندے کی غیبی خوراک اور ایک نیک بڑھیا کا درد انگیز قصہ۔ | ۶۹ |
| ابراہیم بن ادہم اور ایک ولی اللہ صاحب کرامت چرواہے کی ملاقات کا مفید واقعہ۔ | ۷۱ |
| مسلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے مہمان کا جنگلی ہرن اور پرندے کے ساتھ پیش آنے والا ایمان افروز واقعہ۔ | ۷۲ |
| عبدالواحد و ایوب سختیانی کی ایک سیاہ رنگ والے ولی اللہ سے ملاقات اور اس ولی اللہ کی کرامت کا حیرت انگیز قصہ۔ | ۷۳ |
| توکل علی اللہ کے سلسلے میں چند مفید آیات۔ | ۷۶ |
| ابوسعید حراز کا مقام توکل اور ہاتف غیبی کے عبرت انگیز اشعار۔ | ۷۷ |
| ابوالعباس حرار اور ان کے ایک مہمان دوست کی مفید حکایت۔ | ۷۸ |
| زہد و فکر آخرت کے سلسلے میں چند مفید و واعظانہ اقوال کا ذکر۔ | ۷۹ |
| ایک بزرگ اور ان کی زاہدہ حبشیہ لونڈی کے بازار جانے اور خرید و فروخت کرنے کی ایک درد انگیز حکایت۔ | ۸۱ |
| شیخ ابو عامر اور ان کی عارفہ باللہ لونڈی کی نہایت مفید حکایت۔ | ۸۳ |
| ایک مسلمان قیدی کو غیب سے اشرفیاں ملنے کی کرامت اور اس کی برکت سے رومی افسر کے مسلمان ہونے کی روح پرور حکایت۔ | ۸۵ |
| چند رقت انگیز آیات کا ذکر اور اس بات کی تشریح کہ کرامت ولی کے اختیار میں نہیں ہوتی اس لئے وہ ہر وقت ظاہر نہیں ہو سکتی۔ | ۹۰ |
| رزق کے بارے میں توکل علی اللہ کا نہایت مفید بیان۔ | ۹۳ |

- ۹۳ توکل علی اللہ کے بارے میں چند اہم آیات و آثار کی تفصیل۔
- ۹۷ آج کے مسلمانوں کی حالت کے بارے میں ایک شاعر کے درد انگیز ابیات۔
- ۹۷ مشہور عارف فتح مصلیٰ اور ایک نابالغ ولی اللہ کی ملاقات اور ان کے مابین عارفانہ گفتگو کا ایمان افروز واقعہ۔
- ۱۰۰ عقلمند ہونا فراخی رزق کا ملا نہیں بلکہ یہ چیز اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔
- ۱۰۱ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے چند حکیمانہ اشعار کہ کئی عقلمند مفلس ہوتے ہیں اور کئی کم عقل دولت مند ہوتے ہیں اور اس موضوع کی عجیب و لطیف و دقیق علمی تحقیق۔
- ۱۰۲ ذکر سوال کہ عموماً غنی کم عقل ہوتا ہے اور دانا مفلس، اس کی حکمت کیا ہے؟ اور اس سوال کے چار لطیف و دلچسپ علمی جوابات۔
- ۱۰۵ اس مضمون کی مزید تفصیل کی خاطر عربی کے چند سبق آموز اشعار کا ذکر۔
- ۱۰۷ ایک فقیر ولی اللہ کے توکل کا سبق آموز واقعہ۔
- ۱۰۹ عربی کے چند مفید عارفانہ اشعار۔
- ۱۱۱ نعیمی نصرت اور توکل علی اللہ کی ایک ایمان افروز حکایت۔
- ۱۱۲ مشہور ولی اللہ ابراہیم خواص اور خضر علیہ السلام کی نصرت کا روح پرور قصہ۔
- ۱۱۳ مشہور بزرگ ابوالخیر کا ایمان افزا و دلچسپ قصہ کہ خواب میں انہیں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھانا کھلایا۔
- ۱۱۴ مشہور صوفی سمنون کے طواف کا قصہ اور ان کے اس قیمتی قول کی تفصیل کہ میں نے اپنے نفس کو پانچ خصلتوں کا خوگر بنایا ہے۔
- ۱۱۶ علی بن موقوف رحمہ اللہ تعالیٰ کے سفر حج کے عبرت انگیز قصے کا ذکر کہ خواب میں حوروں نے پیدل چلنے والوں کے قدموں کو دھویا جس کی وجہ سے ان کی تھکان دور ہوئی۔

- ۱۱۸ شیخ ابویعقوب کا قصہ کہ حرم شریف میں وہ دس دن تک بھوکے رہے اور پھر غیب سے اللہ تعالیٰ نے ان کی نصرت فرمائی۔
- ۱۲۰ سفر حج میں ایک نوجوان ولی اللہ کے توکل علی اللہ کا مفید واقعہ۔
- ۱۲۱ توکل علی اللہ سے متعلق ایک شخص اور جنگلی ہرن کا قصہ۔
- ۱۲۲ ابو عامر کے توکل کا قصہ کہ دنیا بوڑھی عورت کی صورت میں ان کے پاس کھانا لایا کرتی تھی۔
- ۱۲۳ توکل علی اللہ کے سلسلے میں ابراہیم خواص اور ایک عیسائی کے اکٹھے سفر کرنے کا قصہ کہ سات دن تک بھوکے رہنے کے بعد ابراہیم اور عیسائی کی دعا کے ذریعہ باری باری غیب سے کھانا پہنچا اور پھر عیسائی کے مسلمان ہونے کا ایمان افروز واقعہ۔
- ۱۲۵ ابراہیم خواص کا ایک عارفانہ قول کہ امراض قلب کا علاج پانچ امور سے ہوتا ہے۔
- ۱۲۶ فکر آخرت سے متعلق خواجہ عزیز الحسن مجذوب کے مفید اشعار۔
- ۱۲۸ اس سلسلے میں چند احادیث مبارکہ کا ذکر۔
- ۱۲۹ شدت تقویٰ، توکل علی اللہ اور غیبی رزق حاصل ہونے کے سلسلے میں ایک درویش کا عجیب و حیرت انگیز واقعہ۔
- ۱۳۳ مشہور عارف دینوری اور ایک صاحب کشف ولی اللہ کا روح پرور قصہ۔
- ۱۳۵ ساحل دریا پر مچھلیوں کے ایک شکاری اور اس کی چھوٹی بچی کا ایک لطیف واقعہ۔
- ۱۳۷ خلافت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اُس بچی کا ایمان افروز قصہ جس نے ماں کے حکم کے باوجود دودھ میں پانی ملانے سے انکار کر دیا تھا۔
- ۱۳۸ مال کثیر ملنے پر حاتم اصم کی چھوٹی بچی کے رونے کا قصہ اور اس سلسلے میں چند مفید آیات کا ذکر۔
- ۱۴۱ شیخ ابوالربیع کا ایمان افروز قصہ کہ جنگل میں اللہ تعالیٰ نے ان کی

- ۱۴۲ ذوالنون مصریٰ کا آنکھوں دیکھا واقعہ کہ ایک اندھے پرندے کو غیب سے رزق پہنچتا تھا۔
- ۱۴۳ ایک طالب رزق شخص اور اندھے پرندے کے رزق کا ایمان پرور قصہ۔
- ۱۴۴ ایک ڈاکو اور اندھے سانپ کے حصول رزق کا حیران کن واقعہ اور اس واقعہ کو دیکھ کر ڈاکوؤں کے ایک گروہ کا تائب ہونا۔
- ۱۴۶ ایک عورت کو مسلسل تین راتیں خواب میں نبی علیہ السلام نے یہ حکم دیا کہ قبیلہ کرمد کے فلاں آدمی کو کپڑے دیدو۔
- ۱۴۶ عارف باللہ عبدالواحد اور ان کے مریدین کی شکایتِ قسط سے متعلق ایک دلچسپ کرامت۔
- ۱۴۸ غیبی رزق کے حصول سے متعلق دو بزرگوں کا ایک ایمان افروز قصہ۔
- ۱۵۰ چند سبق آموز مفید اشعار۔
- ۱۵۰ حضرت عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ کے خدا کی راہ میں دو درہم دینے اور پھر لکڑی کے بُرادہ سے بھری ہوئی بوری کے آٹا بن جانے کی کرامت کا ذکر۔
- ۱۵۲ غیبی رزق و مال حاصل ہونے کے بارے میں ایک عابد کا روح پرور واقعہ۔
- ۱۵۳ شیخ ابوالخیر کے ان دو سیبوں کا حیرت انگیز قصہ جو انہوں نے ایک شخص کو دیئے تھے۔
- ۱۵۵ ذوالنون مصریٰ اور ایک جوان ولی اللہ کے توکل علی اللہ کا عارفانہ واقعہ۔
- ۱۵۷ ابراہیم بن ادہم کی کرامت اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیبی رزق پہنچنے کا عبرت انگیز قصہ۔
- ۱۵۸ ابراہیم خراسانی کے دو ایمان افروز واقعات کا ذکر۔
- ۱۵۹ مشہور ولی اللہ حبیب عجمی کی عبرت انگیز کرامت کا ذکر۔
- ۱۶۲ ابوعلی سندھی کو غیب سے دولت ملنے کی عجیب و لطیف کرامت۔

- ۱۶۳ شیخ ابو بکر کتانیؒ کو سفر مکہ مکرمہ میں درپیش ہونے والے ایک مفید واقعے کا بیان۔
- ۱۶۴ شیخ ابو تراب نخشبیؒ کی ایک کرامت کا ذکر کہ انہوں نے زمین پر پاؤں مارا تو پانی کا چشمہ پھوٹ پڑا۔
- ۱۶۵ مشہور عارف حضرت سہلؒ کی دعا سے بادشاہ وقت کے صحت یاب ہونے اور ننگریوں کے جواہر بننے کی ایمان افزا کرامت کی تفصیل۔
- ۱۶۷ ایک بزرگ کی کرامت کا ذکر جو سمندر کے اندر ظاہر ہوئی۔
- ۱۶۸ شہر عسقلان میں ایک نوجوان ولی اللہ کی روح پرور کرامت کا بیان۔
- ۱۷۰ ذوالنون مصری رحمہ اللہ تعالیٰ کی کرامت سے کیکر کے درخت سے کھجوریں گرنے کا بیان۔
- ۱۷۰ ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک ایمان افروز کرامت کا ذکر کہ انار کے ایک درخت نے بزبان فصیح یہ درخواست کی کہ آپ مجھ سے انار کھائیں۔
- ۱۷۲ فنائے دنیا کے بارے میں چند مفید اشعار کا ذکر۔
- ۱۷۲ ایک خاردار درخت سے کھجور کے دانے حاصل ہونے کی کرامت کا بیان۔
- ۱۷۳ حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ دنیا میں پانچ قسم کے لوگ رہتے ہیں۔ اور اس قول کی دلچسپ و مفید تفصیل۔
- ۱۷۴ حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ پانچ قسم کے انسانوں نے لوگوں کو ہلاک اور تباہ کیا۔ اور اس قول کی نہایت مفید تشریح۔
- ۱۷۴ ایک بزرگ کا قول ہے کہ معرفتِ خدا کے طالب کو چار چیزوں کی ضرورت ہے۔
- ۱۷۵ بسم اللہ الرحمن الرحیم کی تعظیم و تکریم بشرحانیؒ کی مقبولیت کا سبب بنی اور اس واقعہ کی ایمان افزا تفصیل۔

- ۱۷۷ بسم اللہ کی تعظیم سے متعلق ابن عمار واعظؓ کے ایک دلچسپ واقعہ کا ذکر۔
- ۱۷۸ استحضار موت کے سلسلے میں معروف کرختی کی ایک مفید حکایت۔
- ۱۷۸ معروف کرختی کا قول ہے کہ دنیا چار چیزوں کا نام ہے اور اسکی تفصیل۔
- ۱۷۹ فنائے دنیا کے بارے میں فارسی کے چند سبق آموز اشعار۔
- ۱۸۱ نان و نفقہ کے بارے میں حصول اطمینان کی خاطر موسیٰ علیہ السلام نے
- بجلم خدا چٹان پر اپنا عصا مارا تو اس کے اندر سے ایک کیڑا نکلا جس کے
- منہ میں بطور غذا کوئی چیز تھی اور وہ کیڑا تیج پڑھنے میں مشغول تھا۔
- ۱۸۲ آجکل کے مسلمانوں کی غفلت کے بارے میں چند اشعار۔
- ۱۸۳ سفیان بن عیینہ کے اس عجیب قول کی تشریح کہ صرف چار قسم کے
- حیوانات اپنی خوراک ذخیرہ کرتے ہیں۔
- ۱۸۵ آیت و کاین من دابة لا تحمل رزقها . الآیة . کے سیاق
- و سباق کی مفید تشریح۔
- ۱۸۸ کوائے کے بچوں کے ابتدائی حالات کی عجیب تفصیل جس سے اللہ تعالیٰ
- کی رزاقیت کے بارے میں یقین و اطمینان حاصل ہوتا ہے۔
- ۱۹۰ حلال رزق کے حصول کی دعا کے بارے میں ایک حدیث مبارک کا ذکر۔
- ۱۹۱ بھوک و افلاس اور اللہ تعالیٰ کی غیبی مدد کے بارے میں ابراہیم بن ادہمؒ
- کی ایک ایمان افروز حکایت۔
- ۱۹۲ ابراہیم بن ادہمؒ کا اللہ تعالیٰ کے نام ایک ایمان افروز خط جس میں
- انہوں نے اللہ تعالیٰ سے نصرت کی درخواست کی تھی۔
- ۱۹۳ ابراہیم بن ادہمؒ کے اس خط سے ایک عیسائی کے مسلمان ہونے کا
- نہایت روح پرور قصہ۔
- ۱۹۴ ایک سوال کا ذکر کہ اللہ تعالیٰ نے بعض لوگوں کو تنگدست اور بعض کو
- دوستمند کیوں بنایا، اور اس سوال کے جواب کے سلسلہ میں چند حکمتوں
- مصلحتوں کا ذکر۔

- ۱۹۶ موت کے بارے میں چند نصیحت آموز اشعار۔
- ۱۹۹ عارف باللہ حدیفہ مرثیٰ کا قول ہے کہ سعادت و شقاوت کا مدار چار چیزیں ہیں اور ان کی توضیح۔
- ۲۰۱ فنائے دنیا کے سلسلے میں چند مفید اشعار۔
- ۲۰۲ رزق کے بارے میں دو جامع احادیث کا ذکر۔
- ۲۰۴ رزق کے بارے میں اطمینان کی تعلیم کے سلسلے میں ایک مفید حدیث کا ذکر۔
- ۲۰۵ جعفر صادقؑ کے ایک قیمتی قول کا ذکر کہ مرغوب چیز ملنے پر کثرت سے الحمد للہ پڑھنی چاہئے اور بوقت غم و دکھ کثرت سے لا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھنا چاہئے۔
- ۲۰۶ رزق کے بارے میں دو اہم مرفوع احادیث کا ذکر۔
- ۲۰۸ ٹمر کی بے ثباتی سے متعلق دو اشعار کا ذکر۔
- ۲۰۸ رزق کے سلسلے میں سہل بن عبد اللہ کے چند قیمتی اقوال کا ذکر۔
- ۲۱۰ سہل بن عبد اللہ کے پاس ہر رات جنگل سے ایک بکری آتی تھی اور وہ اس بکری کا دودھ دودھ کر پی لیتے تھے۔
- ۲۱۴ صبر و قناعت کی فضیلت کے سلسلے میں ایک جامع و مفید حدیث کا ذکر۔
- ۲۱۷ حضرت جعفر صادقؑ کی ایک نہایت قیمتی نصیحت جو تین اہم باتوں پر مشتمل ہے۔
- ۲۱۷ ذکر و استغفار و اخروی تجارت سے متعلق بعض نصوص کا ذکر۔
- ۲۲۲ جعفر صادقؑ رحمہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بیٹے موسیٰ کاظمؑ کو ایک جامع و مفصل نصیحت کرنا جو انیس اہم و سبق آموز باتوں پر مشتمل ہے۔
- ۲۳۱ آخرت سے غافل لوگوں کے بارے میں سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک زلزلانے والا قول۔
- ۲۳۳ انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے کہ دنیاوی مال و دولت

انسان کے اصلی مقاصد نہیں ہیں۔ البتہ حلال مال کمانے کیلئے
تجارت کرنا شرعاً جائز ہے۔

حلال رزق حاصل کرنا اور اس کے حصول کے اسباب میں کوشش ۲۳۴
کرنا موجب اطمینانِ قلب ہے۔ اس سلسلے میں متعدد جامع و مفید
آثار کا ذکر۔

تمت الفہرست



فهرست مؤلفات الروحاني البازي

أعلى الله درجاته في دار السلام و طيب آثاره

ندرج ههنا مؤلفات المحدث المفسر الفقيه الرحلة الحجة الشهير في الآفاق جامع المعقول و المنقول أمير المؤمنين في الحديث العلامة الأوحدي و الفهامة اللوذعي الشاعر اللغوي الأديب الشيخ مولانا محمد موسى الروحاني البازي و آثاره العلمية الخالدة . رحمه الله تعالى رحمة واسعة .

﴿ قال الشيخ الروحاني البازي رحمته الله في بعض مؤلفاته :

تصانيفي بعضها باللغة العربية و بعضها بلغة الأردو و بعضها بالفارسية و غيرها من الألسنة ثم إن بعضها مطبوعة و بعضها غير مطبوعة لعدم تيسر أسباب الطباعة . و بعضها صغار و بعضها كبار و بعضها في عدة مجلدات .

وقد وفقني الله تعالى للتصنيف في جميع الفنون الرائجة قديماً و حديثاً في علماء الإسلام رحمهم الله مثل فنّ علم التفسير و فنّ أصوله و علم رواية الحديث و علم الفقه و أصوله و علم اللغة العربية و الأدب العربي و علم الصرف و علم الاشتقاق و علم النحو و علم الفروق اللغوية و علم العروض و علم القافية و علم أصول العروض و في الدعوة الإسلامية و النصائح و علم المنطق و علم الطبيعي من الفلسفة و علم الإلهيات و علم الهيئة القديمة و علم الهيئة الحديثة و علم الأخلاق و علم العقائد الإسلامية و علم الفرق المختلفة و علم الأمور العامة و علم التاريخ و علم التجويد و علم القراءة . و لله الحمد و المنة .

و كذلك درست بتوفيق الله تعالى في المدارس و الجامعات كتب أكثر

هذه الفنون إلى مدة . و لله الحمد و المنة . ﴿

هذه أسماء نبذة من تصانيف الشيخ البازي رحمة الله عليه في العلوم المختلفة والفنون المتعددة من غير استقصاء

في علم التفسير

- ١ - شرح و تفسير لنحو ثلاثين سورةً من آخر القرآن الشريف . هو تفسير مفيد مشتمل على أسرار و علوم .
- ٢ - أزهار التسهيل في مجلّدات كثيرة تزيد على أربعين مجلّدًا . هو شرح مبسوط للتفسير المشهور بأنوار التنزيل للعلامة المحقق البيضاوي .
- ٣ - أثمار التكميل مقدمة أزهار التسهيل في مجلّدين .
- ٤ - كتاب علوم القرآن . بين فيه المصنف البازي رحمة الله عليه أصول التفسير ومبادئه و علومه الكلية وأتى فيه بمسائل مفيدة مهمة إلى غاية .
- ٥ - تفسير آية ” قُلْ يُعْبَادِي الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ “ الآية . ذكر فيه المصنف البازي رحمة الله عليه من باب سعة رحمة الله غرائب أسرار و عجائب مكنونة مشتملة عليها هذه الآية نحو سبعين سرًّا وهذه أسرار لطيفة مثيرة لساكن العزمات إلى غرفات نيرات في روضات الجنّات . فتحها الله عزّوجلّ على المصنف وقد خلت عنها زبر السلف والخلف . والله الحمد و المنة .
- ٦ - كتاب تفسير آيات متفرقة من كتاب الله عزّوجلّ و هو مجموعة خطابات تفسيرية كان المصنف البازي يلقيها على الناس و يذيعها بوساطة الراديو في باكستان و ذلك إلى مدة .
- ٧ - كتاب ثبوت النسخ في غير واحد من الأحكام القرآنية و الحديثية و حكم النسخ و أسراره و مصالحه . رسالة مهمة جدًّا فيها أسرار النسخ ما خلت

عنها الكتب . كتبها المصنّف البازي دمعاً لمطاعن غلام أحمد برويز رئيس طائفة الملاحدة المنكرين حجّة الأحاديث النبويّة في الأحكام الإسلامية . أبطل فيها المصنّف البازي رحمه الله اعتراضات هذا الملحد على الإسلام و على حكم النسخ . و ذلك بعد ما اتفقت مناظرات قلميّة و خطابيّة بين المصنّف و بين هذا الملحد غلام أحمد و أتباعه .

- ٨ - فتح الله بخصائص الاسم الله . كتاب بديع كبير في مجلدين ضخمين ذكر فيه المصنّف البازي رحمه الله نحو سبعمائة وخمسين من خصائص ومزايا للاسم الله (الجلالة) ظاهرية و باطنية لغوية و أدبية و روحانية و نحوية و اشتقاقية و عددية و تفسيرية و تأثيرية . و هو من بدائع كتب الدنيا ما لا نظير له في كتب السلف و الخلف و لا يطالعه أحد من العلماء أصحاب الذوق السليم و الطبع المستقيم إلا و هو يتعجب مما اجتهد المصنّف البازي في جمع الأسرار و البدائع .
- ٩ - رسالة في تفسير ”هدى للمتقين“ فيها نحو عشرين جواباً لحلّ إشكال تخصيص الهداية بالمتقين .
- ١٠ - مختصر فتح الله بخصائص الاسم الله .

في علم الحديث

- ١ - شرح حصّة من صحيح مسلم .
- ٢ - شرح سنن ابن ماجه .
- ٣ - كتاب علوم الحديث . هذا كتاب مفيد مشتمل على مباحث و علوم من باب أصول الحديث رواية و دراية .
- ٤ - رياض السنن شرح السنن و الجامع للإمام الترمذي رحمه الله في مجلدات كثيرة .
- ٥ - فتح العليم بجلّ الإشكال العظيم في حديث ” كما صلّيت على إبراهيم“ .

هذا كتاب كبير بديع لا نظير له . فتح الله تعالى فيه برحمته وفضله على المصنف البازي أبواباً من العلوم ما مستها أيدي العقول وما انتهت إليها عقول العلماء الفحول إلى هذا الزمان . ذكر المصنف في هذا الكتاب حلّ هذا الإشكال العظيم نحو مائة وتسعين جواباً . قال بعض العلماء الكبار في حق هذا الكتاب : ما سمعنا أن أحداً من علماء السلف والخلف أجاب عن مسألة دينية ومعضلة علمية هذا العدد من الأجوبة بل ولا نصف هذا العدد .

٦ - أجر الله الجزيل على عمل العبد القليل .

٧ - كتاب الفرق بين النبي و الرسول . هذا كتاب بديع لطيف ذكر فيه المصنف البازي أكثر من ثلاثين فرقاً بين النبي و الرسول مع بيان عجائب الغرائب و غرائب العجائب و بدائع الروائع و روائع البدائع من باب علوم متعلقة بحقيقة النبوة و بشان الأنبياء وَالسَّلَامُ عَلَيْهِمُ وَالصَّلَاةُ . و هذا الكتاب لا نظير له في الكتب .

٨ - كتاب الدعاء . كتاب كبير نافع مشتمل على أبحاث مهمة لا غنى عنها .

٩ - النفحة الربانية في كون الأحاديث حجة في القواعد العربية . هذا كتاب كبير أثبت فيه المصنف البازي أن الأحاديث حجة في باب العربية و اللغة . و هو من عجائب الكتب .

١٠ - مختصر فتح العليم .

١١ - كتاب الأربعين البازية .

١٢ - الكنز الأعظم في تعيين الاسم الأعظم . كتاب جامع في هذا الموضوع لم تر العيون نظيره في كتب المتقدمين و لم يقف أحد على مثيله في أسفار المتأخرين .

١٣ - البركات المكيّة في الصلوات النبوية . كتاب بديع مبارك ذكر فيه المصنف البازي أكثر من ثمانمائة اسم محقق من أسماء النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ في صورة

الصلوات على خاتم النبيين ﷺ .

- ١٤ - كتاب كبير على حجّة الأحاديث النبويّة في الأحكام الإسلامية . كتبها المصنّف دمغاً لمطاعن طائفة الملاحدة المنكرين حجّة الأحاديث النبويّة في الأحكام الإسلامية .

في علم أصول الفقه

- ١ - شرح التوضيح والتلويح . التوضيح والتلويح كتاب مغلق دقيق محقق جداً في أصول الفقه ويدرّس في مدارس الهند وباكستان وأفغانستان وغيرها . وهو كتاب عويص لا يفهم دقائقه وأسراره إلاّ الآحاد من أكابر الفن فشرحه المصنّف البازي شرحاً محققاً وأتى فيه ببدائع النفاثس ونفاثس البدائع .

في علم الأدب العربي

- ١ - شرح مفصل لديوان أبي الطيّب المتنبي .
 ٢ - شرح آخر مختصر لديوان أبي الطيّب .
 ٣ - خصائص اللغة العربيّة ومزاياها . هو كتاب ضخم نفيس لا نظير له في بابه فصل فيه المصنّف البازي رحمه الله الفضائل الكلية والجزئية لهذه اللغة المباركة وأتى فيه بلطائف وغرائب وبدائع وروائع تسرّ الناظرين وتهمزّ أعطاف الكاملين وحق ما قيل : كم ترك الأول للآخر .
 ٤ - رشحات القلم في الفروق . هذا الكتاب مما يحتاج إليه كل عالم ومتعلم لم يصنف في هذا الموضوع أحد قبل ذلك أثبت فيه المصنّف البازي علوماً وحقائق الفروق ودقائق الحدود ولطائف التعريفات للمصدر الصريح والمصدر المأوّل وحاصل المصدر واسم المصدر وعلم المصدر والجنس واسم الجنس وعلم الجنس والجمع واسم الجمع وشبه الجمع والجنس اللغوي والفقهي والعرفي والمنطقي والأصولي ونحو ذلك من المباحث المفيدة إلى غاية .

- ٥ - شرح ديوان حسان رَضِيَ اللهُ عَنْهُ .
- ٦ - الطوبى . قصيدة في نظم أسماء الله الحسنى شهيرة طبعت في صورة رسالة مستقلة أكثر من خمس و عشرين مرة استحسنها العوام و الخواص و استفادوا منها كثيرًا .
- ٧ - الحسنى . قصيدة في نظم أسماء النبي ﷺ طبعت في صورة رسالة منفردة مرارًا .
- ٨ - المباحث المههدة في شرح المقدمة . رسالة نافعة في مباحث لفظ المقدمة الواقع في الخطب .
- ٩ - ديوان القصائد . مشتمل على أشعاري و قصائدي .

في علم النحو

- ١ - بُغية الكامل السامي شرح المحصول والحاصل لملا جامي . هذا شرح مبسوط محتو على مباحث و حقائق متعلّقة بالفعل والحرف والاسم و حدودها وعلاماتها و وقوعها محكومًا عليها و بها وغير ذلك من أبحاث تتعلّق بهذا الموضوع . و هذا كتاب لا نظير له في كتب النحو . فيه بدائع و حقائق خلت عنها كتب السلف و الخلف . و كتب بعض كبار العلماء في تقريره : هذا الكتاب غاية العقل في هذا الموضوع . و من أراد أن يطلع على حقائق الاسم و الفعل و الحرف فوق هذا و أكثر من هذا فليستح .
- ٢ - التعليقات على الفوائد الضيائية للجامي . هذا شرح الكتاب للعلامة ملا جامي . و هو كتاب معروف و متداول في ديار باكستان و الهند و أفغانستان و بنغله ديش و غيرها و يدرس في مدارسها .
- ٣ - النجم السعد في مباحث " أمابعد " . هذا كتاب مفيد لطيف بين فيها المصنف البازي رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مباحث فصل الخطاب لفظة " أمابعد " و أوّل

قائلها و حكمها الشرعي و إعرابها و ما ينضاف إلى ذلك من المباحث المفيدة و ذكر نحو ١٣٣٩٧٤٠ وجهًا و طريقًا من وجوه إعراب و طرق تركيب يحتملها ”أمابعد“. و هذا من عجائب اللغة العربية فانظر إلى هذه الكلمة المختصرة و إلى هذه الوجوه الكثيرة .

٤ - لطائف البال في الفروق بين الأهل و الآل . هو كتاب صغير حجمًا كبير مغزى نافع جدًا لا مثيل له في موضوعه . جمع فيه المصنف البازي فروقًا كثيرة و مباحث و دقائق يجهلها كثير من الناس و يحتاج إليها العلماء .

٥ - نفحة الریحانه في أسرار لفظة سبحانه . رسالة مفيدة مشتملة على أسرار هذه اللفظة .

٦ - الطريق العادل إلى بغية الكامل .

٧ - كتاب الدرّة الفريدة ، في الكلم التي تكون اسمًا و فعلاً و حرفًا أو حوت قسمين من أقسام الكلمة الثلاثة . ذكر المصنف رحمة الله عليه في هذا الكتاب الذي هو نظير نفسه كلمات تكون اسمًا مرة و حرفًا حينًا و فعلاً مرة أخرى . و هذا من غرائب كتب الدنيا و مما لا مثيل له .

٨ - رسالة في عمل الاسم الجامد .

٩ - النهج السهل إلى مباحث الآل و الأهل . كتاب نافع لأولى الألباب و يسفر رافع لدرجات الطلاب لم تسمح في هذا الموضوع قريحة بمثاله و لم ينسج في هذا المطلوب ناسج على منواله . كتاب فريد جمع أبحاث الأهل و الآل منها الفروق بين هذه اللفظين التي بلغت أكثر من خمسة و ثلاثين فرقًا و منها الأقاويل في أصل الآل و منها المباحث و الأقوال في محمل آل النبي صلّى الله عليه و آله و المراد بهم و غير ذلك من المباحث المفيدة المهمة جدًا .

١٠ - رسالة بديعة في حقيقة المشتق .

١١ - رسالة في حقيقة الفعل .

١٢ - رسالة في حقيقة الحرف .

في علم الصرف

- ١ - كتاب الصرف . هو كتاب نافع على منوال جديد .
- ٢ - التصريف . كتاب دقيق في هذا الفن لا نظير له .
- ٣ - كتاب الأبواب و تصريفاتها الصغيرة و الكبيرة .

في علمي العروض و القوافي

- ١ - الرياض الناضرة شرح محيط الدائرة .
- ٢ - العيون الناظرة إلى الرياض الناضرة . هذا كتاب لطيف و مفيد جداً مشتمل على أصول هذا الفن و أنواع الشعر و ما يتعلّق بذلك من البدائع و الحقائق الشريفة .
- ٣ - كتاب الوافي شرح الكافي . هذا شرح مبسوط للكتاب المشهور بالكافي .

في اللغة العربية

- ١ - كتاب الفروق اللغوية بين الألفاظ العربية هو كتاب نافع جداً لكل عالم و متعلم و بغية مشتاق في الأدب العربي أوضح فيه المصنف فروق مآت ألفاظ متقاربة معنى .
- ٢ - نعم التول في أسرار لفظة القول . كتاب مفيد فصلت فيه أبحاث و مسائل متعلقة بلفظة القول و مادة " ق ، و ، ل " . و أتى فيه المصنف البازي أسراراً و أثبت بالدلائل أن هذا البناء بحر فحدث عن البحر و لا حرج .
- ٣ - كتاب زيادة المعنى لزيادة المبنى . ذكر المصنّف فيه أن زيادة المادة و الحروف تدلّ على زيادة المعنى و أتى بشواهد من القرآن و الحديث و اللغة و أقوال الأئمة .
- ٤ - فتح الصمد في نظم أسماء الأسد المعروف بلقب نظم الفقير الروحاني في رثاء الشيخ عبدالحق الحقاني . هذه قصيدة فريدة لا نظير لها في الماضي قد

جمع فيها المصنف ما ينيف على ستمائة من أسماء الأسد و ما يتعلق بالأسد و هي في رثاء المحدث الكبير مسند العصر جامع المعقولات و المنقولات شيخ الحديث مولانا عبدالحق رحمته الله مؤسس جامعة دارالعلوم الحقانية ببلدة أكوره ختك .

٥ - كتاب كبير في أسماء الأسد و ما يتعلق بالأسد .

٦ - رسالة في وضع اللغات .

في النصح و الدعوة الإسلامية العامة

١ - تعليم الرفق في طلب الرزق .

٢ - استعظام الصغائر .

٣ - تنبيه العقلاء على حقوق النساء .

٤ - ترغيب المسلمين في الرزق الحلال و طعمة الصالحين .

٥ - منازل الإسلام .

٦ - فوائد الاتفاق .

٧ - عدل الحاكم و رعاية الرعية .

٨ - جنة القناعة .

٩ - أحوال القبر و ذكر ما فيها عبرة .

١٠ - الموت و ما فيه من الموعظة .

١١ - من العاقل و ما تعريفه و حدّه .

١٢ - التوحيد و مقتضاه و ثمراته .

في علم التاريخ

١ - تجبير الحسب بمعرفة أقسام العرب و طبقات العرب . كتاب مفيد فيه

بيان طبقات العرب و تفصيل أقسامهم و ما يضاف إلى ذلك .

٢ - الصحيفة المبرورة في معرفة الفرق المشهورة . بين المصنف البازي في هذا

- الكتاب أحوال الفرق في المسلمين و تفاصيل مؤسس كل فرقة .
- ٣ - مرآة التّجباء في تاريخ الأنبياء . هذا كتاب تاريخي مشتمل على أهم واقعات الأنبياء وتواريخهم والتّسليم والصلوة .
- ٤ - التحقيق في الزنديق . رسالة لطيفة فيها تفصيل تعريف الزنديق و تحقيق لفظه و بيان مصداقه من الفرق الباطلة و حقق فيه المصنف البازي رحمته الله تعالى مستنداً بالكتاب و السنة و أقوال الأئمة الكبار أن الفرقة القاديانية أتباع المتنبى غلام أحمد الكذاب الدجال من الزنادقة و أنه لا يجوز إبقاؤهم في الدول الإسلامية بأخذ الجزية عنهم بل يجب قتلهم .
- ٥ - عبرة السائس بأحوال ملوك فارس . فصل المصنف البازي رحمته الله تعالى فيه تراجم ملوك فارس حسب ترتيب تملكهم و أحوال طبقتي ملوكهم الكينية و الساسانية و ما آل إليه أمرهم و في ذلك عبرة للمعتبرين .
- ٦ - غاية الطلب في أسواق العرب . كتاب أدبي تاريخي ذكر فيه المصنف البازي تواريخ الأسواق المشهورة في العرب و ما يتعلق بذلك الموضوع من حقائق أدبية .
- ٧ - إعلام الكرام بأحوال الملائكة العظام . بلغة أردو .
- ٨ - تراجم شارحي تفسير البيضاوي و محشيه .
- ٩ - الطاحون في أحوال الطاعون .
- ١٠ - النظرة إلى الفترة . كتاب صغير مهم تاريخي في مصاديق زمن الفترة و أقسامها بأحكامها و ما يتعلق بهذا الموضوع .
- ١١ - تاريخ العلماء و الأعيان .
- ١٢ - ترجمة سلمان الفارسي رحمته الله عنه .
- ١٣ - توجيهات علمية لأنوار مقبرة سلمان الفارسي رحمته الله عنه . كتاب بديع بين فيه المصنف رحمته الله تعالى نحو ثلاثين توجيهاً علمياً لأنوار قبر سلمان الفارسي رحمته الله عنه .

في علم المنطق

- ١ - شكر الله على شرح حمد الله للسنديلي . كتاب حمد الله شرح سلم العلوم للشيخ العلامة حمد الله السنديلي كتاب كبير مغلق دقيق محقق جداً في المنطق وهو مما يقرأ و يدرس في مدارس الهند و باكستان و أفغانستان وغيرها لازماً و لا يفهم دقائقه و أسراره إلا بعض أكابر الفن و للمصنف البازي رحمه الله شهرة في حل هذا الكتاب فشرحه شرحاً محققاً و أتى فيه بدائع .
- ٢ - التعليقات على شرح القاضي مبارك لسلم العلوم . كتاب القاضي مبارك كتاب نهائي في المنطق و أشهر كتاب في هذا الفن قد اشتهر بين العلماء و الطلبة بأنه عويص و عسير فهما لأجل العبارات الدقيقة الجامعة للأسرار العلمية و أنه لا يقدر على تدريسه و فهمه إلا القليل حتى قيل في حقه : كاد أن يكون مجحلاً مبهما . و هذا الكتاب يدرس في مدارسنا و جامعاتنا فشرحه المصنف البازي شرحاً مبسوطاً و سهل فهمه للعلماء و الطلبة .
- ٣ - التعليقات على سلم العلوم .
- ٤ - التعليقات على شرح مير زاهد على ملا جلال .
- ٥ - الثمرات الإلهامية لاختلاف أهل المنطق و العربية في أن حكم الشرطية هل هو بين المقدم و التالي أو هو في التالي . بين المصنف البازي ثمرات و نتائج اختلاف الفريقين المذكورين في محل القضية الشرطية هل هو فيما بين الشرط و الجزاء أو في الجزاء فقط و فرع على ذلك غير واحد من أدق مسائل الحنفية و الشافعية و غير ذلك من الأسرار و هو كتاب عويص لا يفهمه إلا الأحاد من أكابر الفن و لا نظير له .
- ٦ - شرح بحث الوجود الربطي من كتاب حمد الله (باللغة العربية) .
- ٧ - شرح بحث الوجود الربطي من كتاب حمد الله (بلغة الأردو) .

٨ - التحقيقات العلمية في نفي الاختلاف في محل نسبة القضية الشرطية بين علماء المنطق وعلماء العربية. هذا كتاب لانظير له عويص لا يفهمه إلا بعض الأفاضل الماهرين في المعقول والمنقول حقق فيه المصنف البازي أن هذا الاختلاف وإن كان مشهوراً مسلماً لكن الحق أنه لا خلاف بين هاتين الطائفتين وأن محل النسبة إنما هو بين الشرط والجزاء عند كلا الفريقين أهل المنطق وأهل العربية وأيد المصنف مدعاه هذا بإيراد حوالات كتب النحو و ذكر أقوال أئمة النحو و حقق ما لا يقدر عليه إلا من كان ذامطالعة وسبعة جداً .

في الطبيعات و الإلهيات من الفلسفة

- ١ - تعليقات على كتاب صدرا شرح هداية الحكمة للعلامة الصدر الشيرازي .
- ٢ - تعليقات على كتاب مير زاهد شرح الأمور العامة .

في علم الفلك القديم اليوناني البطليموسي

- ١ - شرح التصريح على التصريح . هذا شرح جامع مبسوط لكتاب التصريح المشهور المتداول في مدارس الهند و باكستان و أفغانستان و غيرها .
- ٢ - التعليقات على شرح الجغميني . هذه التعليقات جامعة لمسائل علم الفلك القديم مع ذكر مسائل الفلك الحديث باختصار . و كتاب شرح الجغميني متداول في دروس مدارسنا .
- ٣ - نيل البصيرة في نسبة سُبُع عرض الشعيرة . فصل المصنف البازي رحمة الله تعالى في هذا الكتاب العجيب مسائل مشكلة و مباحث مغلقة منها أن الجبال هل تضر في الكروية الحسية للأرض أم لا ، بحث فيه المصنف على تعيين أعظم الجبال ارتفاعاً في الزمان الحاضر و في العهد القديم ثم بين نسبة أعظم الجبال ارتفاعاً إلى قطر الأرض بياناً شافياً .
- ٤ - كتاب أبعاد السيارات و الثوابت و أحجامهنّ حسب اقتضاه علم الفلك

القديم البطليموسي .

- ٥ - كتاب وجوه تقسيم الفلاسفة للدائرة ٣٦٠ جزء قد أجمع الفلاسفة منذ أقدم الأعصار على تقسيم الدائرة إلى ثلاثمائة وستين درجة ولا يدري الفضلاء فضلاً عن الطلبة تفصيل وجوه ذلك . فذكر المصنف البازي في هذا الكتاب الذي هو نظير نفسه وجوهاً كثيرة غريبة بديعة قد شرح الله تعالى لها صدره وتفرد بها حيث لم يخطر إلى الآن هذه الوجوه على قلب أحد من العلماء .

في علم الفلك الحديث الكورنيكي

- ١ - الهيئة الكبرى . كتاب كبير مفصل .
- ٢ - سماء الفكرى شرح الهيئة الكبرى . هذا شرح لطيف مفيد جداً صنف المصنف الروحاني البازي رحمته الله هذا المتن الهيئة الكبرى بإشارة جمع من أكابر العلماء و أمثال الفضلاء ثم شرحه أيضاً بطلبهم وإشارتهم .
- ٣ - الشرح الكبير للهيئة الكبرى .
- ٤ - كتاب الهيئة الكبيرة . كتاب كبير جامع لمسائل الفن لا نظير له .
- ٥ - أين محلّ السماوات السبع . هذا كتاب نفيس مهمّ لم يصنّف أحد قبل هذا في هذا الموضوع . صنّفه المصنّف البازي لدفع مطاعن المتنوّرين والفجرة حيث زعموا أن بنيان الإسلام صار مترلزلاً وقصره أصبح خاوياً ، إذ بطلت عقيدة السماوات السبع القرآنية لأجل إطلاق السفن الفضائية والصواريخ إلى القمر وإلى الزهرة وغير ذلك من السيارات فدمغ المصنف في هذا الكتاب العظيم مطاعنهم بأدلة مقنعة وأثبت أن هذه الأسفار الفضائية تؤيد الإسلام وأصوله وأنها لا تصادم السماوات القرآنية .
- ٦ - هل للسماوات أبواب (باللغة العربي) .

- ٧ - هل للسماوات أبواب (بلغة الأردو) .
- ٨ - هل الكواكب و النجوم متحركة بذاتها (باللغة العربي) .
- ٩ - هل للنجوم حركة ذاتية (بلغة الأردو) .
- ١٠ - كتاب السدم و المجرات و ميلاد النجوم و السيارات (باللغة العربي) .
- ١١ - هل السماء و الفلك مترادفان (باللغة العربي) .
- ١٢ - السماء غير الفلك شرعاً (بلغة الأردو) . حقق المصنف في هذين الكتابين اللطيفين البديعين أن السماء تغاير الفلك شرعاً و أن السماء فوق الفلك و أن النجوم واقعة في أفلاك لا في أثنان السماوات . واستدلّ في ذلك بنصوص إسلامية كثيرة و بأقوال كبار علماء علم الفلك الجديد و بأقوال أئمة الإسلام .
- ١٣ - عمر العالم و قيام القيامة عند علماء الفلك و علماء الإسلام (بلغة الأردو) .
- ١٤ - الفلكيات الجديدة . من عجائب كتب الفن كتاب جامع لأصول هذا الفن لانظير له و لكونه جامعاً متفرداً في موضوعه و أسلوبه بيانه قرره علماء دولتنا في نصاب كتب المدارس و الجامعات و جعلوا تدريسه لازماً في جميع الجامعات و المدارس .
- ١٥ - كتاب أسرار تقرر الشهور و السنين القمرية في الإسلام .
- ١٦ - كتاب شرح حديث ” أن النبي ﷺ كان يصلي العشاء لسقوط القمر ليلية ثالثة “ .
- ١٧ - التقاويم المختلفة و تواريخها و أحوال مبادئها و تفاصيل ذلك .
- ١٨ - أين مواقع النجوم هل هي في أثنان السماوات أو تحتهن عند علماء الإسلام و عند أصحاب الفلسفة الجديدة .
- ١٩ - قدر المدة من الفجر إلى طلوع الشمس . هذا كتاب دقيق لا يفهمه إلا المهرة . ألفه المصنف عند تحكيم أكبر العلماء إياه في هذه المسئلة الكثيرة الاختلاف و قد اختلف العلماء و العوام في هذه المسئلة كثيراً حتى أفضى

الأمر إلى الجدال والقتال وذلك إلى عدة سنين فجعلوا المصنف البازي حكماً و التمسوا منه أن يحقق الحق و الصواب فكتب المصنف هذا الكتاب و أوضح فيه الحسابات الدقيقة لسير الشمس فاستحسن العلماء هذا الكتاب جداً و اعتقدوا صحة ما فيه و عملوا على وفق ما حقق المصنف و ارتفع النزاع و اضمحل الباطل .

٢٠ - هل السماوات القرآنية أجسام صلبة أو هي عبارة عن طبقات فضائية غير مجسمة . هذا كتاب مهم و بديع جداً .

٢١ - هل الأرض متحركة ؟ هذا كتاب مفيد جداً جمع فيه المصنف البازي أقوال علماء الإسلام و آراء الفلاسفة من القدماء و المحدثين مما يتعلق بهذا الموضوع .

٢٢ - كتاب عيد الفطر و سير القمر . فيه أبحاث جديدة مفيدة مهمة مثل بحث المطالع و تقدم عيد مكة على عيد باكستان بيوم أو يومين . كتبها المصنف البازي رحمة الله تعالى دمعاً لمطاعن المتنورين الملحدون على علماء الدين بأنهم لا يعرفون العلوم الجديدة .

٢٣ - القمر في الإسلام و الهيئة الجديدة و القديمة .

٢٤ - قصة النجوم . هو كتاب ضخم .

٢٥ - كتاب الهيئة الحديثة . كتاب كبير جامع للمسائل و الأبحاث . أوّل كتاب ألف باللغة العربية في هذا الفن في ديار الهند و إيران و أفغانستان و باكستان وغيرها و مع هذا هو أوّل كتاب صنّفه المصنّف البازي رحمة الله تعالى في هذا الفن .

٢٦ - شرح الهيئة الحديثة (بلغة الأردو) .

٢٧ - الهيئة الوسطى (باللغة العربي) .

٢٨ - النجوم النشطة شرح الهيئة الوسطى (بلغة الأردو) .

٢٩ - الهيئة الصغرى (باللغة العربي) .

- ٣٠ - مدار البشرى شرح الهيئة الصغرى (بلغة الأردو) .
٣١ - ميزان الهيئة .

في الموضوعات المتفرقة

- ١ - كتاب أسرار الإسرائ إلى بيت المقدس قبل العروج إلى السماء . هذا كتاب لطيف جامع لكثير من الحكم و الأسرار في الإسرائ إلى بيت المقدس .
٢ - خواص العميَّة للاسمين محمد و أحمد اسمي نبينا ﷺ .
٣ - كتاب الحكمة في حفظ الله الكعبة من أصحاب الفيل دون غيرهم . ذكر المصنف البازي رحمة الله عليه في هذا الكتاب الصغير أسرارًا و حكمًا مخفية في حفظ الله تعالى بيت الله من أصحاب الفيل دون غيرهم من أصحاب الحجاج الظالم ومن الملاحدة الباطنية . و هذه الأسرار لا توجد في الكتب . صنفه البازي باقتراح بعض أكابر العلماء .
٤ - كتاب الحكايات الحكيمية .
٥ - فردوس الفوائد . كتاب كبير في عدة مجلدات .



فَتْحُ اللَّهِ

بِخَصْرِ الْأَلْبَانِ

تصنيف

محدث اعظم، مفسر کبیر، مصنف افسانہ، ترمذی وقت حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی باری
طیبة اللہ آثارہ و اعلیٰ درجہ فی طراستلام

علم و درایت کے جہاں میں روشنی کا ایک جگمگا تا مینار

بزبانِ عربی یہ گراں مایہ اور عظیم النظر کتاب معبود حقیقی کے اسم ذاتی یعنی لفظ ”اللہ“ کے ساڑھے سات سو سے زائد عجیب و لطیف علمی اسرار و رموز اور حقائق و معارف پر حاوی ہے جن کے مطالعے سے اللہ تعالیٰ کی ذات کی عظمت و ہیبت کا احساس اور اس کے علم کی جامعیت دلوں میں جاگزیں ہوتی ہے۔

ایک ایسا موضوع جس پر آج تک کسی نے قلم نہیں اٹھایا

اس معرکہ الآراء و محیر العقول کتاب کو دیکھ کر مکہ مکرمہ کے بعض اولیاء اللہ و اہل کشف فرمانے لگے کہ یہ عظیم القدر کتاب اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم اور الہام سے لکھی گئی ہے اور اگر دو ہزار علماء کبار بھی جمع ہو جائیں تو ایسی بصیرت افروز و دقیق کتاب نہیں لکھ سکتے۔

فتح العظیم

بجل إشكال التشبيه العظيم
فی حدیث: ”کما صلیت علی ابراہیم“

لإمام المحدثین نجم المفسرین زبدة المحققین
العلامة الشیخ مولانا محمد موسی الزوکی البازنی
رحمۃ اللہ تعالیٰ وأعلى درجاتہ فی دار السلام

الہامی علوم کا درخشاں جگمگاتا سرمایہ

درود ابراہیمی میں ”کما صلیت علی ابراہیم“ کے الفاظ میں دی گئی تشبیہ میں یہ مغلط اشکال ہے کہ حسب قانون مشبہ بہ افضل ہوتا ہے جس سے یہ لازم آتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام خاتم النبیین ﷺ سے افضل ہیں۔ بہت سے قدیم و مشہور مناظروں میں غیر مسلمین، مسلمانوں پر یہ اعتراض کرتے تھے۔ اس کتاب میں بزبان عربی اس اشکال کے تقریباً ایک سو نوے (۱۹۰) محقق، دقیق، الہامی جوابات مؤلف نے ذکر کیے ہیں۔ اس کتاب کو دیکھ کر جامعہ ازہر (مصر) کے شیخ اکبر جناب عبداللیم محمود و رطہ حیرت میں پڑ گئے اور فرمایا ”اولاد آدم میں ہم نے آج تک کسی علمی یا فنی مسئلے کے اس قدر کثیر جوابات دیکھے ہیں اور نہ سنے ہیں۔“

حکومت پاکستان سے ایوارڈ یافتہ کتاب

الْكَوْنُ الْعَظْمُ

تَعْيِينِ الْاِسْمِ الْعَظْمِ

تصنيف

محدثِ اعظم، مفتخر کبير، مصنفِ انجمن، ترمذی وقت حضرت مولانا محمد موسیٰ رواجانی باری
طیبة النفس، آراء واطل ورحمہ فی طرائف الامم

انتہائی گرامر مایہ اور فقید المثل علمی خزانہ

- = اسم اعظم سے کیا مراد ہے؟
- = کیا واقعی اسم اعظم کے ذریعے ہر دعا قبول ہو جاتی ہے؟
- = رسول اللہ ﷺ نے اسم اعظم کو جاننے کے باوجود مشکل ترین حالات میں بھی اس کے ذریعے دعا کیوں نہ مانگی؟
- = اولیاء کرام بھی اسم اعظم جانتے ہیں یا نہیں؟
- = ہر مسلمان اسم اعظم جاننے کا مشتاق ہے۔ کتاب ہذا میں بزبان عربی ان تمام سوالات کے جوابات کے علاوہ اسم اعظم کے بارے میں وارد ہونے والی تمام احادیث و روایات مذکور ہیں۔ نیز اسم اعظم کے بارے میں علماء کرام، ائمہ عظام اور بزرگان دین کی کتب میں موجود تمام اقوال کو ذکر کیا گیا ہے۔ ان اقوال کی تعداد تریسٹھ (۶۳) تک پہنچتی ہے۔
- = مزید براں اس شاہکار کتاب میں امت محمدیہ اور سابقہ امتوں کے بزرگوں کے ساتھ اسم اعظم کے سلسلے میں پیش آنے والے بہت سے عجیب و غریب، حیران کن اور ایمان افروز واقعات بھی درج کیے گئے ہیں۔

انحونی بطلام کالمح فی اطعام

بَغِيَّةُ الْكَامِلِ السَّحْلِيِّ

شرح

المَحْصُولُ لِلْحَاصِلِ السَّحْلِيِّ

مع حاشیتہ

الطریق العادل إلی بُغِيَّةِ الْكَامِلِ

تصنيف

محدث اعظم، مفسر کبير، مصنف افسس، ترمذی وقت حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی
طیب اللہ آثارہ واطلک وجامع فی طراستلام

محدث اعظم حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی رحمہ اللہ تعالیٰ کی پہلی تصنیف
جو کہ علم نحو کی مشہور و معروف کتاب شرح جامی کی مشکل ترین بحث ”حاصل
محصول“ کی محقق، بسیط اور سہل شرح ہے۔

علم نحو کا عظیم الشان اور گراند قدر سرمایہ

اس کتاب کی جامعیت و علمیت کا اندازہ حضرت مولانا شمس الحق
افغانی کے ان الفاظ سے لگایا جاسکتا ہے انہوں نے فرمایا ”میں نے آج
تک اسم و فعل و حرف سے متعلق اس قدر جامع و مکمل تحقیقات عرب و عجم کی
کسی کتاب میں نہیں دیکھیں۔ اس کتاب نے میرے علم میں بے انتہا اضافہ
کیا۔“ نظر ثانی کے بعد مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب میں مزید
علمی دقائق و قیمتی امحاث کا اضافہ کیا ہے جس سے اس کتاب کی
ضخامت دوگنی ہو کر تقریباً پانچ صد صفحات تک پہنچ گئی ہے۔

فَتْحُ الصَّمَدِ

بنظم

اسْمَاءِ الْأَسَدِ

المعروف بلقب

نظم الفقير الروحاني في
رثاء الشيخ عبد الحق الحقاني

علماء، فضلاء اور ادب عربی کے شائقین کیلئے نابغہ روزگار سرمایہ

محدث اعظم، مفسر کبیر، سران العلماء، امام الاولیاء، ترمذی وقت حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی رحمہ اللہ تعالیٰ کا تصنیف کردہ معرکہ الآراء عربی مرثیہ جسے دیکھ کر علماء عرب بھی درطہ حیرت میں پڑ گئے۔ ایک ایسا قصیدہ جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ اس بے نظیر و بے مثال قصیدہ میں عربی زبان میں شیر کے چھ سو (۶۰۰) سے زائد اسماء کو جمع کر کے تقریباً دو سو (۲۰۰) اشعار کی صورت میں منظوم کیا گیا ہے جس سے نہ صرف عربی زبان کی وسعت اور خصائص و فضائل کا پتہ چلتا ہے بلکہ حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ کی علمی وسعت و عربی زبان میں مہارت تامہ کا اندازہ بھی ہوتا ہے۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ قصیدہ اپنے استاد شیخ المشائخ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الحق رحمہ اللہ تعالیٰ کی رثاء میں تحریر فرمایا۔ تعیم فائدہ و تسہیل فہم کیلئے مصنف نے قصیدے کے ساتھ اس کا اردو ترجمہ بھی کیا ہے اور حواشی بھی تحریر فرمائے ہیں۔

النَّهْجُ السَّهْلُ

إِلَى

مَبَاحِثِ الْأَلِ وَالْأَهْلِ

تصنيف

مُحَدِّثٌ عَظِيمٌ، مُفْتَكِرٌ كَثِيرٌ، مُصَنِّفٌ اِخْتِصَامٌ، تَرْمِذِيٌّ وَقْتُ حَضْرَتِ مَوْلَانَا مُحَمَّدِ مَوْسَى رُوحَانِي بَازِي
طِبِّ الْبَلِيَّةِ، أَمْرًا وَأَعْلَى دَرَجَاتِنِي دَارِ اسْلَامِ

انتہائی جامع، محقق اور عظیم الشان علمی خزانہ

- بزبان عربی تقریباً چار صد صفحات پر مشتمل عجیب و بدلیح کتاب۔
- لفظ ”آل“ و ”اہل“ سے متعلق انتہائی جامع اور کامل اسباحث۔
- ”آل“ و ”اہل“ کے درمیان ۳۸ لطیف و دقیق فروق کی تشریح و توضیح۔
- ”آل نبی“ سے کون لوگ مراد ہیں؟
- آل نبی کے مصداق میں ائمہ اسلام کے ۱۵ اقوال کی تفصیل۔
- اہل تشیع کے متعدد پیچیدہ اعتراضات کے دقیق جوابات۔
- جدید علمی مباحث و فنی دقائق جو دیگر کتب سلف و خلف میں نہ ملیں گے۔
- مزید برآں آج تک اسلاف کی تمام کتابوں میں لفظ ”آل“ کے صرف دو ماخذ مذکور ہیں مگر اس کتاب میں لفظ ”آل“ کے ۱۷ عجیب و غریب ماخذ کی توضیح مع ادلہ ہے جو مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے علمی مرتبے کا ایک چھوٹا سا نمونہ ہے۔

النَّجْمُ السَّعْدُ

فِي مَبَاحِثِ

أَمَّا بَعْدُ

ایک مختصر لفظ یعنی ”أما بعد“ پر محدث اعظم، فقیہ افہم، امام العصر، حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی طیب اللہ آثارہ کی تحریر کردہ ایک عظیم اور منفرد کتاب۔

بلند علمی ذوق رکھنے والوں کیلئے ایک منفرد، شاہکار اور گراں قدر علمی ذخیرہ

کتاب میں شامل چند اہم مباحث کی تفصیل۔

◀ ”أما بعد“ کا شرعی حکم کیا ہے؟

◀ سب سے پہلے لفظ ”أما بعد“ کس نے استعمال کیا؟

◀ ”أما بعد“ کن مواقع میں ذکر کیا جاتا ہے؟

◀ ”أما بعد“ کی اصل کیا ہے اور اس کا کیا معنی ہے؟

◀ ”أما بعد“ سے متعلق تمام ابحاث و تحقیقات۔

◀ نیز کتاب ہذا میں حضرت شیخ المشائخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے لفظ ”أما بعد“ کی نحوی

ترکیب میں تیرہ لاکھ انتالیس ہزار سات سو چالیس (۱۳۳۹۷۲۰) وجوہ اعراب ذکر کی ہیں

اور ان کی تشریح کی ہے۔ ایک مختصر سے لفظ کی اس قدر نحوی تراکیب پڑھ کر عقل دنگ رہ جاتی

لہے اور انسان بے اختیار عربی زبان کو سیداللسنہ اور مصنف کو سید المصنفین کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

◀ مزید براں اس کتاب میں بہت سی ایسی دقیق ابحاث، علمی مسائل اور فنی غرائب

کی تفصیل ہے جن کے حصول کیلئے علمی ذوق و شوق رکھنے والے حضرات بیتاب رہتے ہیں۔

رِیَاضُ السُّنَنِ

شَرَحُ السُّنَنِ لِلْإِمَامِ التِّرْمِذِيِّ رحمۃ اللہ علیہ

محدثِ اعظم، مفتی کبیر، مصنفِ انجمن، ترمذی وقت

حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی

طیب التہا، آثرہ، وأعلیٰ درجاتہ فی دارالسلام

سنن ترمذی کی بزبان اردو عظیم الشان شرح

محدثِ اعظم حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی رحمہ اللہ تعالیٰ کی
تصنیفِ لطیف۔ عرصہ دراز سے علماء و خواص اس کتاب کی
اشاعت کا مطالبہ کر رہے تھے۔ علم و حکمت کے بے بہا موتیوں
سے لبریز ایک عظیم علمی شاہکار۔ اب تک صرف جلد ثانی زیور طبع
سے آراستہ ہوئی ہے۔

البرکات المکیة

فی

الصلوات النبویة

امیر المؤمنین فی الحدیث شیخ المشائخ حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی طیب اللہ آثارہ
کی تصنیف کردہ انتہائی مبارک اور پرتا شیر کتاب۔

وظائف پڑھنے والوں کیلئے پیش رہا اور نادر خزانہ

حیرت انگیز تاشیر کی حامل درود شریف کی عجیب و غریب کتاب جو عوام و خواص میں بے انتہاء مقبول ہے۔ اس کتاب میں حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے آٹھ سو (۸۰۰) سے زائد اسماء کو احادیث کی مستند کتب سے انتہائی تحقیق کے بعد درود شریف کی شکل میں یکجا کیا ہے۔ کتاب کی ابتداء میں درود شریف کے فضائل اور کتاب پڑھنے کا طریقہ تفصیلاً درج ہے۔

حضرت محدث اعظمؒ خود فرمایا کرتے تھے کہ مجھے بی شمار لوگوں نے بتلایا ہے کہ اس کتاب کے گھر میں پونچھتے ہی انہوں نے قلیل مدت میں اس کتاب کے عجیب و واضح فوائد محسوس کیے اور ان کی تمام مشکلات حل ہوئیں۔ وفات کے بعد ان کے ایک شاگرد نے خواب میں دیکھا کہ روضہ رسول ﷺ کی جالی کا دروازہ کھلا اور اندر سے حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ انتہائی خوشی کی حالت میں مسکراتے ہوئے باہر تشریف لائے۔ شاگرد نے آگے بڑھ کر سلام کیا اور عرض کیا کہ استاذی آپ کی قبر مبارک سے جنت کی خوشبو آ رہی ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ تو حضرت محدث اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا کہ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ میری کتاب ”برکات مکیہ“ کو بارگاہ نبوی ﷺ میں شرف قبولیت حاصل ہوا ہے اسی لئے میری قبر سے جنتی خوشبو آ رہی ہے۔

مقدمتہ شرح البیضاوی

المستأ

امثال التعمیر

لما فی

انوار التنزیل

تصنیف

محدث علم، مفسر کبیر، مصنف اہم، ترمذی وقت حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی باری
طیبتناہ واطلعتہ فی دارالسلام

عجیب و غریب نکات کی حامل کتاب

جو دراصل تفسیر بیضاوی کی شرح ازہار التسهیل کا دو جلدوں پر مشتمل
مقدمہ ہے (ازہار التسهیل تقریباً ۵۰ جلدوں پر مشتمل ہے)۔

اپنی نوعیت کی منفرد کتاب

جس میں تفسیر بیضاوی میں مذکور شعراء کے تراجم کے علاوہ تراجم
محدثین، تراجم قراء و رواۃ قراء، تاریخ بلاد، احوال حیوانات، احوال
ملوک، فرق اسلامیہ اور ان کے عقائد کی توضیح، تاریخ انبیاء علیہم
السلام، احوال قبائل، اصول تفسیریہ، مسائل ادبیہ، تفصیل شروح و
حواشی تفسیر بیضاوی اور دیگر فوائد عظیمہ حروف تہجی کی ترتیب سے درج
کئے گئے ہیں۔ گویا یہ کتاب ایک اچھوتا، مختصر انسائیکلو پیڈیا ہے۔

گلستانِ قناعت

مسمیٰ بہ

جَنَّةُ الْقَنَاعَةِ

محدثِ اعظم، مفسرِ کبیر، شیخ المشائخ، ترمذی وقت
شیخ الحدیث و التفسیر حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی
رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک انتہائی مفید و محقق تصنیف

قناعت سے متعلق آیاتِ قرآنیہ، احادیثِ مرفوعہ و موقوفہ، اقوالِ صالحین،
مواعظِ عارفین، حکایاتِ متقین، کراماتِ اولیاء اور واقعاتِ ائمہ کرام کا
نہایت مفید، روح پرور اور ایمان افروز ذخیرہ و گنجینہ

تقریباً چھ صد صفحات پر مشتمل ایک انتہائی عجیب و بدیع کتاب جو علمی تحقیقات کے ساتھ ساتھ
اصلاحی، تبلیغی، اخلاقی مواعظ و نصح پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب دراصل اہل علم کے ایک
استفتاء کا محققانہ، واعظانہ، حکیمانہ عارفانہ مفصل جواب ہے۔ اہل علم و دانش کے
ساتھ ساتھ عوام بھی اس کتاب سے پوری طرح استفادہ کر سکتے ہیں۔

کتاب ہذا میں حرصِ دنیا، ترکِ قناعت اور حبِ دنیا کے تباہ کن نتائج کی تحقیق و تفصیل
پیش کی گئی ہے مزید برآں یہ کتاب زہد و قناعت کے علمی، اصلاحی، دنیوی و اخروی،
اخلاقی، ظاہری و باطنی فوائد و برکات اور ثمرات کی ایمان افزا تفصیلات پر بھی مشتمل
ہے۔ تکمیلِ افادہ کی خاطر کثرت سے مفید و رقت انگیز اشعار بھی ذکر کیے گئے ہیں۔

فلکیاتِ جدیدہ و سیر القمر و عید الفطر

تصنیف محدث اعظم، مفسر کتبہ، مصنفِ انجمن، ترمذی وقت حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی باری
طیلسکائے اعلیٰ و اعلیٰ درجہ دارالاسلام

علم فلکیات پر اردو زبان میں اپنی نوعیت کی منفرد کتاب

ستارے کیسے وجود میں آئے؟ سیارے اور ستارے میں کیا فرق ہے؟ ستاروں کی تعداد کتنی ہے؟ نظام شمسی کی پیدائش کیسے ہوئی؟ سیاروں کی دائی گردش کا راز کیا ہے؟ کیا سماء اور فلک ایک شے ہیں؟ کیا ستارے آسمانوں میں پھنسے ہوئے ہیں یا ان سے نیچے ہیں؟ تقویم کسے کہتے ہیں؟ ہیئت کے بارے میں قدیم نظریات کیا ہیں؟ ہیئتِ جدیدہ کے اہم نظریات کون کون سے ہیں؟ کرہ ہوائی سے کیا مراد ہے؟ زریں سرخ، بالائے بنفشی، لالگی اور ریڈیائی شعاعوں میں کیا فرق ہے؟ ہمیں آواز کیسے سنائی دیتی ہے؟ فضا ہمیں نیلگوں کیوں دکھائی دیتی ہے؟ کیا قرآن اور ہیئتِ جدیدہ کے نظریات میں کوئی اختلاف ہے؟ سال کے مختلف موسموں میں شب و روز کی لمبائی کیوں بدلتی ہے؟ کیا براعظم سرک ہے؟ سورج گروہن اور چاند گروہن کیوں ہوتا ہے؟ کائنات کتنی وسیع ہے؟ کائنات کی ابتداء کیسے ہوئی اور اسکی عمر کتنی ہے؟ علم ہیئت میں مسلمان سائنسدانوں نے کیا کارنامے سرانجام دیئے؟ قدیم مسلمان سائنسدانوں کی تحقیقات اور جدید ترین سائنسی تحقیقات میں کتنا فرق ہے؟ مندرجہ بالا موضوعات کے ساتھ ساتھ نظام شمسی کے سیارات کے حالات، چاند کی سرگزشت، آواز، روشنی کی اقسام، شب و روز، زمین کی گردش، سمت قبلہ، معجزہ شق قمر، عناصر کا بیان، ہفتے کی تقرری کی وجوہات، براعظموں کا بیان، آسمانی بجلی کی تفصیل، زمین کی گردش، عرض بلد و طول بلد وغیرہ کے بارے میں مفصل ابواب ہیں۔ کتاب ہذا کے دوسرے حصے میں عید الفطر اور ہلال عید کے بارے میں تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ جدید طباعت میں بی شمار قیمتی تصاویر کے علاوہ اسی (۸۰) سے زائد آرٹ پیپر کے صفحات پر رنگین و نادر تصاویر بھی شامل ہیں۔

لطائفِ لبّال

ف

الفروق بين الأهل والأل

تصنيف محدثِ اعظم، مفتي كبريٰ، مصنفِ افسس، ترمذی وقت حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی
طی اللہ آراء واطلہ درجات فی دارالسلام

لفظ ”آل“ اور ”اہل“ کے درمیان فروق پر مشتمل مختصر کتاب۔ کتب اسلامیہ عربیہ میں لفظ ”آل“ اور لفظ ”اہل“ نہایت کثیر الاستعمال ہیں۔ ان دونوں لفظوں میں حضرت محدث اعظم مختلف دقیق فروق کی نشاندہی فرماتے ہیں۔ مدرسین حضرات اور طلباء کیلئے نہایت قیمتی تحفہ۔

کتاب

الأربعین البازية

تصنيف محدثِ اعظم، مفتي كبريٰ، مصنفِ افسس، ترمذی وقت حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی
طی اللہ آراء واطلہ درجات فی دارالسلام

حضرت محدث اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی منتخب کردہ
نہایت قیمتی چالیس احادیث کا مجموعہ۔

نَيْلُ الْبَصِيَّةِ

ف

لِنِسْبَةِ سُبْعِ عَرْضِ الشَّعِيَّةِ

لِإِمَامِ الْمُحَدِّثِينَ نَجْمِ الْمَفْسَّرِينَ زُبْدَةِ الْمُحَقِّقِينَ
الْعَلَامَةِ الشَّيْخِ مَوْلَانَا مُحَمَّدِ مُوسَى الرَّوْحَانِيِّ الْبَايَزِيِّ
رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى وَأَعْلَى دَرَجَاتِهِ فِي دَارِ السَّلَامِ

علماء و طلباء کے لئے نہایت مفید علمی خزانہ

ہیئت قدیم میں لکھی جانے والی یہ کتاب دراصل تصریح و
شرح چنبنی کے ایک مشکل مقام کی شرح و توضیح ہے۔ عربی زبان میں
لکھی جانے والی یہ کتاب بہت سے ایسے قیمتی، علمی نکات پر مشتمل ہے
جو اہل علم کے لئے نہایت گرانقدر سرمایہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

الهیۃ الکبریٰ

مع شرحها

سما الفکر

کلاهما لإمام المحذثین نجم المفسرین زبدة المحققین
العلامة الشیخ مولانا محمد موسیٰ الرضوی البازنی
رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى وَطَيْبَ آثَارِهِ

جدید ہیئت کے مسائل و مباحث کا عظیم خزانہ و جامع فتاویٰ

مدارس دینیہ کی سب سے بڑی تنظیم وفاق المدارس العربیہ کے
اراکین علماء کبار کی فرمائش پر حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے بزبان عربی دو
جلدوں میں یہ ضخیم کتاب تالیف کی جس کے ساتھ نہایت مفصل اردو شرح
بھی ہے جس کی وجہ سے اردو خواں حضرات بھی اس سے مکمل استفادہ
کر سکتے ہیں۔ جدید ترین تحقیقات و آراء پر مشتمل یہ بے مثال کتاب جدید
ہیئت کے مسائل و مباحث کا عظیم خزانہ و جامع فتاویٰ ہے۔ کتاب کے
آخر میں علم ہیئت کی اصطلاحات کا نہایت اہم و مفید رسالہ بھی ہے۔
پس ہیئت کبریٰ دراصل تین نادر کتابوں کا مجموعہ ہے۔ یہ کتاب بہت
سی قیمتی اور نایاب تصاویر پر مشتمل ہے۔

الهیئة الوسطی

مع شرحها

النجوم النسطی

کلاهما لإمام المحدثین نجم المفسرین زبدة المحققین
العلامة الشیخ مولانا محمد موسی الزویحانی البازنی

رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى وَطَيْبَ آثَارِهِ

علم فلکیات کا شوق رکھنے والے حضرات کیلئے ایک درّ نایاب

یہ دوسری کتاب ہے جو حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی کمیٹی برائے نصاب کتب کے اراکین علماء کبار و مشائخ عظام کی فرمائش پر تصنیف کی۔ عربی متن کے ساتھ ساتھ انتہائی مفصل اردو شرح ہے جس کی وجہ سے اردو خواں طبقہ بھی اس سے مکمل فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ یہ کتاب ایک شاہکار اور درّ نایاب کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کتاب کی افادیت و جامعیت کے پیش نظر پاکستان، ایران، افغانستان کے بہت سے مدارس نے اسے اپنے نصاب میں شامل کیا ہے۔ یہ کتاب بی شمار قیمتی اور نایاب رنگین و غیر رنگین تصاویر پر مشتمل ہے۔ ہیئت کبریٰ، ہیئت وسطیٰ اور ہیئت صغریٰ تینوں کتب کو سعودی حکومت نے ان کی علمیت و جامعیت کے پیش نظر بڑی تعداد میں منگوا کر علماء کرام میں تقسیم کیا ہے۔

الهیة الصغری

مع شرحها

مدار البشری

کلاهما لإمام المحدثین نجم المفسرین زبدة المحققین
العلامة الشيخ مولانا محمد موسی الزوحانی البازنی
رحمہ اللہ تعالیٰ و طیب آثارہ

علم فلکیات کی دقیق مباحث پر مشتمل ایک قیمتی کتاب

یہ تیسری کتاب ہے جو حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی کمیٹی برائے نصاب کتب کے اراکین علماء کبار و مشائخ عظام کی فرمائش پر تصنیف کی۔ عربی متن کے ساتھ ساتھ انتہائی مفصل اردو شرح ہے مصنف نے اس چھوٹے حجم والی کتاب میں علم ہیئت کی انتہائی کثیر اور دقیق مباحث جمع کر کے گویا دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ مؤلف کی دیگر تالیفات علم ہیئت کی طرح یہ کتاب بھی جامع، محقق اور جدید مسائل فن پر حاوی ہونے کے علاوہ بہت سی قیمتی رنگین و غیر رنگین تصاویر پر مشتمل ہے۔

قصیدہ طوبیٰ

فی

اسماء اللہ الحسنى

تصنيف

محدث اعظم، مفسر کبير، مصنف اعظم، ترمذی وقت حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی
طی البشارة و اعلا رحمتہ فی دار السلام

پریشانیوں اور مصائب میں مبتلا لوگوں کیلئے ایک عظیم تحفہ

نہایت مبارک اور بے مثال و بے نظیر قصیدہ

اس مبارک قصیدے میں اللہ جل جلالہ کے ننانوے اسمائے حسنیٰ سمیت تقریباً پونے دو صد نام نظم کیے گئے ہیں۔ قصیدہ طوبیٰ عالم اسلام کا پہلا قصیدہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے اسماء دعا کے انداز میں بزبان عربی منظوم ہیں اور عوام الناس کی آسانی کیلئے اردو ترجمہ بھی درج کیا گیا ہے۔ عرب و عجم میں بے شمار علماء و خواص و عوام نے اس قصیدے کو تکالیف، پریشانیوں اور مصائب سے نجات، مشکلات کے حل اور قضائے حاجات کے لیے بے انتہاء مفید پایا ہے۔ قصیدہ طوبیٰ پڑھنا شروع کیجئے چند دن میں ہی آپ خود اس کی برکات کا مشاہدہ کر لیں گے

قصیدہ رحُسنیٰ

فی
اسماءِ النبی العظمیٰ

تصنیف

محدثِ اعظم، مفتی کبیر، مُصنّفِ انجمن، ترمذی وقت حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی باری
طیب اللہ آثارہ واطلہ ورحمہ فی دارالاسلام

دنیاۓ اسلام میں اپنی نوعیت کا پہلا اور نہایت مبارک قصیدہ

حل مشکلات اور قضائے حاجات کیلئے بے انتہاء مفید

قصیدہ حُسنیٰ دنیاۓ اسلام کا پہلا قصیدہ ہے جس میں پانچ سو (500) سے زیادہ مستند اسماء النبی ﷺ دعائیہ طریقے سے بزبانِ عربی منظوم ہیں۔ تکمیل فائدہ اور آسانی کے لئے ساتھ ساتھ اردو ترجمہ بھی درج کیا گیا ہے۔ یہ قصیدہ عرب و عجم میں نہایت مقبول و معروف ہے۔

حریمین شریفین (مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ)، افغانستان، ایران، بنگلہ دیش، امریکہ، برطانیہ، عراق، مصر، سری لنکا، برصغیر پاک و ہند اور دیگر بہت سے ممالک میں بی شمار اولیاء اللہ و عوام اسے بطور وظیفہ پڑھ رہے ہیں۔ تکالیف و مشکلات کو دور کرنے اور قضائے حاجات کیلئے نہایت مؤثر، مفید اور مجرب ہے۔ قصیدہ حُسنیٰ پڑھنا شروع کرتے ہی چند ایام میں آپ اپنے ہر کام میں واضح برکات محسوس کریں گے۔

بھوڑ گناہوں اور نیکیوں کے اثرات

مسمیٰ بہ

اسْتَعْظَمُوا الصَّخْلَةَ

تصنیف

محدث اعظم، مفسر کبیر، مصنفِ افسانہ، ترمذی وقت حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی باری

طیب اللہ آثارہ و اعلیٰ درجہ فی طرابلس

قلب و روح کی تسکین کا سامان لئے ہوئے ایک منفرد کتاب

انہی مادیت کے اس عہدِ زیاں کار میں گناہوں کی یلغار بڑھتی جا رہی ہے جس نے دولتِ ایمان و یقین سے بہرہ مند باعمل مسلمانوں کو سخت صدمے سے دوچار کر رکھا ہے تو عام مسلمان بھی روح و احساس سے عاری اس زندگی میں شدید مایوسی اور پریشانی کا شکار ہیں۔ اس مایوسی کے عالم میں گناہوں اور نیکیوں کی حقیقت اور ان کی تاثیر سے روشناس کروانے والی یہ الہیلی کتاب روشنی و ہدایت کی طرف انسان کی رہنمائی کرتی ہے۔ زبان و بیان کی تاثیر لیے ہوئے یہ عجیب و منفرد کتاب جس کا لفظ لفظ اور سطر سطر دل کے درپچوں پر دستک دیتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ مزید برآں اس مبارک کتاب میں امتِ محمدیہ اور گذشتہ امتوں کے بہت سے بزرگوں کے ایمان افروز واقعات بھی درج کیے گئے ہیں۔ نیز اس کتاب میں بہت سے ایسے مختصر اعمال و مختصر دعائیں بھی مذکور ہیں جن کا ثواب بہت زیادہ ہے۔

حکومت پاکستان سے ایوارڈ یافتہ کتاب

رِزْقِ حَلَالٍ وَغَيْبِ مَعَاشِ أَوْلِيَاءِ

مسمیٰ بہ

تَرْغِيبِ الْمُسْلِمِينَ

فِي

الرِّزْقِ الْحَلَالِ وَطِعْمَةِ الصَّالِحِينَ

تصنیف شیخ الحدیث و التفسیر حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی رحمہ اللہ تعالیٰ

سخت سے سخت دلوں کو موم کرنے اور نرم دلوں کو تڑپانے والی کتاب

مسئلہ رزق نے انسان کو ماڈیات کی اس دنیا میں پھنسا دیا ہے۔ مال و دولت اس کی زندگی کا محور بن چکے ہیں اور وہ آخرت کے کلیتاً غافل ہو چکا ہے۔ کتاب ہذا میں رزقِ حلال کی تبشیر و ترغیب اور حرام مال سے تخویف و ترہیب سے متعلق آیاتِ قرآنیہ و احادیثِ مبارکہ مرفوعہ و موقوفہ کی توضیح و تشریح کے علاوہ علماء کرام، محدثین عظام، مفسرین فحام، اولیاءِ اعلام، سلفِ صالحین، زاہدین، عابدین، ذاکرین، صادقین، متقین، شاکرین، صابرین، قانعین، مخلصین، متوکلین اور تارکینِ دنیا کے ایمان افروز احوال، حکیمانہ اقوال، عبرت انگیز واقعات، سبق آموز خصالِ سعیدہ و اخلاقِ حمیدہ، درد انگیز حکایات، نصیحت آمیز کراماتِ ائورقت خیز موعظ کا کافی و وافر ذخیرہ روحانیہ و ایمانیہ جمع کیا گیا ہے۔ رزق متعلق اسلاف کے عجیب و غریب اور نادر و نایاب واقعات پر مشتمل یہ واعظانہ کتاب انسان کو بے اختیار آنسو بہانے پر مجبور کر دیتی ہے۔

مبارک دعائیں

مرتب

عبدضعیف محمد زبیر روحانی بازاری و عافہ عفا اللہ عنہ

حکومت پاکستان سے ایوارڈ یافتہ کتاب

چھوٹی اور مختصر دعاؤں کا مجموعہ جس نے ملک بھر میں مقبولیت کے نئے ریکارڈ قائم کر دیئے۔ جیسی سائز کی اس نہایت مبارک کتاب میں ایسی مختصر دعائیں جمع کی گئی ہیں جن کا ثواب و فائدہ بہت زیادہ ہے۔ جو احباب اپنے فوت ہو جانے والے عزیز و اقارب کے لیے صدقہ جاریہ کے طور پر اس کتابچہ کو طبع کروا کر تقسیم کروانا چاہیں وہ

ادارہ سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

پاکستان میں پہلی مرتبہ سی ڈیز پر منفرد علمی تحقیقی دروس

خود استفادہ کیجئے اور علمی احباب کو تحفہ پیش کیجئے

مدارس

غزفہ اہم مفکرین و مصنفین اہم، ترمذی وقت
حضرت مولانا محمد موسیٰ زوعانی باری
پرنسپل جامعہ اعلیٰ اسلامیہ دارالسلام

عناوین
مترجمین
ابن
عزیف محمد زبیر موسیٰ زوعانی باری

علم الصیغۃ

(مکمل کتاب و خاصیات ابواب)

تیسیر المنطق

(مکمل کتاب)

ابواب الصرف

علم صرف کیجئے، دنیا کا آسان ترین طریقہ

مختصر القادوری

(مکمل کتاب)

نحوی ترکیب

(انتہائی آسان جدید طریقہ)

ہدایۃ النحو

(مکمل کتاب)

اصول الشاشی

(مکمل کتاب)

کافیۃ

(مکمل کتاب)

مرقات

(مکمل کتاب)

دروس البلاغۃ

(مکمل کتاب)

تفسیر القرآن

(پارہ ہمس تا پارہ آتیس)

شرح التہذیب

(مکمل کتاب)

شرح الوقایۃ اخیرین

(جلد اول مکمل، کتاب البیع تا کتاب الغصب)

المعلقات السبع

(ابتدائی تین معلقات مکمل)

نور الانوار

(مکمل کتاب)

السراجی فی المیراث

(مکمل کتاب)

مختصر المعانی

(مکمل کتاب)

الہدایۃ

(جلد اول مکمل)

خصوصیات

- نہایت آسان عام فہم درس جنہیں آپ شروعات کی بنسبت کئی گنا زیادہ مفید پائیں گے۔
- ریکارڈنگ نہایت صاف اور واضح۔ نیز ہر سبق کے ساتھ کتاب کا متعلقہ صفحہ نمبر درج کیا گیا ہے۔
- کتاب کھولنے، سی ڈی میں سے متعلقہ سبق چلائے، آپ خود کو کمرہ جماعت میں محسوس کریں گے۔

اب تمام دروس www.dars-e-nizami.com سے ڈاؤن لوڈ کیجئے یا YouTube پر سنیے۔

YouTube Channel: Jamia Muhammad Musa Albazi

خوشخبری:

ابواب الصّرف

علمِ صرف میں کمزور طلباء و طالبات کیلئے عظیم خوشخبری

ابتدائی طلباء کیلئے دنیا کی آسان ترین اور جامع ترین علمِ صرف

ترجمہ وقت محدث اعظم ہفتہ کی کتب حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی رحمۃ اللہ تعالیٰ

کے انوارات و برکات والا علمِ صرف کا انتہائی مبارک و نافع طریقہ

اب اردو ترجمہ والا ابواب الصّرف کا جدید ایڈیشن بھی دستیاب ہے

مدارسِ دینیہ کے بعض طلباء عربی عبارت نہیں پڑھ سکتے، عموماً اس کی بنیادی وجہ علمِ صرف میں کمزوری ہوتی ہے کیونکہ علمِ نحو میں مہارت کیلئے علمِ صرف میں مہارت نہایت ضروری ہے۔ ایسے مایوس طلباء کیلئے یہ ابواب نعمت غیر مترقبہ ہیں۔ بڑے درجات کے طلباء صرف تین چار ماہ کے مختصر عرصے میں ان ابواب کو یاد کر کے اپنی علمی بنیاد کو خوب مضبوط کر سکتے ہیں۔

علمِ صرف پڑھانے والے مدرسین حضرات کیلئے ایک عظیم علمی خزانہ

مدرسین حضرات اپنے تلامذہ کی مضبوط علمی بنیاد بنانے کے لئے ایک مرتبہ یہ ابواب پڑھانے کا تجربہ ضرور کر لیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ صرف ایک مرتبہ کے تجربہ سے ہی وہ ان ابواب کو ہمیشہ کیلئے اپنائیں گے۔ پاکستان و بیرون ملک میں طلباء و طالبات کے جن مدارس نے بھی ان ابواب کا تجربہ کیا وہ اس کے ناقابلِ یقین نتائج دیکھ کر حیران رہ گئے۔ ان ابواب کو پڑھانے اور سننے کا خاص طریقہ جاننے کیلئے حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے بیٹے مولانا محمد زہیر روحانی بازی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے درس انٹرنیٹ (یوٹیوب وغیرہ) پر موجود ہیں جن سے باسانی استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

مزید معلومات و تفصیلات کیلئے جامعہ محمد موسیٰ البازی رابطہ نمبر 0301-8749911

جامعہ محمد موسیٰ البازی برہان پورہ عقبہ گورنمنٹ ہوائی اسکول راستے وٹلا ہور